Spot CMYK#Waheed

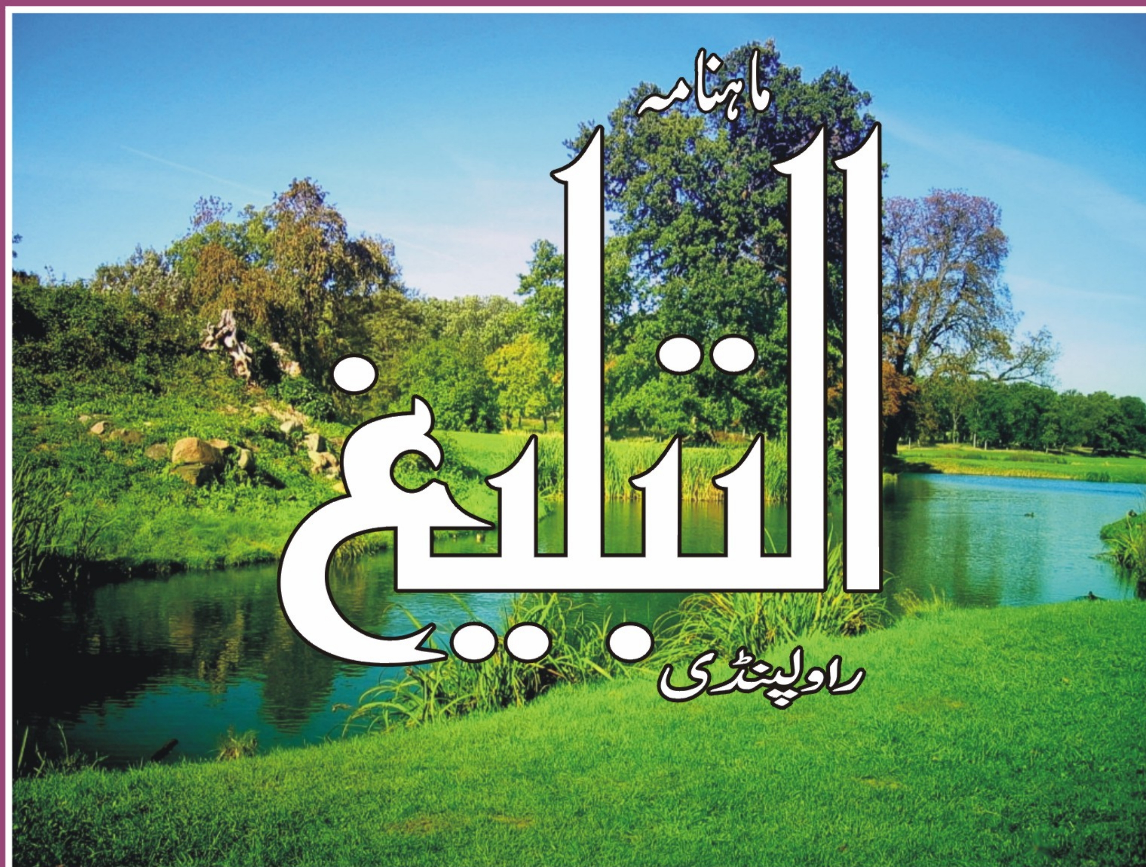

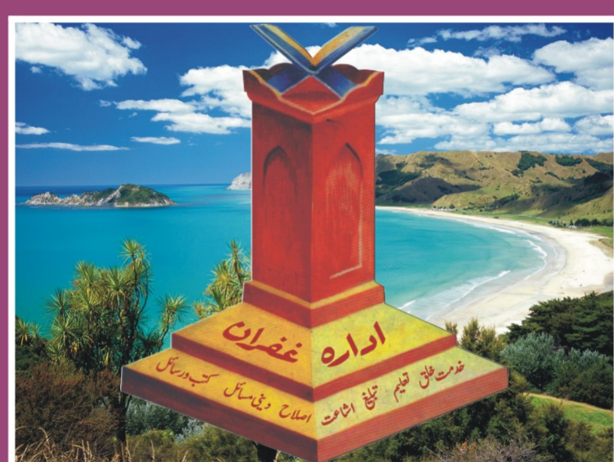

ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

بشرفِ دعا

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ

وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبدالسلام

مجلسِ مشاورت
مفتی محمد یونس، مفتی محمد امجد، حکیم محمد فیضان، غفار الحق

فی شمارہ.............. 25 روپے

سالانہ............... 300 روپے

خط وکتابت کا پتہ

ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959

راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

پبلشرز

محمد رضوان

سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 300 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ "التبلیغ" حاصل کیجئے

قانونی مشیر

الحاج غلام علی فاروق

(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

ڈاک کا پتہ تبدیل ہو جانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جاسکے گا

برائے رابطہ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17

عقب پٹرول پمپ وچمڑا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان

فون: 051-5507530-5507270 فیکس: 051-5780728

www.idaraghufran.org

Email: idaraghufran@yahoo.com

ترتیب وتحریر

صفحہ

اداریہ ....کیاعصری تعلیم کا معیار خالص انگلش زبان پر ہے؟.........مفتی محمد رضوان ۳

درسِ قرآن (سورہ بقرہ قسط۹۰)... حلال پاکیزہ کھانے اور شیطان کی پیروی سے بچنے کا حکم ...// // ۶

درسِ حدیث ....عصر کی نماز سے پہلے چار یا دو رکعتوں کی فضیلت......// // ۱۱

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

تعمیرِ پاکستان سکول...مفتی محمد امجد حسین ۱۴

اس درد کا بھی کریں کچھ مداوا (اِس دور کے چارہ گر کہاں ہیں؟ آخری قسط ۲۸)...........// // ۱۶

راول ڈیم سے خان پور ڈیم تک (قسط۳).....................................ابوعشرت حسین ۲۳

نماز میں سجدۂ تلاوت سے متعلق ایک مسئلہ کی وضاحت.........................مفتی محمد رضوان ۲۶

ہمارے شیخ حضرت نواب عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ (قسط۳)..................// // ۳۰

تجارت انبیاء وصلحاء کا پیشہ (قسط۵)...مفتی منظور احمد ۳۶

ماہِ ربیع الاول: پانچویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات.............مولانا طارق محمود ۳۹

والدین کی وفات کے بعد صلہ رحمی کا طریقہ اور اُس کی فضیلت (قسط۲)...............مفتی محمد رضوان ۴۱

علم کے مینار...عمر خیام ایک عظیم مگر مظلوم فلسفی وریاضی دان (قسط۱).....مفتی محمد امجد حسین ۴۶

تذکرۂ اولیاء:..........اقبال ورومی (تذکرہ مولانا رومی کا: قسط۲۰)..............// // ۴۹

پیارے بچو! ....ایمان دار کسان.............................بنتِ فاطمہ ۵۶

بزمِ خواتین ....عدت کے احکام (قسط۲)...........................مفتی محمد یونس ۵۷

آپ کے دینی مسائل کا حل... نصاب سے زائد مخصوص مقدار کے زکاۃ سے عفو ہونے کی تحقیق ۶۰

کیا آپ جانتے ہیں؟............اچھے اور بُرے خواب (قسط۹)......مفتی محمد رضوان ۷۵

عبرت کدہ ....حضرت یوسف علیہ السلام (قسط۲۱)..........ابوجویریہ ۸۶

طب وصحت... شہد (HONEY) کے فوائد وخواص (تیسری وآخری قسط)....مفتی محمد رضوان ۸۹

اخبارِ ادارہ ....ادارہ کے شب وروز..........مولانا محمد امجد حسین ۹۴

اخبارِ عالم ....قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں..........حافظ غلام بلال ۹۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ مفتی محمد رضوان

کیا عصری تعلیم کا معیار خالص انگلش زبان پر ہے؟

آج کل عصری تعلیمی اداروں میں تعلیم کی کامیابی اور طالب علم کی ترقی کا سارا مدار خالص انگلش زبان پر سمجھا جاتا ہے، اور ہمیں اس سے انکار نہیں کہ انگریزی زبان اس وقت عالمی زبان ہے، اور دنیا میں اس زبان کو جو ہمہ گیری اور وسعت حاصل ہے، وہ کسی اور زبان کو حاصل نہیں، لیکن اس سے یہ سمجھ لینا کہ جملہ عصری علوم وفنون میں مہارت وقابلیت پیدا کرنے کے لئے بچہ کو شروع سے ہر فن کی تعلیم انگریزی زبان میں دینا ضروری ہے، یہ بھاری غلطی ہے۔

سائنس، معاشرتی علوم، ریاضی، اسلامیات وغیرہ جیسے علوم کو سیکھنے اور سمجھنے کے لئے نہ تو انگریزی زبان سے بھرپور واقفیت ضروری ہے، اور نہ ہی انگریزی زبان پر عبور حاصل کئے بغیر ان علوم کا حصول ناممکن ہے، دنیا کے کئی ترقی یافتہ ممالک ایسے ہیں، جہاں سائنس، معاشرتی علوم اور ریاضی وغیرہ کو ان کی اپنی قومی زبان میں پڑھایا جاتا ہے، اور اس کے ذریعہ سے بہتر نتائج حاصل کئے جاتے ہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ عصری تعلیمی نظام میں انگلش زبان کی ضرورت دوسرے رائج علوم سے زیادہ نہیں، جس کا تقاضا یہ ہے کہ انگریزی زبان کو سائنس، معاشرتی علوم وریاضی وغیرہ کی طرح بحیثیت ایک علم کے پڑھایا جائے، نہ یہ کہ دیگر تمام علوم وفنون کی تعلیم وتعلم اور افہام وتفہیم کا مدار انگریزی زبان پر رکھ دیا جائے، جیسا کہ آج کل عام طور سے ہونے لگ گیا ہے۔

اس طرزِ عمل کا سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ شروع ہی سے بچہ کو ایک غیر مادری وغیر مانوس زبان کو سیکھنے کا بوجھ ڈال دیا جاتا ہے، اور اس کی وہ تمام صلاحیتیں اور کاوشیں جو دوسرے علوم وفنون کو حاصل کرنے پر خرچ ہوتیں، وہ انگریزی زبان کے حل اور اس کی افہام وتفہیم میں خرچ ہونے لگتی ہیں، اور نتیجتاً طالب علم کو دوسرے علوم وفنون میں وہ لیاقت وصلاحیت اور عبور حاصل نہیں ہو پاتا، جس کی کہ اسے ضرورت ہے۔

مثال کے طور پر آپ کسی ابتدائی بچہ کو یہ سکھانا چاہتے ہیں کہ دو اور دو چار ہوتے ہیں، تو جب آپ اسے انگریزی زبان میں ''ٹو ٹو زا فور'' (2×2=4) پڑھائی گے، تو اس مختصر سے جملہ کو سمجھنے کے لئے تین غیر

Idara Ghufran

مانوس اور غیر مادری الفاظ اوران کے معانی کوسیکھنا پڑے گا،ایک لفظ''ٹو'' دوسرے لفظ''زا'' تیسرے لفظ ''فور'' یہ ایک سادہ اور ابتدائی بچہ سے متعلق مثال پیش کی گئی ہے، ورنہ جوں جوں تعلیمی سلسلہ آگے بڑھتا ہے،مشکلات اس کے ساتھ ساتھ چلتی ہیں۔

ہم نے بے شمار بچوں کوسائنس وغیرہ علوم کی کتابوں کے الفاظ کوطوطے کی طرح رَٹے لگاتے ہوئے دیکھا، بچہ رَٹے مارتے مارتے تھک جاتا ہے،مگر وہ الفاظ اسے صحیح طرح یادنہیں ہوتے،اور اگر ہو بھی جاتے ہیں، تو وہ زیادہ وقت تک یادنہیں رہتے،اور اگر یاد بھی رہتے ہیں،توان الفاظ کے معنیٰ اور مطلب کی افہام وتفہیم سے معاملہ کوسوں دور ہوتا ہے۔

اوراس کے برعکس سائنس وغیرہ کے اس مفہوم ومضمون کوطالب علم کی مادری وقومی زبان میں سادہ طریقہ پر اچھی طرح سمجھا دیا جائے،تو خواہ بچہ کوالفاظ یاد بھی نہ ہوں، گومقصود بآسانی وبسہولت حاصل ہوجاتا ہے، اور بچہ اس مفہوم کی ترجمانی اپنی زبان کے دوسرے مترادف الفاظ کے ساتھ بھی کرسکتا ہے۔

غرض یہ ہے کہ عصری علوم کی تعلیم وتعلم کے معیار کا سارا مدار خالص انگریزی زبان پر رکھنا سراسر غلط فہمی ہے،اس پراہلِ حل وعقد کونظرِ ثانی اور غور کرنے کی ضرورت ہے۔

ہفتہ واراصلاحی مجلس

ادارہ غفران میں

حضرت مولانا مفتی محمد رضوان صاحب دامت برکاتہم

کی ہفتہ واراصلاحی مجلس ان شاءاللہ تعالیٰ

بروزاتوار،صبح دس بجے سے گیارہ بجے تک ہوا کرے گی

خواہش مند حضرات سے شرکت کی درخواست ہے

انتظامیہ:ادارہ غفران،گلی نمبر 17،چاہ سلطان،راولپنڈی

فون:051-5507270-5507530

TAMEER-E-PAKISTAN SCHOOL

تعمیرِ پاکستان سکول (نیشنل میڈیم)

زیرِ نگرانی: حضرت مولانا مفتی محمد رضوان صاحب دامت برکاتہم و دیگر اہلِ علم

اپنی نوع کا منفرد نظام

سکول کی چند اہم خصوصیات و سہولیات

معیاری تعلیم و تربیت	مونٹیسوری و جدید ترین طریقۂ تعلیم
اعلیٰ تعلیمی اقدار کا بہترین انتخاب	محبِ وطن دینی سوچ پیدا کرنے کا اہتمام
حفظ و ناظرہ قرآن کی سہولت (اختیاری)	خوشخطی کا خصوصی انتظام
تفریحی پروگرام	ہفتہ وار ٹیسٹ سسٹم
طلبہ کے مفت طبی معائنہ کی سہولت	پرکشش ماحول
کمپیوٹرائزڈ ریکارڈ سسٹم	کوالٹی کنٹرول سسٹم
کمپیوٹر کی تعلیم (مطلوبہ کلاسز میں لازمی)	دینی و دنیاوی مہارت یافتہ گورننگ باڈی
اساتذہ کی باقاعدہ نگرانی و تربیتی نظام	اساتذہ اور والدین کا اشتراکی تربیتی نظام
سکول کی اپنی پک اینڈ ڈراپ کی سہولت	معاشرے میں عملی غیر نصابی سرگرمیاں
تعلیمی اخراجات کم سے کم	تعلیمی و تفریحی دورے

نرسری سے چوتھی تک کلاسوں میں داخلے جاری ہیں

(محدود وقت کے لئے ابتدائی داخلوں میں خصوصی رعایت)

تعمیرِ پاکستان سکول: گلی نمبر 17، نزد ادارہ غفران، چاہ سلطان

(سلطان پورہ) راولپنڈی فون: 051-5780927

(سورہ بقرہ قسط۹۰، آیت ۱۶۸، ۱۶۹) مفتی محمد رضوان

حلال پاکیزہ کھانے اور شیطان کی پیروی سے بچنے کا حکم

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا ۖ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ (۱۶۸) اِنَّمَا یَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ وَالْفَحْشَآءِ وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (۱۶۹)

ترجمہ: اے لوگو! کھاؤ زمین کی چیزوں میں سے حلال پاکیزہ، اور شیطان کے قدموں کی اتباع مت کرو، بے شک وہ تمہارا واضح دشمن ہے (۱۶۸) وہ تم کو حکم دیتا ہے بدی اور بے حیائی کی چیزوں کا، اور یہ (بھی حکم دیتا ہے) کہ تم اللہ پر وہ بات کہو جو تم نہیں جانتے (۱۶۹)

تفسیر وتشریح

مذکورآیات میں اللہ تعالیٰ نے پہلے تو انسانوں کو زمین کی حلال، پاکیزہ چیزوں کے کھانے کا حکم فرمایا، اور اس کے بعد شیطان کی پیروی کرنے سے منع فرمایا، اور پھر فرمایا کہ شیطان تمہارا واضح دشمن ہے، اور پھر یہ فرمایا کہ شیطان تمہیں بدی اور برائی کے کاموں اور بے حیائی کی چیزوں کا حکم دیتا ہے، اور یہ بھی حکم دیتا ہے کہ تم اللہ کی طرف ایسی باتوں کی نسبت کرو، جن کو تم نہیں جانتے۔

دینی زبان میں حلال کا لفظ حرام کے مقابلہ میں بولا جاتا ہے۔

اور شرعی اعتبار سے ''حلال'' اس چیز کو کہا جاتا ہے، جس سے شریعت نے منع نہ کیا ہو، اور ''حرام'' اس چیز کو کہا جاتا ہے، جس سے شریعت نے منع کیا ہو، خواہ خاص حالات میں ہی منع کیا ہو، جیسا کہ نماز اور احرام کی حالت میں اور حرم کی حدود میں بعض چیزوں کا حرام ہونا۔ [1]

---

[1] قَوْلُه :(الْحَلَال) هُوَ ضد الْحَرَام وَهُوَ من :حـل يـحل من بَاب ضرب يضْرب، وَأما حلَّ بِالْمَكَانِ فَهُوَ من بَاب :نصر ينصر، ومصدره :حل وحلول وَمحل، وَالْمحل :الْمَكَان الَّذِى تحل فِيهِ، وَمن هَذَا الْبَاب :حللت الْعقْدَة أحلهَا حلا إِذا فتحتها، وَمن الأول :حـل الْـمحرم يحل حَلَالا، وَمن الثَّانِى :حـل الْعَذَاب يحل، أَى: وَجب، وَأحل الله الشَّىْء :جعله حَلَالا وَأحل الْمحرم من الْإِحْرَام مثل :حل، وأحللنا، دَخَلنَا فِى شهور الْحل، وَأحلت الشَّاة :إِذا نـزل الـلَّبن فِى ضرْعهَا، والتحليل ضد التَّحْرِيم، تَقول :حـللته تحليلاً وتحلة وتحللته إِذا سَـأَلتـه أَن يجعلک فِى حل من قبله، واستحل الشَّىْء عده حَلَالا، وتحلحل عَن مَكَانَهُ إِذا زَالَ(عمدة القارى، ج ا ص۲۹۷ ،باب فضل من استبرأ لدينه)

کئی احادیث میں بھی حلال کا لفظ حرام کے مقابلہ میں بولا گیا ہے۔ ؎۱

اور طیب کے معنیٰ پاکیزہ کے آتے ہیں، اور قرآن وسنت میں یہ لفظ خبیث کے مقابلہ میں استعمال ہوا ہے۔ ؎۲

چنانچہ ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ (سورة الاعراف آیت ۱۵۷)

ترجمہ: اور لوگوں کے لئے پاکیزہ چیزوں کو حلال قرار دیتے ہیں، اور ان پر خبیث چیزوں کو حرام قرار دیتے ہیں (ترجمہ ختم)

قرآن مجید میں اور بھی کئی مقامات پر ''طیب'' اور ''خبیث'' کے الفاظ ایک دوسرے کے مقابلہ میں استعمال ہوئے ہیں۔ ؎۳

''سوء'' عربی زبان میں ''صالح'' کے مقابلہ میں بولا جاتا ہے۔

اور ''صالح'' نیک اور اچھے کو کہا جاتا ہے، تو ''سوء'' بد اور برے کو کہا جائے گا۔ ؎۴

احادیث میں نیک آدمی کو ''رجلِ صالح'' اور اس کے مقابلہ میں برے آدمی کو ''رجلِ سوء'' فرمایا گیا ہے۔ ؎۵

؎۱ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ :قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :الحَلاَلُ بَيِّنٌ، وَالحَرَامُ بَيِّنٌ، وَبَيْنَهُمَا أُمُورٌ مُشْتَبِهَةٌ، فَمَنْ تَرَكَ مَا شُبِّهَ عَلَيْهِ مِنَ الإِثْمِ، كَانَ لِمَا اسْتَبَانَ أَتْرَكَ، وَمَنِ اجْتَرَأَ عَلَى مَا يَشُكُّ فِيهِ مِنَ الإِثْمِ، أَوْشَكَ أَنْ يُوَاقِعَ مَا اسْتَبَانَ، وَالمَعَاصِي حِمَى اللَّهِ مَنْ يَرْتَعْ حَوْلَ الحِمَى يُوشِكُ أَنْ يُوَاقِعَهُ (بخاری، رقم الحديث ۲۰۵۱)

؎۲ والخبيث :ضد الطيّب من الرزق والولد (جمهرة اللغة ،مادة خبث)

؎۳ مَا كَانَ اللَّهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتَّى يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ (سورة آلِ عمران، آیت ۱۷۹)

وَالَّذِينَ كَفَرُوا إِلَى جَهَنَّمَ يُحْشَرُونَ .لِيَمِيزَ اللَّهُ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ (سورة الانفال، آیت ۳۶،۳۷)

أَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ .تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا وَيَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيثَةٍ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْأَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ (سورة ابراهيم، آیت ۲۴تا۲۶)

الْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ (سورة النور، آیت ۲۶)

؎۴ (السوء) : بفتح السين وتضم ضد الصالح (مرقاة المفاتيح، ج ۱ ص ۲۲۱، باب اثبات عذاب القبر)

؎۵ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مِهْرَانَ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ :سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ " :إِذَا وُضِعَ الرَّجُلُ الصَّالِحُ عَلَى سَرِيرِهِ، قَالَ :قَدِّمُونِي قَدِّمُونِي، وَإِذَا وُضِعَ الرَّجُلُ -يَعْنِي السُّوءَ- عَلَى سَرِيرِهِ، قَالَ :يَا وَيْلِي أَيْنَ تَذْهَبُونَ بِي "(سنن النسائی، رقم الحديث ۱۹۰۸)

اور نیک ہم نشین کو''جلیسِ صالح''اور برے ہم نشین کو''جلیسِ سوء''فرمایا گیا ہے۔ ۱؎

جن سے معلوم ہوا کہ مذکورہ آیت میں جو''سوء''کا لفظ استعمال ہوا ہے،اس سے مراد''بد''اور''برے''کام ہیں،جن کا کہ شیطان حکم دیتا ہے۔

''سوء''کے بعد دوسرا لفظ''فحشاء''استعمال کیا گیا ہے،اور''فحشاء''یا''فحش''عربی زبان میں حیاء کے مقابلہ میں بے حیائی کی باتوں اور بے حیائی کے کاموں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَا كَانَ الْفُحْشُ فِيْ شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا شَانَهُ ، وَلَا كَانَ الْحَيَاءُ فِيْ شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا زَانَهُ(مسند احمد، رقم الحديث ۱۲۶۸۹، واللفظ لهٗ، سنن الترمذی، رقم الحديث ۱۹۷۴،سنن ابنِ ماجه، رقم الحديث ۴۱۸۵) ۲؎

ترجمہ:رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فحش جس چیز میں بھی داخل ہوتی ہے،اس کو عیب دار بنا دیتی ہے،اور حیاء جس چیز میں بھی داخل ہوتی ہے،اس کو مزین (وخوبصورت) کر دیتی ہے(مسند احمد)

''خطوات''خطوۃ کی جمع ہے،اور خطوۃ دراصل دونوں قدموں کے درمیان کے فاصلہ کو کہا جاتا ہے،اور ''خطوات الشیطان''سے مراد شیطان کے نقشِ قدم پر چلنا اور اس کی پیروی کرنا ہے۔

کسی حلال چیز کو حرام قرار دینا،یا حرام چیز کو حلال قرار دینا،یا حرام چیز کو استعمال کرنا،یہ سب شیطان کی پیروی میں داخل ہے۔

حضرت عیاض بن حمار مجاشعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ الْمُجَاشِعِيِّ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ ذَاتَ يَوْمٍ فِيْ خُطْبَتِهٖ:أَلَا إِنَّ رَبِّيْ أَمَرَنِيْ أَنْ أُعَلِّمَكُمْ مَا جَهِلْتُمْ، مِمَّا عَلَّمَنِيْ

۱؎ عَنْ أَبِي مُوسَى، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ " :إِنَّمَا مَثَلُ الْجَلِيسِ الصَّالِحِ، وَالْجَلِيسِ السَّوْءِ، كَحَامِلِ الْمِسْكِ، وَنَافِخِ الْكِيرِ، فَحَامِلُ الْمِسْكِ :إِمَّا أَنْ يُحْذِيَكَ، وَإِمَّا أَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ، وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيحًا طَيِّبَةً، وَنَافِخُ الْكِيرِ :إِمَّا أَنْ يُحْرِقَ ثِيَابَكَ، وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ رِيحًا خَبِيثَةً (مسلم، رقم الحديث ۲۶۲۸"۱۴۶")

۲؎ فی حاشية مسند احمد:إسناده صحيح على شرط الشيخين.

يَـوْمِـيْ هٰـذَا، كُـلُّ مَـالٍ نَحَلْتُهُ عَبْدًا حَلَالٌ، وَإِنِّيْ خَلَقْتُ عِبَادِيْ حُنَفَاءَ كُلَّهُمْ، وَإِنَّهُمْ أَتَتْهُمُ الشَّيَاطِيْنُ فَاجْتَالَتْهُمْ عَنْ دِيْنِهِمْ، وَحَرَّمَتْ عَلَيْهِمْ مَا أَحْلَلْتُ لَهُمْ، وَأَمَـرَتْهُـمْ أَنْ يُشْـرِكُـوْا بِـيْ مَـا لَـمْ أُنْـزِلْ بِـهٖ سُلْطَـانًـا (مسـلـم، رقـم الـحديث ۲۸۶۵ "۶۳")

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن اپنے خطبہ میں فرمایا کہ سنو! میرے رب نے مجھے یہ حکم فرمایا ہے کہ میں تم لوگوں کو وہ باتیں سکھادوں کہ جن باتوں سے تم لاعلم ہو، میرے رب نے آج کے دن مجھے وہ باتیں سکھادیں ہیں (اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ) میں نے اپنے بندے کو جو مال (جائز طریقہ پر) دے دیا ہے وہ اس کے لئے حلال ہے، اور میں نے اپنے سب بندوں کو حق کی طرف رجوع کرنے والا پیدا کیا ہے لیکن شیاطین میرے ان بندوں کے پاس آ کر انہیں ان کے دین سے بہکاتے ہیں، اور میں نے اپنے بندوں کے لئے جن چیزوں کو حلال کیا ہے وہ ان کے لئے حرام قرار دیتے ہیں اور وہ ان کو ایسی چیزوں کو میرے ساتھ شریک کرنے کا حکم دیتے ہیں کہ جس کی کوئی دلیل میں نے نازل نہیں کی (مسلم)

حلال چیز کو حلال سمجھ کر استعمال کرنے اور حرام چیز کو حرام سمجھ کر اس سے بچنے کی بڑی فضیلت ہے۔ [1]
اور اس کے مقابلہ میں حرام چیز کو استعمال کرنے کے بڑے نقصانات ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَـالَ رَسُـوْلُ الـلّٰـهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًـا، وَإِنَّ الـلّٰهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِيْنَ، فَقَالَ (يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا، إِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ) وَقَالَ (يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا

---

[1] عَـنْ جَـابِـرٍ، أَنَّ رَجُلًا سَـأَلَ رَسُـولَ الـلـهِ صَـلَّـى الـلـهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: أَرَأَيْتَ إِذَا صَلَّيْتُ الـصَّـلَـوَاتِ الْـمَـكْـتُـوبَـاتِ، وَصُـمْـتُ رَمَضَانَ، وَأَحْلَلْتُ الْحَلَالَ، وَحَرَّمْتُ الْحَرَامَ، وَلَمْ أَزِدْ عَلَى ذَلِكَ شَيْئًا، أَأَدْخُلُ الْجَنَّةَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: وَالـلـهِ لَا أَزِيدُ عَلَى ذَلِكَ شَيْئًا (مسلم، رقم الحديث ۱۵ "۱۸")

وَأَمَّـا قَـوْلُـهُ وَحَـرَّمْـتَ الْـحَـرَامَ فَقَالَ الشَّيْخُ أَبُو عَمْرٍو بْنُ الصَّلَاحِ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى الظَّاهِرُ أَنَّهُ أَرَادَ بِهِ أَمْرَيْنِ أَنْ يَـعْـتَـقِـدَهُ حَـرَامًـا وَأَنْ لَا يَـفْعَلَهُ بِخِلَافِ تَحْلِيلِ الْحَلَالِ فَإِنَّهُ يَكْفِي فِيهِ مُجَرَّدُ اعْتِقَادِهِ حَلَالًا (شرح النووی علیٰ مسلم، ج ۱ ص ۱۷۵، کتاب الایمان، باب بیان الإيمان الذی يدخل به الجنة)

Idara Ghufran

كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ)ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيلُ السَّفَرَ أَشْعَثَ أَغْبَرَ، يَمُدُّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ، يَا رَبِّ، يَا رَبِّ، وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ، وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ، وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ، وَغُذِيَ بِالْحَرَامِ، فَأَنّٰى يُسْتَجَابُ لِذٰلِكَ (مسلم، رقم الحديث ۱۰۱۵ "۶۵" كتاب الزكاة، باب قبول الصدقه من الكسب الطيب وتربيتها)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگو! بے شک اللہ تعالیٰ پاکیزہ ہیں، پاکیزہ چیز ہی کو قبول فرماتے ہیں، اور بے شک اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو اسی چیز کا حکم دیا ہے، جس کا رسولوں کو حکم دیا ہے، پس فرمایا کہ اے رسولو! پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ، اور نیک عمل کرو، بے شک میں تمہارے اعمال کو اچھی طرح جانتا ہوں، اور فرمایا کہ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے جو تم کو رزق دیا، اس میں سے پاکیزہ چیزوں کو کھاؤ، پھر رسول اللہ نے ایک آدمی کا ذکر کیا جو دور سے لمبا سفر کر کے (بیت اللہ وغیرہ کے لئے) جاتا ہے اس کے سر کے بال بکھرے ہوئے ہیں بدن پر گردوغبار اَٹا ہوا ہے اور وہ آسمان کی طرف ہاتھ پھیلائے ہوئے یارب یارب کہہ کر دعا کرتا ہے (یہ شخص دعا تو کر رہا ہے) اور حال یہ ہے کہ اس کا کھانا حرام ہے، اور پینا حرام ہے اور پہننا حرام ہے اور اس کی غذا حرام ہے پس ان حالات کی وجہ سے اس کی دعا کیوں کر قبول ہوگی (مسلم)

شیطان کے انسانوں کا واضح دشمن ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس کی انسان سے دشمنی کوئی ڈھکی چھپی چیز نہیں، حضرت آدم وحوا علیہما السلام کے زمانہ سے انسان کے ساتھ اس کی عداوت ودشمنی چلی آتی ہے، پھر شیطان کا انسان کو بدی اور بے حیائی کا حکم دینا دل میں وسوسہ ڈال کر ہوتا ہے۔

مذکورہ تفصیل کی روشنی میں ان آیات کا خلاصہ یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو زمین کی پیداوار میں سے حلال، طیب وپاکیزہ چیزیں کھانے کا حکم فرمایا، اور شیطان جو کہ انسان کا واضح دشمن ہے، اس کے نقشِ قدم پر چلنے اور اس کی پیروی کرنے سے منع فرمایا، کیونکہ شیطان انسانوں کو بدی اور بے حیائی کے کاموں کا حکم دیتا ہے، جس میں حلال چھوڑ کر حرام کمانا، کھانا، اور پھر حرام غذا کے استعمال کرنے کے بعد بدی اور بے حیائی کے تقاضے پیدا ہونا، اور اوپر سے حلال کو حرام اور حرام کو حلال بنا کر اللہ تعالیٰ کی طرف غلط نسبت کرنا یہ سب چیزیں داخل ہیں۔

درسِ حدیث

مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

عصر کی نماز سے پہلے چار یا دو رکعتوں کی فضیلت

بعض احادیث میں عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھنے کا ذکر ہے، اور بعض میں دو رکعتیں پڑھنے کا ذکر ہے، مگر ان چار یا دو رکعتوں کا سنتِ مؤکدہ والی مشہور احادیث میں ذکر نہیں پایا جاتا، اس لئے فقہائے احناف نے ان کو سنتِ مؤکدہ قرار نہیں دیا، البتہ سنتِ غیر مؤکدہ یا مستحب قرار دیا ہے، پس عصر کی نماز سے پہلے افضل یہ ہے کہ چار رکعتیں پڑھی جائیں، لیکن اگر کوئی دو رکعتیں پڑھے، تب بھی حرج نہیں۔

اس سلسلہ میں چند احادیث وروایات ذیل میں ذکر کی جاتی ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ قَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِالتَّسْلِيْمِ عَلَى الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ، وَمَنْ تَبِعَهُمْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُؤْمِنِيْنَ (سنن الترمذی، رقم الحديث ۴۲۹)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھا کرتے تھے، ان چار رکعتوں کے درمیان (دوسری رکعت کے تشہد میں) مقرّب فرشتوں پر اور جنہوں نے ان کی مسلمانوں اور مومنوں میں سے اتباع کی، سلام کا فاصلہ کیا کرتے تھے (ترمذی)

سلام کا دو رکعتوں پر فاصلہ کرنے سے مراد دوسری رکعت میں تشہد پڑھنا ہے، کیونکہ تشہد کے کلمات میں اللہ کے نیک بندوں اور فرشتوں وغیرہ پر سلام کا ذکر ہے (مرقاة المفاتیح، کتاب الصلاة، بَابُ السُّنَنِ وَفَضَائِلِهَا)

اس حدیث سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم کا عصر کی نماز سے پہلے چار رکعتیں پڑھنا معلوم ہوا۔

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :رَحِمَ اللَّهُ امْرَأً صَلَّى قَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعًا (سنن الترمذی، رقم الحديث ۴۳۰)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس آدمی پر رحم فرمائے، جو عصر سے پہلے

Idara Ghufran

چار رکعت پڑھے (ترمذی، ابوداؤد، مسند احمد، ابنِ حبان)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عصر کی نماز سے پہلے چار رکعتیں پڑھنے والے پر اللہ تعالیٰ کی رحمت متوجہ ہوتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص کے لئے اللہ تعالیٰ کے رحم واکرام کی دعا فرمائی ہے۔

بعض احادیث میں عصر سے پہلے چار رکعت پڑھنے پر جہنم کے حرام ہونے، یا جہنم سے محفوظ رہنے کا ذکر آیا ہے، اوران احادیث کی سند پر اگرچہ محدثین نے کلام کیا ہے۔ ۱

لیکن فضیلت کے ثبوت کی حد تک ان احادیث کے قبول کرنے میں حرج نہیں۔

مذکورہ احادیث میں تو عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھنے کا ذکر ہے، جبکہ بعض احادیث میں عصر سے پہلے دو رکعتیں پڑھنے کا ذکر ہے۔ ۲

جلیلُ القدر تابعی حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے بھی عصر سے پہلے دو رکعتوں کا ذکر ملتا ہے۔

---

۱ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :مَنْ صَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الْعَصْرِ حَرَّمَ اللهُ بَدَنَهُ عَلَى النَّارِ ، قُلْتُ :يَا رَسُولَ اللهِ قَدْ رَأَيْتُكَ تُصَلِّي وَتَدَعُ، قَالَ :لَسْتُ كَأَحَدِهِمْ(المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ٦١١)

قال الهيثمی:رواه الطبرانی فی الكبير، وفيه نافع بن مهران وغيره، ولم أجد من ذكرهم(مجمع الزوائد ج٢ص ٢٢٢)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ :جِئْتُ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدٌ فِي أُنَاسٍ مِنْ أَصْحَابِهِ، فِيهِمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَأَدْرَكْتُ آخِرَ الْحَدِيثِ، ورَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ :مَنْ صَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الْعَصْرِ لَمْ تَمَسَّهُ النَّارُ فَقُلْتُ بِيَدِي هَكَذَا، يُحَرِّكُ بِيَدِهِ :إِنَّ هَذَا حَدِيثٌ جَيِّدٌ فَقَالَ لِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ :لَمَا فَاتَكَ مِنْ صَدْرِ الْحَدِيثِ أَجْوَدُ وَأَجْوَدُ، قُلْتُ :يَا ابْنَ الْخَطَّابِ، فَهَاتِ، فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ :حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ :مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ.لَا يُرْوَى هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ عُمَرَ إِلَّا بِهَذَا الْإِسْنَادِ، تَفَرَّدَ بِهِ حَجَّاجٌ (المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحديث ٢٥٨٠)

قال الهيثمی:رواه الطبرانی فی الأوسط، وفيه حجاج بن نصر، والأكثرون على تضعيفه(مجمع الزوائد ج ا ص ٢٢)

۲ عَنْ عَنْبَسَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ ، عَنْ أُخْتِهِ أُمِّ حَبِيبَةَ ، زَوْجِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ :مَنْ صَلَّى اثْنَتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً فِي يَوْمٍ بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ ، أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ ، وَاثْنَتَيْنِ بَعْدَهَا ، وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْعَصْرِ ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ ، وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الصُّبْحِ كِلَا الْإِسْنَادَيْنِ صَحِيحَانِ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ ، فَشَوَاهِدُهَا كُلُّهَا صَحِيحَةٌ :فَمِنْهَا مُتَابَعَةُ النُّعْمَانِ بْنِ سَالِمٍ وَمَكْحُولٍ الْفَقِيهِ وَالْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ(مستدرک حاكم)

عَنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَام، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ الْعَصْرِ رَكْعَتَيْنِ(سنن الترمذی، رقم الحديث ١٢٧٢)

حَدَّثَتْنِي مَيْمُونَةُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ الْعَصْرِ رَكْعَتَيْنِ(المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ٦٩)

Idara Ghufran

چنانچہ حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

وَكَانُوا يَسْتَحِبُّوْنَ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْعَصْرِ ، إِلَّا أَنَّهُمْ لَمْ يَكُوْنُوا يَعُدُّوْنَهَا مِنَ السُّنَّةِ (مصنف ابنِ ابی شیبۃ، رقم الحدیث ۶۰۲۴، واللفظ لہٗ،مصنف عبدالرزاق، رقم الحدیث ۴۸۳۰)

ترجمہ: اور صحابۂ کرام و تابعین عصر سے پہلے دو رکعتیں پڑھنے کو مستحب سمجھتے تھے، مگر یہ حضرات ان دو رکعتوں کو سنت شمار نہیں کرتے تھے (ابنِ ابی شیبہ،عبدالرزاق)

ممکن ہے کہ بعض اوقات صحابۂ کرام وتابعین عصر سے پہلے چار رکعتیں اور بعض اوقات دو رکعتیں پڑھا کرتے ہوں۔

ان احادیث کی روشنی میں فقہائے احناف نے فرمایا کہ عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھنا مستحب یا سنتِ غیر مؤکدہ ہے، اور اگر چار کے بجائے دو رکعتیں پڑھی جائیں، تب بھی کوئی حرج نہیں۔

پس عصر کی نماز سے پہلے چار رکعتیں پڑھنا سنت و مستحب ہے، اور اگر کوئی چار رکعتیں نہ پڑھ سکے مثلاً وقت تنگ ہو، تو دو رکعتیں پڑھنا بھی اجر وثواب سے خالی نہیں (کذا فی: بدائع الصنائع، ج ۱ص ۲۸۵، کتاب الصلاۃ،فصل الصلاۃ المسنونۃ)

﴿بقیہ متعلقہ صفحہ ۲۹ ''نماز میں سجدۂ تلاوت سے متعلق ایک مسئلہ کی وضاحت''﴾

خلاصہ یہ کہ جب تک نماز میں قرائت کی ہوئی آیتِ سجدہ کو زیادہ وقت نہ گزرا ہو، جس کی مشہور مقدار تین آیات سے زائد ہے، اُس وقت تک اس سجدہ کے ادا ہونے کا وقت باقی رہتا ہے، اور اس وقت تک جس طرح یہ سجدہ مستقل سجدۂ تلاوت کے کرنے سے ادا ہوجاتا ہے، اسی طریقے سے صُلبِ صلاۃ یعنی نماز والے سجدہ سے بھی ادا ہوجاتا ہے، اور زیادہ وقت گزرنے کے بعد اس کی ادائیگی کا وقت ختم ہوجاتا ہے، اور یہ قضا بن جاتا ہے، اور پھر یہ صُلبِ صلاۃ یعنی نماز والے سجدہ سے ادا نہیں ہوتا، بلکہ اس کے لئے مستقل سجدہ کی ضرورت ہوتی ہے، اور اس کے قضاء کرنے کا وقت نماز کا سلام پھیرنے تک باقی رہتا ہے، اور اگر نماز کا سلام پھیر چکا مگر نماز کے خلاف کوئی عمل (مثلاً چلنا پھرنا، قبلہ سے سینہ پھرنا، وضو توڑنا، بات چیت کرنا) نہیں پایا گیا، اُس وقت تک بھی اس کو قضا کرنا درست ہوجاتا ہے، اور اس کے قضاء کرنے کی صورت میں سجدۂ سہو بھی واجب ہوتا ہے، اور اگر کسی نے اس وقت تک بھی سجدہ نہیں کیا، تو اب اس کی قضاء کا وقت بھی ختم ہوجاتا ہے، اور اس کے بعد فقط توبہ واستغفار سے اس کی تلافی کی صورت باقی رہ جاتی ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم محمد رضوان

۹/ ربیعُ الآخر ۱۴۳۳ھ۔3 / مارچ 2012۔ بروز ہفتہ دارالافتاء والاصلاح ادارہ غفران راولپنڈی

مقالات ومضامین

مفتی محمد امجد حسین

تعمیرِ پاکستان سکول

کسی بھی قوم کی تعمیر وترقی کے لیے نظامِ تعلیم کا عمدہ مضبوط اور بہترین ہونا انتہائی ضروری ہوتا ہے، دنیا کی جس قوم نے بھی ترقی کی ہے، اس کے پیچھے اس کی تعلیمی کارکردگی کا بہت بڑا ہاتھ رہا ہے۔ بدقسمتی سے ہمارے یہاں تعلیمی نظام کے انتہائی کمزور اور رسمی ہونے کی وجہ سے بہت تنزلی پائی جاتی ہے۔

تعمیرِ پاکستان سکول مفتی محمد رضوان صاحب زید لطفہٗ کی تولیت میں امسال اپنے تعلیمی سفر کا آغاز کر رہا ہے، یہ ایک قومی سوچ کا حامل، فکرِ اسلامی سے سرشار عصری تعلیمی ادارہ ہے، جس کے تحت بچوں کو ایسے ماحول میں مکمل عصری تعلیم کا انتظام کیا گیا ہے کہ جس میں اسلامیت، مشرقیت اور پاکستانیت کی روح رچی بسی ہو۔

سکول کا منصوبہ ادارہ غفران ٹرسٹ کے قیام کے وقت (1999ء) میں ہی مفتی محمد رضوان صاحب کے پیشِ نظر تھا، چنانچہ ادارہ غفران کے قیام کے ساتھ ہی ادارہ میں جہاں ایک طرف دینی تعلیمات کا شعبہ قائم اور جاری ہوا، تو دوسری طرف ابتدائی عصری تعلیم کا سلسلہ بھی ادارہ کے قیام کے ساتھ جاری ہوگیا تھا، لیکن بوجوہ درمیان میں کئی سال تعطل رہا، اور زیادہ تر توجہات ادارہ کے تحت دینی، علمی، تحقیقی وانتظامی امور کی طرف رہیں، اس کے بعد تین سال پہلے مفتی صاحب موصوف نے اپنے احباب کے ساتھ مل کر عصری ودینی تعلیم کے امتزاج وآمیزش کے ساتھ ایک نصاب تشکیل دیا، جس میں پہلے مرحلہ میں قاعدہ وناظرہ قرآن مع تعلیم الاسلام اور نرسری تا پنجم عصری تعلیم کا نصاب پانچ سالوں پر مشتمل ترتیب دیا گیا، جبکہ دوسرے مرحلہ میں جماعتِ ششم تا دہم عصری تعلیم کے مضامین مع درسِ نظامی کے جملہ فنون وعلوم کے منتخب کتب واسباق (مشکاۃ شریف تک) پانچ سال کا ہی نصاب مرتب کیا گیا، اور دونوں مرحلوں میں تین جماعتوں کا آغاز کردیا گیا، منصوبہ کے مطابق جماعت ہشتم، نہم، دہم کے امتحانات پرائیویٹ امیدوار کی حیثیت سے راولپنڈی یا اسلام آباد ''فیڈرل بورڈ'' سے دلوانے کا نظم طے کیا گیا تھا۔

عصری مضامین پڑھانے کے لیے ادارہ کے اساتذہ واراکین کے علاوہ سکول ٹیچرز کی خدمات حاصل کی گئیں، گزشتہ تین سال کے دوران یہ تعلیمی نظم ادارہ کے زیرِ اہتمام چلتا رہا۔

امسال ان میں سے ایک جماعت نہم کے امتحانات ''راولپنڈی بورڈ'' سے دے رہی ہے، دو جماعتیں پنجم اور ششم کے سالانہ امتحانات دے کر فارغ ہوئیں ہیں، اب اس اپریل سے ''تعمیر پاکستان سکول سسٹم'' کے تحت مکمل عصری نصاب کے ساتھ ایک مستقل تعلیمی سلسلے کا آغاز ہو رہا ہے، ادارہ کے تحت چلنے والے مذکورہ عصری و دینی تعلیم سے مرکب تعلیمی سلسلے کا متبادل انتظام کر دیا گیا۔

''تعمیرِ پاکستان سکول'' کو ایک مربوط نصاب و نظام کے ساتھ چلانے کے لیے گزشتہ چھ ماہ میں قابلِ قدر کوششیں اور انتھک محنت ہوئی، مفتی صاحب موصوف نے سکول کے اس نظم کو منظّم کرنے اور چلانے کے لیے اپنی شرکت و شمولیت کے ساتھ ایک الگ تعلیمی کمیٹی ترتیب دی، جس کے سرکردہ ارکان میں چند ایسے ماہرین بھی شامل ہیں جو عصری علوم میں ممتاز حیثیت کے حامل ہونے، اعلیٰ مناصب پر فائز ہونے، کے ساتھ ساتھ بچوں کی نفسیات، تعلیمی ضروریات اور عصری مقتضیات سے باخبر اور اسلامیت، مشرقیت اور پاکستانیت کے جذبے سے سرشار، دینی فکر اور ملت کے درد سے متصف اور اردو، انگریزی ادب و علوم فنون سے واقف ہیں، جس کے اثرات ''تعمیر پاکستان سکول'' کی ابتدائی بنیادوں اور نصاب و نظامِ تعلیم کی ترتیب و تشکیل اور ''تعمیر پاکستان بک کلب'' کے تحت تیار ہونے والی چند ابتدائی کتابوں میں نمایاں ہیں۔

سکول کے نظام میں جدید تقاضوں کو ملحوظ رکھا گیا ہے، اور اعلیٰ و عمدہ انتظامات کئے گئے ہیں۔

سکول کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ انگلش زبان کو بحیثیت ایک مستقل فن کا درجہ دیتے ہوئے اور اس کے معیار کو ملحوظ رکھتے ہوئے اردو زبان کو فوقیت دی گئی ہے، اور سائنس، ریاضی، معاشرتی علوم اور اسلامیات وغیرہ کے فن و علم کی تعلیم کا جامع، مؤثر اور بچہ کی ذہنی سطح کے مطابق سہل نظام ترتیب دیا گیا ہے، تاکہ بچہ اخلاقی و معاشرتی تہذیب سیکھ کر اپنی معاشرتی زندگی میں بھی اس سے بھرپور فائدہ اٹھا سکے، اور اس نظام سے گزر کر اعلیٰ اقدار و صلاحیتوں کے ساتھ ملک و ملت کی تعمیر و ترقی کے لئے نمایاں خدمات انجام دینے کا اہل بن سکے، اور بچہ آگے بڑھ کر جس میدان اور شعبہ میں بھی پہنچے خواہ وہ عدالتی نظام ہو، یا سیاسی، فوجی، یا معاشی، معاشرتی، یا تجارتی، ہر شعبہ و میدان میں پہنچنے کے بعد ایک تعمیری ذہن کے ساتھ ملک و قوم کی صحیح خدمت کر سکے، سکول کا نام ''تعمیرِ پاکستان'' بھی اسی بنیاد کو سامنے رکھ کر تجویز کیا گیا ہے۔

امید ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ تعلیمی تجارت کے بھیڑ چال سسٹم میں تعمیرِ پاکستان سکول کا یہ نصاب و نظام امید کی کرن ثابت ہوگا۔

مقالات ومضامین (اِس دور کے چارہ گر کہاں ہیں؟ آخری قسط ۲۸) مفتی محمد امجد حسین

اس درد کا بھی کریں کچھ مداوا

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰى أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِنْ فَوْقِكُمْ أَوْ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَيُذِيقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ انْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْآيَاتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُونَ (سورة الانعام، آیت نمبر ۶۵)

ترجمہ: تو کہہ اسی کو قدرت ہے اس پر کہ بھیجے تم پر عذاب اوپر سے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے یا بھڑا دے تم کو مختلف فرقے کر کے اور چکھا دے ایک کو لڑائی ایک کی۔ دیکھ کس کس طرح سے ہم بیان کرتے ہیں آیتوں کو تا کہ وہ سمجھ جاویں۔

عذابات کی تین بنیادی قسمیں

اس آیت میں خدا کی پکڑ اور عذاب کی تین قسموں کا ذکر ہے (الف) اوپر سے عذاب (ب) نیچے سے عذاب (ج) باہم پھوٹ وانتشار (گروہ بندی وپارٹی بازی)

اوپر سے عذاب

اوپر سے عذاب میں تباہ کن بارشیں، جو طوفان وسیلاب کا باعث بنیں، ہوا اور آندھی، پتھروں کا برسنا، نیز بُرے حاکموں کا مسلط ہونا، ظالم وجابر، خائن وبددین لوگوں کا اقتدار پر قابض ہونا۔

یہ سب اوپر سے عذاب کی مختلف صورتیں ہیں، جو نت نئی شکلوں اور قالبوں میں ڈھل کر ہر زمانے میں، انسانی تاریخ کے ہر دور میں اہلِ زمین پر، بنی نوع انسان میں سے مختلف قوموں اور معاشروں پر ان کے گناہوں اور جرائم کی پاداش میں واقع ہوتے رہے ہیں، قوم نوح پر بارش کا ایسا سیلاب آیا کہ آسمان نے اپنے دہانے کھول کر زمین کو بمع مخلوق کے پانی میں غرقاب کیا، گنے چنے اہلِ ایمان اور خدا آگاہ لوگوں کے علاوہ آدم کی پوری نسل کی جو زمین پر پھل پھول کر خوب پھیل گئی تھی، جڑ ہی کاٹ دی گئی (**وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا** "سورة الاعراف آیت ۷۲") قوم عاد پر ہوا اور آندھی کا طوفان مسلط ہوا۔ قومِ لوط پر آسمان سے چین ماری ہوئی پتھر برسا کر ان کا کچومر نکال دیا گیا، پھر وہ پورا تختہ زمین ان پر الٹ دیا

گیا، جہاں وہ آباد تھے۔

آلِ فرعون پرخون اور مینڈک برسائے گئے، ابرہہ حبشی (اوباما کا پیٹی بند) اور اس کے لشکر پر پرندوں کے ذریعے اوپر سے کنکر برسائے گئے، وہ نام کے کنکر تھے، کام آج کے کیمیاوی وجراثیمی ہتھیاروں کا کرتے تھے(فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّأْكُولٍ)

اسی طرح ہر دور میں اور آج بھی شائد ہی کوئی سال جاتا ہو، کہ آندھی سے، بارشوں سے، طوفانوں سے دنیا کے مختلف خطوں میں ایک یا زیادہ جگہوں میں، کسی ملک میں یا کسی صوبے میں یا کسی شہر اور ڈسٹرکٹ میں انسانی آبادی عذاب کے اس اوپر سے برسنے والے کوڑے کی زد میں نہ آتی ہو، ابھی دو سال نہیں ہوئے کہ پاکستان میں شمال سے جنوب تک، بارشوں نے سیلاب وطوفان بن کر اور دریاؤں کو موجزن کر کے پورے پورے صوبوں کو، سندھ وپنجاب اور KP کے دسیوں ہنستے بستے شہروں کو، سینکڑوں قصبوں اور ہزاروں بستیوں کو غوطہ زن کر دیا تھا، اس کے اثرات سے ابھی تک ملک وقوم سنبھلے نہیں۔

اسی طرح شمالی وجنوبی امریکہ کے مختلف علاقوں میں یورپ میں، اوپر سے آنے والے کسی نہ کسی عذاب کے کوڑے برستے رہے ہیں۔

نیچے سے عذاب

نیچے سے عذاب کے زمرے میں زلزلوں کا برپا ہونا، زمین کا شق ہو کر لوگوں کو، عمارتوں کو، اموال واسباب کو نگل لینا، سمندر کا طغیانی پر آ جانا، سونامی برپا ہونا، دریاؤں کا بپھر جانا شامل ہے، نیز ماتحت لوگوں کا اپنے سے اوپر والوں سے باغی ہو جانا، نافرمان ہونا، خائن وکرپٹ اور کام چور ہونا بھی عذاب کی اس قسم میں داخل ہے کہ ملازم وکلرک، نوکر اور ماتحت اپنے افسروں کی، بیوروکریسی حکام بالا اور مقتدر اتھارٹیوں کی، رعایا، حکومت وقت کی، شاگرد استادوں کی، پارٹی ورکر پارٹی لیڈروں کی باغی اور بددیانت ہو جائے، مزارعین، زمین داروں کے، ہاری، جاگیرداروں کے، ملوں اور کارخانوں کی لیبر صنعت کاروں اور کارخانے داروں کے خلاف اُٹھ جائے، جاگیرداروں اور صنعت کاروں کے مقابلے میں کاشت کاروں اور لیبر ومزدوروں اور ہنرمندوں وکاریگروں کا یہ سونامی پچھلی صدی میں کمیونزم کے طوفان بے تمیزی کی صورت میں آدھی دنیا دیکھ بھی چکی ہے، اور بھگت بھی چکی ہے۔

عذاب کی یہ قسم بھی تاریخ کے ہر دور میں مختلف سانچوں میں ڈھل ڈھل کر انسانی آبادیوں، ملکوں اور شہروں،

قوموں اور قبیلوں، ریاستوں اور سلطنتوں میں اگتی اور نیچے سے پھوٹتی رہی ہے، اور مخلوق کو نگلتی رہی ہے۔
قومِ نوح پر اوپر کے عذاب کے ساتھ نیچے سے بھی عذاب آیا تھا، آسمان کے دھانوں کے ساتھ زمین نے بھی اپنے پھاٹک کھولے تھے (یَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ وَيَا سَمَاءُ أَقْلِعِي) انا ربکم الاعلیٰ والے فرعون کو اور اس کے ورلڈ آرڈر کو زمین پر نافذ کرنے کے عزائم رکھنے والے اس کے لاؤ لشکر کو بحرِ قلزم نے نیچے سے ہی نگلا تھا (مِمَّا خَطِيئَاتِهِمْ أُغْرِقُوا فَأُدْخِلُوا نَارًا)
قارون کو بھی (آج کے ورلڈ بینک اور دیگر عالمی مالیاتی سودخور صیہونی اداروں کا بانی) زمین نے نیچے سے ہی نگلا تھا (فَخَسَفْنَا بِهِ وَبِدَارِهِ الْأَرْضَ)
اسی طرح ہر زمانے میں نیچے سے عذاب کی یہ مختلف شکلیں نوبت بہ نوبت تہذیب وتمدن کے سرپٹ دوڑنے والے بے لگام اور سرکش گھوڑے کو نتھ ڈالتی رہی ہیں، خدافراموش مادہ پرست، خواہشات کے غلام دنیا کے پجاری، اور دنیوی زندگی پر مست ومغرور ہونے والے قوموں اور معاشروں کی ہوشربا مادی ترقیوں، خوشحالیوں، فارغ البالیوں، جدت طرازیوں وروشن خیالیوں کو ریورس گیئر دے کر تمدن وعمرانیات کے زیرو پوائنٹ پر واپس لے جاتی رہی ہیں۔
اس اکیسویں صدی میں ہی صرف اس نیچے سے آنے والے عذاب کی محض ایک نوع زلزلوں کا تناسب ہی عالمی اعداد وشمار کی رپورٹوں میں ملاحظہ کرلیا جائے کہ بحری وبری زلزلوں نے، ایران میں انڈونیشیا میں، جاپان میں، چین میں، تھائی لینڈ میں، یورپ وامریکہ میں، پاکستان وافغانستان میں انسانوں کو ان کی حیثیت، ٹیکنالوجی اور سائنسی ترقیوں اور ان ترقیوں کے حاملین ودعویداروں کو ان کی اوقات، سب بنی آدم کو دنیا اور حیاۃ دنیا کی بے ثباتی اور خالق کے سامنے مخلوق کے عجز وبیچارگی کا سبق کتنی دفعہ پڑھایا ہے۔

2005ء کا زلزلہ

رمضان اور اکتوبر 2005ء میں پاکستان میں آنے والے زلزلے نے سب سے پہلے پاکستان کا نعرہ لگانے والے مادر پدر آزد بے بنیادوں کو (جو طوفان میل کی رفتار سے پاکستان واہلِ پاکستان کو اپنی اقدار وروایات اور اپنی بنیادوں سے ہٹانا اور بھگانا چاہتے تھے، جو طاغوت پرستی میں اتنے سرشار تھے، اور اپنی سفلی خواہشات کی تکمیل اور اپنے مزعومہ اوباشانہ کلچر کو پوری انتہا پسندی اور ڈھٹائی کے ساتھ ریاست واہلِ ریاست پر مسلط کرنے پر اتنے جری ہو چکے تھے، کہ اس سلسلہ میں انہوں نے اسلامی احکام، عالمی قوانین، ملکی آئین ودستور، عام انسانی اخلاقیات سب چیزوں کا سر

عام جنازہ نکال کر اور انسانیت و آدمیت کی نہایت بنیادی باتوں سے بھی یوٹرن لے کر افغانوں کی سرزمین پر اور خود اپنی سرزمین پر طاغوت کو مسلط کیا) متنبہ کیا تھا کہ چار سال پہلے کے رمضان میں اکتوبر 2005ء میں تمہاری برادر کشی پر اور ملک و ملت کے پیٹ میں خنجر گھونپنے، اپنے ہی بھائی، بیٹوں، بہنوں اور بیٹیوں کو ڈالروں کے عوض طاغوت کی جھولی میں ڈالنے پر، اسلام کے کھلے احکام سے بغاوت پر، خدا کے مقابلے میں فرعون وقت کی اطاعت پر آسمانوں اور زمینوں کا مالک خوش نہیں ہے۔

ماتحتوں کا بالادستوں سے منحرف ہونا

اس طرح اس عذاب کی یہ شکل کہ ہر ماتحت طبقہ اپنے سے بالا دست اوپر والے طبقہ سے باغی و منحرف اور بددیانت ہو جائے، اپنے ملک میں اس کا حال بھی دیکھ لیا جائے کہ یہ چیز ایک وبا کی طرح عمومی پیمانے پر پھیل چکی ہے۔

اولاد کا والدین سے منحرف ہونا، ماتحتوں اور ملازموں کا افسروں اور اپنے بڑوں سے منحرف ہونا، رعایا کا حکومت و ریاست اور ریاستی اداروں سے منحرف ہونا، یہ چیزیں اگر پہلے کبھی انفرادی و استثنائی واقعات کی صورت میں رونما ہوتی تھیں، تو آج یہ معاشرے کا اور ریاست کا، اجتماعی و تمدنی زندگی کا عمومی کلچر بن چکا ہے۔ کبھی حکومت و ریاست کا ایک وقار ہوا کرتا تھا، ایک آبرو و احترام اور ناموس ہوا کرتا تھا، آج کے مادر پدر آزاد کلچر نے، کرپشن کے عمومی ماحول نے، حکومتی ایوانوں پر قومی اور عمومی (بلکہ عالمی) سطح کے ناپسندیدہ لوگوں کے مسلط ہونے اور ان کی جنگ زرگری اور بازاری اندازِ حکومت نے اور پھر میڈیا اور اس کے چھچھورے اینکر پرسنوں نے رعایا اور عوام کے دلوں سے اوپر کے ایوانوں اور اتھارٹی اداروں کا احترام اور وقار نکال دیا ہے، قومی سطح کے محکمے اور ادارے وزیروں، مشیروں، سیکرٹریوں اور بیوروکریٹوں کی فوج ظفر موج کے ہاتھوں میں یرغمال ہیں، ان کی نالائقی، نااہلی، بدعنوانی، اقرباء پروری، نے اور پھر ان کی اس سکھا شاہی سے شہ پا کر ان کے ماتحت ملازمین اور ان محکموں و اداروں کی نوکر شاہی نے رشوت ستانی اور لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم کر کے سب اداروں کو تباہی کے دہانے پہنچا دیا ہے۔

آئے دن قومی ادارے دیوالیہ ہو رہے ہیں، ''گھر پھونک تماشہ دیکھ'' کا منظر تو آج کوئی پاکستان میں دیکھے، موبائل کلچر نے اور محکموں، دفتروں اور تعلیمی اداروں کے سیکولر اور لبرل ماحول اور بے مہار طرزِ تعلیم و تربیت نے نوجوان نسل کو برادری، خاندان اور والدین کے اقدار سے بیگانہ کر کے اس رنگ اور رنگ

رلیوں میں رنگ دیا ہے، جن رنگ رلیوں میں مبتلا ہو کر مغرب فیملی سسٹم سے محروم ہوا، خاندانی نظام تباہ ہوا، ہماری قوم بھی بڑی تیزی سے اس رو میں بہنے لگی ہے، اللہ کرے کہ اجتماعی اور ریاستی سطح پر ہمیں اس بے راہ روی کا احساس ہو جائے، اور اس سے پہلے کہ مغرب کی طرح ہم بھی فیملی سسٹم، خاندانی نظام اور گھریلو باوقار شریفانہ زندگی کی نعمتوں سے محروم ہو جائیں، ہمیں اپنی بنیادوں کی طرف، اپنے اقدار وروایات کی طرف پلٹنے کی توفیق ہو جائے، آفس ودفتر سے لے کر تعلیمی اداروں تک ہر جگہ نام نہاد لبرل کلچر وروشن خیالی پر تین حرف بھیجنے کا حوصلہ پیدا ہو، مقتدر اشرافیہ اور مراعات یافتہ طبقات کی آوارگیوں، رنگین راتوں بدعنوانیوں اور استحصال نے کلرک سے لے کر چپڑاسی وچوکیدار تک سب زیریں طبقات کو بھی آئین وقانون اور اقدار وروایات سے منحرف کر کے بدعنوانیوں، اور خیانت وکام چوریوں کی طرف بڑی تیزی سے راغب کیا ہے، آپ جانتے ہیں کہ جنگل کے آگ کی طرح پھیلنے والے اس بے ہنگم اور بے ڈھنگے کلچر کا کیا نتیجہ نکلے گا، کیا اس طرح عذاب کے مزید کوڑے برس کر اس تمدن کا زیرو پوائنٹ پر پہنچنے کے خطرات بڑھ نہیں جائیں گے؟ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ

آیت میں مذکور تیسرا عذاب

أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَيُذِيقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ.

کہ تمہیں گروہ گروہ کر کے، آپس میں بھڑا دے، کہ لگو ایک دوسرے کی گردنیں ناپنے۔

بندہ کے خیال میں ہم اہلِ پاکستان پہلی دو قسم کے عذابوں کے بعد اس تیسری قسم کے عذاب کے مرحلے میں داخل ہو چکے ہیں، ہماری قوم جتھہ بندی، گروہ بندی، انتشار واختلاف اور باہم سر پھٹول کے اس عذاب میں جن جن عنوانات سے اور جن جن بظاہر مزین شکلوں میں مبتلا ہو چکی ہے، ان میں سے بعض یہ ہیں۔

(ا)......لسانیت اور صوبائیت وعلاقائیت کے تنازعات: لسانیت، اور صوبائیت، کی بنیاد پر، مہاجر، سندھی، بلوچی، سرائیکی، پنجابی، اور پٹھان کے جھگڑے اپنے نکتۂ عروج پر پہنچ چکے ہیں، اگر یہ جھگڑے کل غیر ریاستی عناصر کے مابین تھے، نچلی سطح پر تھے، حکومتی اور ریاستی پالیسی اس سے بے زار تھی، تو آج لسانیت اور صوبائیت کے علمبردار اقتدار پر قابض ہیں، پارلیمان کی قوت کے حامل ہیں، وزارتوں پر فائز ہیں، سکھا شاہی اور بچہ سقہ کے طرز پر حکومت کر رہے ہیں، کیا آج پختون قوم پرست، کراچی کے اردو بولنے والے

قوم پرست، سندھی قوم پرست اور بلوچ قوم پرست ان میں سے اکثر تو جماعتی سطح پر اور کچھ انفرادی طور پر حکومت میں شامل نہیں، اقتدار ان کے ہاتھ میں نہیں؟ یہ پاکستان کے لئے کتنا بڑا المیہ ہے، اس قوم اور ملک کے لئے کتنا بڑا المیہ ہے، جو ایک خدا ایک رسول ایک قرآن کی بنیاد پر خون کے دریا عبور کر کے آزاد وطن کی مالک بنی تھی، اور پھر ان لسانی وصوبائی طاقتور مقتدر گروہوں نے قتل وغارت گری، شر وفساد اور خانہ جنگی کے جونت نئے طریقے مہذب عنوانات سے، سیاست کے منافقانہ حیلوں سے اپنائے ہوئے ہیں کہ جب چاہیں تو ملک کے پورے نظام کا پہیہ جام کر دیں، جب چاہیں ہنستے بستے شہروں میں قتل وغارت کا، سلب ونہب کا فسوں پھونک دیں۔

اور جب چاہیں ایک دوسرے سے وابستہ باہمی مفادات کو ملحوظ رکھنے کی شرط پر اکٹھے ہو جائیں، اگر پاکستان کا یہ سارا منظر نامہ، قدرت کے عذابات کی صورت گری ہے، اور ننگ وطن ننگ دین خسرو پرویز کے نائن الیون کے بعد طاغوت کی گیدڑ بھبکی سے ڈر کر خدا اور رسول کے احکام ملک کے آئین ودستور اور بین الاقوامی اصول وقوانین سب چیزوں سے منحرف ہو کر طاغوت کو عالمِ اسلام پر مسلط کرنے کے قومی وملی جرم کے نتائج ہیں، تو میں نہیں سمجھتا کہ طاغوت کے سامنے ڈٹ کر طاغوت کے ہاتھوں ہم اس کا دسواں حصہ بھی نقصان اٹھاتے۔

(۲)...... *ریاستی ستونوں میں دراڑیں اور انتشار:* مقنّنہ، عدلیہ اور انتظامیہ جن پر ریاست کی پوری عمارت کھڑی ہے، ان میں آج باہمی اعتماد کا فقدان ہے، مقنّنہ اور عدلیہ کا ٹکراؤ، عدلیہ اور انتظامیہ کا ٹکراؤ، ریاستی اداروں کی جانب سے عدلیہ کے احکام کی عدم پذیرائی کے جو مظاہر ومناظر روزانہ میڈیا کے ذریعے سامنے آتے ہیں، اور ہماری جگ ہنسائی اور ملکی نظام میں انتشار کا باعث بنتے ہیں، کیا وہ ''**يُلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَيُذِيقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ**'' میں داخل نہیں، اور اسی عذاب کا حصہ نہیں؟ خواہ ظاہری پردے ڈال کر ہم اسے کوئی بھی نام دیں، لیکن ؎ حقیقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اُصولوں سے

(۳)...... *محکموں اور اداروں میں خلفشار:* داخلہ، خارجہ، دفاع کی منسٹریوں اور محکموں، واپڈا، پی آئی اے، ریلوے کے اداروں میں خلفشار، انتشار، کرپشن اور اکھاڑ پچھاڑ، جمہوری حکومت کے بعض ناعاقبت اندیشانہ پالیسیوں اور فوج کی طرف سے اس پر ناپسندیدگی کے مختلف معاملات جو گزشتہ سالوں سے نوبت بہ نوبت پیش آرہے ہیں، جس سے ملک وقوم کو داخلی وخارجی سطح پر نت نئی مشکلات اور مسائل کا سامنا کرنا

پڑتا ہے، کیا یہ بھی اللہ کی اس بے آواز لاٹھی کی ہی صدائے بازگشت نہیں کہ ''یَلْبِسَکُمْ شِیَعًا وَیُذِیقَ بَعْضَکُمْ بَأْسَ بَعْضٍ '' کے الفاظ میں جس کا الٹی میٹم چودہ سوسال پہلے دیا جاچکا ہے، اور بوڑھا آسمان چودہ سوسال سے اس کے مظاہر معاشروں اور ریاستوں کے اس طرح کے بگاڑ کے وقت روئے زمین پر دیکھتا رہا ہے۔

(۴)......*سیاسی پارٹیوں کی باہم دھینگا مشتی:* سیاسی پارٹیوں نے ملکی معاملات کو اپنے گروہی اور سیاسی مفادات کے گرد گھمانے اور اپنی اپنی جماعت کے بتوں کی ہر حال میں پوجا کرتے رہنے کی صورت میں جس کلچر کو پروان چڑھایا ہے، اقتدار کی ہڈی کو جھنجوڑنے اور بھنبھورنے کے لئے ان کا باہم سر پھٹول، گالم گلوچ، تہمت و بہتان طرازی، لعن طعن اور دیگر اخلاقیات و انسانیت سے گری ہوئی حرکتیں کیا یہ سارا منظر نامہ جو میرے ملک میں صبح وشام برپا رہتا ہے، چند کتوں کے درمیان ہڈی پھینک کر ان کے لڑنے مرنے اور ایک دوسرے کو بھنبھوڑنے کے عمل سے کچھ مختلف ہے؟''أُولَئِکَ کَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ''

لیکن اس سب کچھ کے باوجود یہاں فرقہ پرستی اور گروہ بندی یا اختلاف ونزاع کی لغات مذہبی اختلاف اور مذہبی طبقوں کے باہم نزاع کے لئے ہی مخصوص ہو کے رہ گئے ہیں۔

گو مذہبی گروہ بندی اور انتشار بھی اپنی مروج شکلوں میں برا ہے، اور امت کے تشتت وافتراق میں اس کو بڑا دخل ہے، لیکن کہنا یہ چاہتا ہوں کہ چھلنی لوٹے کو دو سوراخوں کا طعنہ دینے سے پہلے اپنے ان گنت سوراخ بھی ذرا گننے کی زحمت گوارا کرلیا کرے۔ ؎

اس درد کا بھی کریں کچھ مداوا　　اس دور کے چارہ گر کہاں ہیں
آنسو مرے دل میں گر رہے ہیں　　نالے مرے خون میں رواں ہیں

نظارۂ وطن — ابوعشرت حسین

راول ڈیم سے خان پور ڈیم تک (قسط ۳)

پیرودھائی موڑ میں پشاور روڈ پر چڑھ کر کوئی فرلانگ بھر آگے کوہِ نور ملز مشہور سٹاپ آتا ہے۔ [۱] یہ بھی بڑا پررونق و پرہجوم مقام ہے، آبادی خوب گنجان ہے، اِدھر کے دس بارہ سالوں میں دیکھتے ہی دیکھتے، یہاں آبادی کی بہتات ہوئی اور بازار پھیل گئے، یہ حال تو پنڈی کے تمام اطراف ومضافات کا بلکہ سب شہروں کا ہو چکا ہے، ویسے تو آبادی کا تدریجی طور پر بڑھنا، پنپنا، پھلنا پھولنا اور مختلف ارتقائی مراحل سے گزر کر، دیہات کا قصبات سے اور قصبات کا شہروں اور بلدیات سے بدلنا ایک قدیم ومستحکم تمدنی اصول اور انسانی اجتماعیات وعمرانیات کا لازمہ ہے، ابنِ خلدون نے جو مقدمہ تاریخ میں اس پر شرح وبسط کے ساتھ محققانہ بحث کی ہے، اجمالی واصولی انداز میں قرآن مجید کی آیات میں بھی اقوام وملل کے سود وزیاں اور سعادت وشقاوت کے مرحلوں کے بیان میں اس کا ذکر ہے (ہم ''التبلیغ'' کے صفحات پر اپنے ایک مضمون میں اس پر بحث کر چکے ہیں) لیکن ادھر کے پچیس تیس سال کے عرصہ میں پاکستانی تمدن وعمرانیات میں اس حوالے سے طوفان میل کی رفتار سے جو تیزی وتغیر اور اس کے ساتھ ساتھ اقدار وروایات کا انہدام وتنزل دیکھنے میں آیا ہے، شائد یہ دجال کے اس تمہیدی دور کا ہی خاصہ ہے۔

کوہِ نور ملز کا ایریا ختم ہوتے ہی گولڑہ موڑ کا چوک آتا ہے، یہاں چوک سے بائیں ہاتھ پر حاجی کیمپ کی طرف روڈ مڑتی ہے، حاجی کیمپ یہاں ساتھ ہی ہے، دائیں ہاتھ پر گولڑہ شریف کی طرف ایک روڈ جاتی ہے۔ [۲]

---

[۱] کوہِ نور ٹیکسٹائل ملز راولپنڈی اور کوہ نور ٹیکسٹائل ملز فیصل آباد، کپڑے کے یہ دو بڑے بڑے کارخانے قیامِ پاکستان کے بعد 50ء کی دھائی میں سہگل خاندان نے قائم کئے تھے، یہ ان کارخانوں ہی کا ثمرہ تھا کہ 60ء کی دھائی میں سہگل فیملی کا شمار ملک کے پانچ ٹاپ کے صاحبِ ثروت خاندانوں میں ہوتا تھا، 58ء میں ایوب خان کے مارشل لاء کے بعد ایوب کی معاشی پروگرام کے تحت جب ملک میں صنعتی دور شروع ہوا، تو سہگلوں کے لئے ترقی کا یہ سنہری دور تھا، 59ء میں سہگلوں نے یو بی ایل بینک قائم کیا، جو سالہا سال تک کمرشل بینکاری میں بہت اونچی اڑان پر رہا۔ 74ء میں بھٹو دور میں جب صنعتوں کو قومیانے کی پالیسی نافذ ہوئی، تو اس وقت گویا اس صنعت کار گروپ کے لئے ''ہر کمالے راز والے'' کا مرحلہ شروع ہو گیا تھا، واضح رہے کہ سہگل قیام پاکستان سے بھی پہلے صنعت کے میدان میں تھے، کلکتہ میں ان کا چمڑے کا وسیع کاروبار تھا، اصل چکوال کے تھے، تقسیم ملک کے بعد یہاں آ کر انہوں نے صنعتی سرگرمیاں شروع کیں، اس خاندان کے بڑے یوسف سہگل 1993ء میں فوت ہوئے۔

[۲] گولڑہ شریف اسلام آباد کے ضلعی حدود میں واقع ہے، پشاور کراچی مین ریلوے لائن یہاں سے گزرتی ہے، یہاں ریلوے اسٹیشن کی شاندار پرانی عمارت ہے، اسٹیشن میں ہی ایک چھوٹا سا میوزیم ریلوے نوادرات کا ہے، جو یہاں سے گزرنے والوں کو دعوت نظارہ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

گولڑہ یہاں سے اندازاً پانچ سات کلومیٹر کے فاصلے پر ہوگا، گولڑہ موڑ کے قریب ریلوے لائن پر حاجی کیمپ کا ریلوے اسٹیشن بھی ہے، چھوٹا سا اسٹیشن ہے، گولڑہ موڑ سے چند کلومیٹر آگے پشاور روڈ پر موٹروے انٹرچینج اسٹاپ آتا ہے، جہاں سے اسلام آباد، لاہور موٹروے پشاور روڈ کے نیچے سے گزرتی ہے۔

موٹروے سٹاپ کی وجہ سے یہ مقام بڑا آباد اور بارونق ہوگیا ہے، ہر وقت یہاں موٹروے پر چڑھنے اترنے والی بڑی کوچوں کا میلہ سا لگا رہتا ہے۔ یہاں سے ان کو وافر سواری مل جاتی ہے، بلکہ بعض سواریاں شہر کے بڑے اڈوں سے ان لانگ روٹس کی گاڑیوں پہ سوار ہونے کی بجائے یہاں سے سوار ہونے کو ترجیح دیتی ہیں کہ کنڈیکٹروں سے بارگیننگ کر کے کئی دفعہ وہ کم کرایہ پر سوار ہو جاتے ہیں، گاڑیوں والے اس کو بھی غنیمت ہی سمجھتے ہیں کیونکہ اڈے سے تو وہ نکل آئے، سواری یہاں سے ملے نہ ملے، بہرحال انہوں نے کسی تاخیر کے بغیر یہاں سے موٹروے پر چڑھنا ہے، اور پھر کسی انٹرچینج پر ہی انہیں اتفاقاً سواری ملے تو ملے، ورنہ موٹروے پر تو سواری اٹھانے اتارنے کا موقعہ نہیں۔

موٹروے سٹاپ سے آگے کچھ فاصلہ پر ترنول پھاٹک آتا ہے، یہاں سے اس مین جی ٹی روڈ یعنی پشاور روڈ سے بائیں ہاتھ کو فتح جھنگ، پنڈی گھیپ، جنڈ، کوہاٹ کو روڈ مڑتی ہے، اور کوہاٹ ریلوے لائن جو گولڑہ اسٹیشن سے نکلتی ہے، یہاں پر پشاور روڈ کو کراس کر کے فتح جھنگ روڈ کے ساتھ ساتھ آگے جاتی ہے۔

راولپنڈی کی گنجان و مسلسل آبادی و بازار جو بارہ پندرہ سال پہلے کوہ نور ملز پر آ کر دم توڑنے لگتے، اور اس کا تسلسل ٹوٹ جاتا، پھر وقفوں وقفوں سے روڈ کے دائیں بائیں آبادی کے چھوٹے موٹے جھمگٹے نظر پڑتے تھے، اب ترنول تک گنجان و مسلسل آبادی و بازار اور تعمیرات کا ایک تسلسل قائم ہے، اور تانتا بندھا ہوا ہے، بلکہ یہ سلسلہ ترنول سے آگے ٹیکسلا کی طرف بھی زور و شور سے جاری ہے، خصوصاً مین پشاور روڈ کے ساتھ ساتھ، اور پشاور روڈ کے دائیں بائیں سی ڈی اے کے مختلف تعمیراتی منصوبے، تیزی کے ساتھ روبہ عمل ہیں۔

ترنول سے آگے مارگلہ ہلز کے دہانے تک سنگ جانی اور سرائے خربوزہ کی آبادیاں نمایاں ہیں۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ دیتا ہے۔ گولڑہ کی وجہ شہرت صوفی بزرگ پیر مہر علی شاہ علیہ الرحمہ (1859ء تا 1937ء) کی خانقاہ و درگاہ ہے، پیر مہر علی سلسلہ چشتیہ کے عظیم بزرگ تھے، فتنہ قادیانیت کے خلاف علمی محاذ پر آپ نے بڑا کام کیا۔
آپ کے بعد آپ کے بیٹے پیر غلام محی الدین (1891ء تا 1974ء) المعروف ''بابو جی'' سجادہ نشین ہوئے، ان کے بعد ان کے بیٹے غلام معین الدین (1920ء تا 1997ء) گدی نشین رہے۔ ان کے بعد پیر نصیر الدین نصیر گدی نشین ہوئے، جو ابھی چند سال پہلے فوت ہوئے ہیں۔ ع قم باذن اللہ کہہ سکتے تھے جو رخصت ہوئے

[1] سرائے خربوزہ پشاور روڈ یعنی اس مین جی ٹی روڈ کا تاریخی مقام ہے، جرنیلی سڑک (موجودہ جی ٹی روڈ) کے بانی شیر شاہ سوری نے

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

سنگ جانی کی رونق تو ادھر کے چند سالوں میں پشاور روڈ پر مین ٹول پلازہ بن جانے کے باعث بہت بڑھ گئی ہے، اور یہاں کی زمین بھی بہت قیمتی ہوگئی، سنگ جانی میں فیکٹو سیمنٹ کی بڑی فیکٹری مارگلہ پہاڑیوں کے نیچے ریلوے لائن کے قریب قائم ہے۔ یہاں ریلوے لائن پر ایک چھوٹا سا پرانا ریلوے اسٹیشن ہے، پسنجر ریل گاڑیاں یہاں رکتی ہیں، البتہ کراچی سے پشاور جانے والی گاڑیاں راولپنڈی کے بعد ٹیکسلا جا کر ہی سٹاپ کرتی ہیں، بندہ اپنے علاقہ مانسہرہ جانے کے لئے راولپنڈی سے ہری پور یا حویلیاں تک ریل کے سفر کو ترجیح دیتا رہا ہے، اپنے بیوی بچوں کو بھی بارہا ٹیکسلا، ہری پور، مانسہرہ (کہ ان تینوں مواضع میں میری قرابت داریاں ہیں، جہاں بکثرت ہمارا جانا ہوتا ہے) لے جانے کے لئے ریل سے ہی سفر کرتا رہا ہوں (بلکہ اپنے ادارہ کے طلبہ کو بھی ایک سے زیادہ مرتبہ ادارہ کے دیگر احباب کی معیت میں تفریحی ٹور پر ریل کے سفر سے ٹیکسلا، ہری پور، ایبٹ آباد تک لے کر جانا ہوا ہے) اس بہانے بچوں کی ہلکی پھلکی تفریح بھی ریل کے سفر کی شکل میں ہو جاتی ہے، کیونکہ اٹک اور پنڈی کے درمیان چلنے والی اٹک شٹل اور راولپنڈی حویلیاں کے درمیان چلنے والی ہزارہ پسنجر میں عام طور پر زیادہ رش نہیں ہوتی تھی، سیٹیں خالی پڑی رہتی تھیں، بچے ایک دو گھنٹے کے اس سفر کا بڑا لطف اُٹھاتے، اللہ کرے کہ پاکستان کا ریلوے نظام صحیح معنوں میں بحال ہو جائے۔ (جاری ہے)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ اس روڈ پر جگہ جگہ سرائیں بنوائی تھیں، تاکہ مسافروں کو آرام رہے، خاص اس مقام پر شیر شاہ نے ایک فوجی چھاؤنی بنائی تھی تاکہ اس کی فوجوں کی پشاور اور آگے کابل تک نقل وحرکت میں سہولت رہے، یہ قلعہ نما چھاؤنی تھی، کہتے ہیں کہ جب یہ چھاؤنی بن گئی تو یہاں کے افغان کمانڈر کو کسی مقامی عورت نے مبارک بادی کے طور پر ایک نہایت میٹھا خربوزہ پیش کیا تھا، جس سے اس کا نام سرائے خربوزہ پڑ گیا۔ امتدادِ زمانہ سے یہاں کے تاریخی آثار مٹ گئے ہیں، یہاں اب کافی بڑی آبادی ہے، یہاں کے ابتدائی آبادکار زیادہ تر اسلام آباد کے متأثرین ہیں، جب ایوب کے دور میں نئے دارالحکومت کی بناء کا منصوبہ بنا، اور اسلام آباد کا ماسٹر پلان آیا تو یہ موجودہ اسلام آباد اس وقت راولپنڈی کے مضافات میں گاؤں، دیہات پر مشتمل ایک بے آباد علاقہ تھا (اس وقت ڈاک پتے میں اسلام آباد کو نزد راولپنڈی لکھتے تھے) چنانچہ اس دور کی یادگار سید پور کا گاؤں جو دامنِ کوہ کی پہاڑیوں کی گود میں آج بھی کچی آبادی پر مشتمل موجود ہے، سی ڈی اے نے شائد اسے آثارِ قدیمہ یا پرانے دور کے نمونہ کے طور پر باقی چھوڑا ہے، اور یہاں ایک یادگاری میوزیم اور تفریح گاہ بنائی ہے، سیر وتفریح کے لئے آنے والوں کا یہاں رش لگا رہتا ہے، اسلام آباد کی ماڈرن آبادی کے بیچوں بیچ سید پور گاؤں میں داخل ہو کر عجیب تأثر پیدا ہوتا ہے، جیسے تاریخ نے الٹی زقند بھری ہو اور ہم آناً فاناً اکیسویں صدی کی متمدن زندگی سے جست لگا کر انیسویں صدی میں کود گئے ہوں۔ ع دوڑ پیچھے کی طرف اے گردشِ ایام تو
اسلام آباد کے دارالحکومت بننے کے وقت حکومت نے یہاں کے دیہی باسیوں کو معاوضے دے کر فارغ کیا تو یہ لوگ بڑی تعداد میں موجودہ سرائے خربوزہ میں بھی آباد ہو گئے، سرائے خربوزہ کے اندرونی بیرونی حصوں اور ردگرد کی زمینوں میں یہ لوگ پھیل گئے، اور رہ بس گئے، شائد زمانے کی دست برد سے زیادہ یہاں کے آبادکاروں کے دستِ شفقت سے اس تاریخی مقام کی تاریخی حیثیت ختم ہوئی ہے، مزے کی بات یہ ہے کہ سرائے خربوزہ کا یہ علاقہ اسلام آباد کے ضلع میں شامل ہے، اور اسلام آباد کے ماسٹر پلان کا حصہ ہے، یعنی یوں کہا جا سکتا ہے کہ کل کلاں کو کسی سیکٹر کی تعمیر کے لئے سی ڈی اے کو ان لوگوں کو دوسری بار معاوضہ دینا پڑے گا، تاکہ ایک دفعہ مزید یہ اسلام آباد سے بے دخل ہوں۔

Idara Ghufran

مقالات ومضامین

مفتی محمد رضوان

نماز میں سجدۂ تلاوت سے متعلق ایک مسئلہ کی وضاحت

ہماری کتاب ’’ماہِ رمضان کے فضائل واحکام‘‘ مطبوعہ، رجب ۱۴۳۰ھ کے صفحہ ۳۴۸، و۳۴۹ پر تراویح میں سجدۂ تلاوت سے متعلق احکام کے ذیل میں یہ مسئلہ مذکور ہے کہ:

اگر نماز میں سجدہ کی آیت کے بعد تین آیتوں سے زیادہ پڑھ چکا ہو تو اب اس سجدہ تلاوت کا وقت جاتا رہا۔ اب یہ سجدہ تلاوت نہ نماز میں ادا ہوسکتا اور نہ نماز کے باہر بلکہ اب صرف توبہ واستغفار کرنا چاہئے (محمودیہ بحوالہ محیط)

یہ مسئلہ دراصل حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب مدظلہم (دارالعلوم کراچی) کی تصنیف ’’تراویح کے اہم مسائل‘‘ سے ماخوذ ہے، جس میں تحریر ہے کہ:

آیتِ سجدہ کے بعد فوراً ہی سجدہ تلاوت کرنا افضل ہے لیکن اگر نماز میں آیتِ سجدہ کے کے بعد سجدۂ تلاوت نہ کیا، بلکہ رکوع کرلیا اور اس میں اس سجدہ تلاوت کی نیت کرلی تب بھی سجدۂ تلاوت ادا ہوجائے گا، اور اگر رکوع میں نیت نہیں کی تو اس کے بعد نماز کے سجدہ سے بلا نیت بھی یہ سجدۂ تلاوت ادا ہوجائے گا۔

لیکن یہ جب ہے کہ آیتِ سجدہ کے بعد تین آیتوں سے زیادہ نہ پڑھا ہو، اگر آیتِ سجدہ کے بعد تین آیتوں سے زیادہ پڑھ چکا ہو، تو اب اس سجدۂ تلاوت کا وقت جاتا رہا۔ نہ نماز میں ادا ہوسکتا ہے، نہ خارجِ نماز، بلکہ توبہ واستغفار کرنا چاہئے (فتاویٰ محمودیہ بحوالہ محیط)

(فقہی رسائل، جلدِ اول، صفحہ ۱۳۰، تراویح کے اہم مسائل۔ مطبوعہ: میمن اسلامک پبلشرز، کراچی، اشاعت جنوری ۱۹۹۸)

ابتداء میں یہ مسئلہ مذکورہ کتاب سے اعتماد کی بنیاد پر اخذ کیا گیا تھا، اور تحقیق کی ضرورت نہیں سمجھی گئی تھی۔ اب اس مسئلہ کی تحقیق کی گئی تو اس میں وضاحت کی ضرورت پیش آئی۔

مذکورہ مسئلہ سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر نماز میں آیتِ سجدہ تلاوت کرنے کے بعد تین آیتوں سے زیادہ پڑھ چکا ہو، تو اب اس سجدۂ تلاوت کی ادئیگی کی کوئی صورت نہیں۔

جبکہ کتبِ فقہ میں مراجعت کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ طویل فصل (جس کی مقدار بعض حضرات نے تین

آیات سے زائد بیان فرمائی ہے) کے بعد بلکہ دوسرے رُکن یا دوسری رکعت میں پہنچنے کے بعد اور اس سے بڑھ کر سلام پھیرنے کے بعد بھی جب تک نماز کے منافی وخلاف کوئی عمل نہیں کیا، اُس وقت تک اس سجدۂ تلاوت کا وجوب اور اس کی ادائیگی کا وقت باقی رہتا ہے، اگرچہ طویل فصل کے بعد یہ حیّزِ قضاء میں داخل ہوجاتا ہے۔

اور حیّزِ قضاء میں داخل ہونے کے بعد قضاء کرنے کی صورت میں سجدۂ سہو بھی واجب ہوتا ہے۔ [1]

---

[1] (وَهِيَ عَلَى التَّرَاخِي) عَلَى الْمُخْتَارِ وَيُكْرَهُ تَأْخِيرُهَا تَنْزِيهًا، وَيَكْفِيهِ أَنْ يَسْجُدَ عَدَدَ مَا عَلَيْهِ بِلَا تَعْيِينٍ وَيَكُونُ مُؤَدِّيًا وَتَسْقُطُ بِالْحَيْضِ وَالرِّدَّةِ (إنْ لَمْ تَكُنْ صَلَوِيَّةً) فَعَلَى الْفَوْرِ لِصَيْرُورَتِهَا جُزْءًا مِنْهَا وَيَأْثَمُ بِتَأْخِيرِهَا وَيَقْضِيهَا مَا دَامَ فِي حُرْمَةِ الصَّلَاةِ وَلَوْ بَعْدَ السَّلَامِ فَتْحٌ ثُمَّ هَذِهِ النِّسْبَةُ هِيَ الصَّوَابُ، وَقَوْلُهُمْ صَلَاتِيَّةٌ خَطَأٌ قَالَهُ الْمُصَنِّفُ لَكِنْ فِي الْغَايَةِ أَنَّهُ خَطَأٌ مُسْتَعْمَلٌ وَهُوَ عِنْدَ الْفُقَهَاءِ خَيْرٌ مِنْ صَوَابٍ نَادِرٍ (درمختار)

(قَوْلُهُ فَعَلَى الْفَوْرِ) جَوَابُ شَرْطٍ مُقَدَّرٍ تَقْدِيرُهُ فَإِنْ كَانَتْ صَلَوِيَّةً فَعَلَى الْفَوْرِ ح ثُمَّ تَفْسِيرُ الْفَوْرِ عَدَمُ طُولِ الْمُدَّةِ بَيْنَ التِّلَاوَةِ وَالسَّجْدَةِ بِقِرَاءَةِ أَكْثَرَ مِنْ آيَتَيْنِ أَوْ ثَلَاثٍ عَلَى مَا سَيَأْتِي حِلْيَةٌ .(قَوْلُهُ وَيَأْثَمُ بِتَأْخِيرِهَا إلَخْ) لِأَنَّهَا وَجَبَتْ بِمَا هُوَ مِنْ أَفْعَالِ الصَّلَاةِ .وَهُوَ الْقِرَاءَةُ وَصَارَتْ مِنْ أَجْزَائِهَا فَوَجَبَ أَدَاؤُهَا مُضَيَّقًا كَمَا فِي الْبَدَائِعِ وَلِذَا كَانَ الْمُخْتَارُ وُجُوبَ سُجُودٍ لِلسَّهْوِ لَوْ تَذَكَّرَهَا بَعْدَ مَحَلِّهَا كَمَا قَدَّمْنَاهُ فِي بَابِهِ عِنْدَ قَوْلِهِ بِتَرْكِ وَاجِبٍ فَصَارَتْ كَمَا لَوْ أَخَّرَ السَّجْدَةَ الصُّلْبِيَّةَ عَنْ مَحَلِّهَا فَإِنَّهَا تَكُونُ قَضَاءً، وَمِثْلُهُ :مَا لَوْ أَخَّرَ الْقِرَاءَةَ إلَى الْأُخْرَيَيْنِ عَلَى الْقَوْلِ بِوُجُوبِهَا فِي الْأُولَيَيْنِ وَهُوَ الْمُعْتَمَدُ .أَمَّا عَلَى الْقَوْلِ بِعَدَمِهِ فِيهِمَا فَهِيَ أَدَاءٌ فِي الْأُخْرَيَيْنِ كَمَا حَقَّقْنَاهُ فِي وَاجِبَاتِ الصَّلَاةِ فَافْهَمْ .(قَوْلُهُ وَلَوْ بَعْدَ السَّلَامِ) أَيْ نَاسِيًا مَا دَامَ فِي الْمَسْجِدِ وَرُوِيَ أَنَّهُ لَا يَسْجُدُ بَعْدَ السَّلَامِ نَاسِيًا تَتَارْخَانِيَّةٌ .(قَوْلُهُ ثُمَّ هَذِهِ النِّسْبَةُ هِيَ الصَّوَابُ) أَيْ قَوْلُ الْمُصَنِّفِ صَلَوِيَّةٌ بِرَدِّ أَلِفِهِ وَاوًا وَحَذْفِ التَّاءِ، وَإِذَا كَانُوا قَدْ حَذَفُوهَا فِي نِسْبَةِ الْمُذَكَّرِ إلَى الْمُؤَنَّثِ كَنِسْبَةِ الرَّجُلِ إلَى بَصْرَةَ فَقَالُوا بَصْرِيٌّ لَا بَصْرَتِيٌّ كَيْ لَا تَجْتَمِعَ تَاءَانِ فِي نِسْبَةِ الْمُؤَنَّثِ فَيَقُولُونَ بَصْرِيَّةٌ فَكَيْفَ بِنِسْبَةِ الْمُؤَنَّثِ إلَى الْمُؤَنَّثِ فَتْحٌ (ردالمحتار، ج۲، ص۱۰۹، و۱۱۰، باب سجود التلاوة)

(عَلَى الْفَوْرِ مِنْ قِرَاءَةِ آيَةٍ) أَوْ آيَتَيْنِ وَكَذَا الثَّلَاثُ عَلَى الظَّاهِرِ كَمَا فِي الْبَحْرِ (الدرالمختار)

(قَوْلُهُ عَلَى الظَّاهِرِ كَمَا فِي الْبَحْرِ) أَيْ عَنْ الْبَدَائِعِ وَالْمُتَبَادَرُ مِنْ عِبَارَتِهِ أَنَّهُ اسْتِظْهَارٌ مِنْ صَاحِبِ الْبَدَائِعِ، لَا أَنَّهُ ظَاهِرُ الرِّوَايَةِ وَفِي الْإِمْدَادِ الِاحْتِيَاطُ قَوْلُ شَيْخِ الْإِسْلَامِ خُوَاهَرْ زَادَهْ بِانْقِطَاعِ الْفَوْرِ بِالثَّلَاثِ .وَقَالَ شَمْسُ الْأَئِمَّةِ الْحَلْوَانِيُّ :لَا يَنْقَطِعُ مَا لَمْ يَقْرَأْ أَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثٍ وَقَالَ الْكَمَالُ بْنُ الْهُمَامِ :قَوْلُ الْحَلْوَانِيِّ هُوَ الرِّوَايَةُ .اهـ. قُلْت :وَصَرَّحَ فِي شَرْحِ الْمُنْيَةِ بِأَنَّهُ الْأَصَحُّ رِوَايَةً، فَإِنَّ مُحَمَّدًا نَصَّ عَلَى أَنَّهُ إذَا بَقِيَ بَعْدَ السَّجْدَةِ آيَاتٌ مِنْ آخِرِ السُّورَةِ أَيْ كَسُورَةِ الِانْشِقَاقِ وَسُورَةِ بَنِي إسْرَائِيلَ إنْ شَاءَ خَتَمَ السُّورَةَ وَرَكَعَ لَهَا وَإِنْ شَاءَ سَجَدَ لَهَا ثُمَّ قَامَ فَأَكْمَلَ السُّورَةَ ثُمَّ رَكَعَ اهـ وَمِثْلُهُ فِي الْفَتْحِ .لَكِنْ فِي الْبَحْرِ عَنْ الْمُجْتَبَى أَنَّ الرُّكُوعَ يَنُوبُ عَنْهَا بِشَرْطِ النِّيَّةِ وَأَنْ لَا يَفْصِلَ بِثَلَاثٍ إلَّا إذَا كَانَتْ الثَّلَاثُ مِنْ آخِرِ السُّورَةِ .اهـ وَمُقْتَضَاهُ :أَنَّ الْخِلَافَ فِيمَا فِي وَسَطِ السُّورَةِ وَأَنَّ هَذِهِ وِفَاقِيَّةٌ وَبِهِ صَرَّحَ فِي الْحِلْيَةِ عَنْ الْأَصْلِ وَغَيْرِهِ؛ نَعَمْ قَالَ بَعْدَهُ إنَّ الْفَرْقَ ظَاهِرُ الْوَجْهِ .قُلْت :قَدْ يُوَجَّهُ بِأَنَّ قِرَاءَةَ الثَّلَاثِ مِنْ آخِرِ السُّورَةِ لَا تَفْصِلُ لِأَنَّهَا إتْمَامٌ لِلسُّورَةِ وَعَدَمُ رَفْضِ بَاقِيهَا فَكَانَ فِي قِرَاءَتِهَا زِيَادَةُ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

بندہ کے نزدیک یہی راجح ہے، اور سابقہ ماہِ رمضان کے مذکورہ ایڈیشن میں منقول مسئلہ مرجوح ہے۔
البتہ اس سلسلہ میں ایک مسئلہ یہ ہے کہ صُلبِ صلاۃ یعنی نماز والے سجدہ بلکہ رکوع میں نیت کرنے سے اس سجدۂ تلاوت کی ادائیگی اُس وقت تک معتبر ہوتی ہے، جب تک آیتِ سجدہ کی قرائت اور صُلبِ صلاۃ کے سجدہ کے درمیان طویل مدت وفصل حائل نہ ہوا ہو، جس کی مقدارِ مشہور تین آیات سے زائد کی قرائت ہے، اور طویل مقدار کے فصل کے بعد صُلبِ صلاۃ کے سجدہ سے اس سجدۂ تلاوت کی ادائیگی معتبر نہیں ہوتی۔ [۱]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

طَلَبٍ فَلَمْ تُفْصَلْ بِخِلَافِ الثَّلَاثِ مِنْ وَسَطِ السُّورَةِ فَإِنَّهُ لَيْسَ فِيهَا زِيَادَةُ طَلَبٍ لِعَدَمِ مَا ذَكَرْنَا فَعُدَّتْ فَاصِلَةً تَأَمَّلْ(ردالمحتار، ج۲ص ۱۱۱،۱۱۲، باب سجود التلاوة)

وَأَمَّا الْمَتْلُوَّةُ فِي الصَّلَاةِ فَإِنَّهَا تَجِبُ عَلَى سَبِيلِ التَّضْيِيقِ لِقِيَامِ دَلِيلِ التَّضْيِيقِ، وَهُوَ أَنَّهَا وَجَبَتْ بِمَا هُوَ مِنْ أَفْعَالِ الصَّلَاةِ وَهُوَ الْقِرَاءَةُ فَالْتَحَقَتْ بِأَقْوَالِهَا وَصَارَتْ جُزْءًا مِنْ أَجْزَائِهَا؛ وَلِهَذَا قُلْنَا إذَا تَلَا آيَةَ السَّجْدَةِ، وَلَمْ يَسْجُدْ، وَلَمْ يَرْكَعْ حَتَّى طَالَتْ الْقِرَاءَةُ ثُمَّ رَكَعَ وَنَوَى السَّجْدَةَ لَمْ تَجُزْ، وَكَذَا إذَا نَوَاهَا فِي السَّجْدَةِ الصُّلْبِيَّةِ؛ لِأَنَّهَا صَارَتْ دَيْنًا، وَالدَّيْنُ يُقْضَى بِمَا لَهُ لَا بِمَا عَلَيْهِ(البحر الرائق شرح كنز الدقائق، ج۲،ص ۱۲۹)

(قَوْلُهُ وَأَمَّا الْمَتْلُوَّةُ فِي الصَّلَاةِ إلَخْ) قَالَ فِي الشُّرُنْبُلَالِيَّةِ يَجُوزُ أَنْ يُقَالَ تَجِبُ الصَّلَاتِيَّةُ مُوَسَّعًا بِالنِّسْبَةِ لِمَحَلِّهَا كَمَا لَوْ تَلَا فِي أَوَّلِ صَلَاتِهِ وَسَجَدَهَا فِي آخِرِهَا اهـ.وَلَا يَخْفَى مَا فِيهِ؛ لِأَنَّهُ يَلْزَمُ عَلَيْهِ أَنَّهُ لَا يَأْثَمُ فِي هَذِهِ الصُّورَةِ، وَهُوَ خِلَافُ الْمَنْصُوصِ عَلَيْهِ بَلْ تَصِيرُ قَضَاءً وَيَأْثَمُ بِتَأْخِيرِهَا كَمَا يُفِيدُهُ كَلَامُ الْمُؤَلِّفِ هُنَا وَسَيُصَرِّحُ بِهِ عَنْ الْبَدَائِعِ فِي شَرْحِ قَوْلِهِ، وَلَمْ تُقْضَ الصَّلَاتِيَّةُ خَارِجَهَا وَيَجِبُ عَلَيْهِ سُجُودُ السَّهْوِ لَوْ تَذَكَّرَهَا فِي آخِرِ صَلَاتِهِ فِي الْأَصَحِّ كَمَا قَدَّمْنَاهُ فِي بَابِ السَّهْوِ، وَهَذَا عَيْنُ التَّضْيِيقِ فَكَيْفَ يَكُونُ مُوَسَّعًا بِالنِّسْبَةِ لِلصَّلَاةِ وَكَأَنَّهُ أَرَادَ أَنْ يُفَرِّقَ بَيْنَ التَّضْيِيقِ فِي الصَّلَاتِيَّةِ وَالتَّضْيِيقِ فِي غَيْرِهَا عِنْدَ آخِرِ الْعُمُرِ بِأَنَّهُ فِي الْأُولَى يُمْكِنُ التَّدَارُكُ بِالْقَضَاءِ مَا دَامَ فِي حُرْمَةِ الصَّلَاةِ فَكَانَ فِيهِ نَوْعُ تَوْسِعَةٍ بِخِلَافِ الثَّانِي وَلَكِنَّ هَذَا الْقَدْرَ لَا يُسَوِّغُ إطْلَاقَ أَنَّ الْوُجُوبَ فِيهَا مُوَسَّعٌ فَتَدَبَّرْ (منحة الخالق على البحر الرائق، ج۲، ص ۱۲۹)

قال محمد رحمه الله فى الأصل :إذا سلم ساهياً وعليه سجدة، فهذه المسألة لا تخلو إما أن يكون عليه سجدة تلاوة أو سجدة صلبية أو سجدة سهو، وأياً ما كان، فإنه يأتى بها؛ لأنه فى حرمة الصلاة بعد؛ لأن سلام الساهى لا يخرجه عن حرمة الصلاة، وإذا لم يخرجه عن حرمة الصلاة صار وجود هذا السلام والعدم بمنزلة، ولو لم يوجد السلام أليس إنه يأتى بها، كذا ها هنا (المحيط البرهانى، ج۲ ص۳۲۷)

تنبيه إنما قال المصنف خارجها لأنها تقضى داخلها بأن أخرها حتى طالت القراء ة فإنها تصير قضاء ولكنه يسجدها فيها أما إذا لم تطل القراء ة فينوب عنها سجود الصلاة ولو من غير نية وقدمنا عن الدراية أنه يقضيها ما دام فى حرمة الصلاة ولو بعد السلام ما لم يأت بمناف اهـ(حاشية الطحطاوى على المراقى، ص۴۹۳، باب سجود التلاوة)

[۱] (وَأَمَّا) فِي الصَّلَاةِ فَإِنَّهَا تَجِبُ عَلَى سَبِيلِ التَّضْيِيقِ لِقِيَامِ دَلِيلِ التَّضْيِيقِ وَهُوَ أَنَّهَا وَجَبَتْ بِمَا هُوَ مِنْ أَفْعَالِ الصَّلَاةِ وَهُوَ الْقِرَاءَةُ فَالْتَحَقَتْ بِأَفْعَالِ الصَّلَاةِ وَصَارَتْ جُزْءًا مِنْ أَجْزَائِهَا وَلِهَذَا يَجِبُ أَدَاؤُهَا فِي الصَّلَاةِ وَلَا يُوجِبُ حُصُولُهَا فِي الصَّلَاةِ نُقْصَانًا فِيهَا، وَتَحْصِيلُ مَا لَيْسَ مِنْ الصَّلَاةِ فِي الصَّلَاةِ إنْ لَمْ يُوجِبْ فَسَادَهَا يُوجِبُ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اوراس صورت میں صُلبِ صلاۃ کے سجدہ سے ادائیگی نہ ہونے کی وجہ فقہاء نے یہ بیان کی ہے کہ وہ سجدہ اس پر دَین ہوگیا ہے، اور دَین اسی عمل سے ادا ہوسکتا ہے، نہ کہ اُس چیز سے جو اُس پر پہلے سے واجب ہو، اور صُلبِ صلاۃ کا سجدہ اس پر پہلے سے واجب ہے، لہٰذا اس صورت میں بمالہٗ سے ہی دَین کی ادائیگی ہوگی، اور مستقل سجدہ بمالہٗ میں داخل ہے، فافترقا۔

اور غالباً اسی صُلبِ صلاۃ کے مسئلہ سے بعض حضرات کو یہ غلط فہمی پیدا ہوئی کہ انہوں نے اس فصل کے بعد مطلقاً سجدۂ تلاوت کی ادائیگی کو غیر معتبر سمجھ لیا، حالانکہ صُلبِ صلاۃ کے سجدہ سے ادائیگی ہونے نہ ہونے کا مسئلہ الگ ہے، اور خود مستقل سجدۂ تلاوت کے ذریعے سے ادائیگی ہونے نہ ہونے کا مسئلہ اس سے الگ ہے۔

﴿بقیہ صفحہ ۱۳ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

نُقْصَانًا، وَإِذَا الْتَحَقَتْ بِأَفْعَالِ الصَّلَاةِ وَجَبَ أَدَاؤُهَا مُضَيَّقًا كَسَائِرِ أَفْعَالِ الصَّلَاةِ بِخِلَافِ خَارِجِ الصَّلَاةِ؛ لِأَنَّ هُنَاكَ لَا دَلِيلَ عَلَى التَّضْيِيقِ وَلِهَذَا قُلْنَا إذَا تَلَا آيَةَ السَّجْدَةِ فَلَمْ يَسْجُدْ وَلَمْ يَرْكَعْ حَتَّى طَالَتْ الْقِرَاءَةُ ثُمَّ رَكَعَ وَنَوَى السُّجُودَ لَمْ يُجْزِهِ .وَكَذَا إذَا نَوَاهَا فِي السَّجْدَةِ الصُّلْبِيَّةِ؛ لِأَنَّهَا صَارَتْ دَيْنًا وَالدَّيْنُ يُقْضَى بِمَا لَهُ لَا بِمَا عَلَيْهِ وَالرُّكُوعُ وَالسُّجُودُ عَلَيْهِ فَلَا يَتَأَدَّى بِهِ الدَّيْنُ عَلَى مَا نَذْكُرُ وَلِهَذَا قُلْنَا :إنَّهُ لَا يَجُوزُ التَّيَمُّمُ لِلتِّلَاوَةِ فِي الْمِصْرِ؛ لِأَنَّ عَدَمَ الْمَاءِ فِي الْمِصْرِ لَا يَتَحَقَّقُ عَادَةً وَالْجَوَازُ بِالتَّيَمُّمِ مَعَ وُجُودِ الْمَاءِ لَنْ يَكُونَ إلَّا لِخَوْفِ الْفَوْتِ أَصْلًا كَمَا فِي صَلَاةِ الْجِنَازَةِ وَالْعِيدِ وَلَا خَوْفَ هَهُنَا لِانْعِدَامِ وَقْتٍ مُعَيَّنٍ لَهَا خَارِجَ الصَّلَاةِ فَلَمْ يَتَحَقَّقْ التَّيَمُّمُ طَهَارَةً وَالطَّهَارَةُ شَرْطٌ لِأَدَائِهَا بِالْإِجْمَاعِ(بدائع الصنائع ج۱ ص۱۸۰، کتاب الصلاۃ، فصل سجدۃ التلاوۃ)

وَأَمَّا بَيَانُ وَقْتِ أَدَائِهَا فَمَا وَجَبَ أَدَاؤُهَا خَارِجَ الصَّلَاةِ فَوَقْتُهَا جَمِيعُ الْعُمُرِ؛ لِأَنَّ وُجُوبَهَا عَلَى التَّرَاخِي عَلَى مَا مَرَّ .وَأَمَّا مَا وَجَبَ أَدَاؤُهَا فِي الصَّلَاةِ فَوَقْتُهَا فَوْرُ الصَّلَاةِ؛ لِمَا مَرَّ أَنَّ وُجُوبَهَا فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْفَوْرِ وَهُوَ أَنْ لَا تَطُولَ الْمُدَّةُ بَيْنَ التِّلَاوَةِ وَبَيْنَ السَّجْدَةِ، فَأَمَّا إذَا طَالَتْ فَقَدْ دَخَلَتْ فِي حَيِّزِ الْقَضَاءِ وَصَارَ آثِمًا بِالتَّفْوِيتِ عَنْ الْوَقْتِ، ثُمَّ الْأَمْرُ فِي مِقْدَارِ الطُّولِ عَلَى مَا ذَكَرْنَا مِنْ اخْتِلَافِ الْمَشَايِخِ(بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ج۱، ص۱۹۱، و۱۹۲، فَصْلٌ فِي بَيَانَ وَقْتِ أَدَاءِ سَجْدَةِ التِّلَاوَةِ)

وَلَوْ لَمْ يَرْكَعْ حَتَّى طَالَتْ الْقِرَاءَةُ لَمْ يَجُزْ، وَإِنْ نَوَاهُ عَنْ السَّجْدَةِ، وَكَذَا السَّجْدَةُ الصُّلْبِيَّةُ لَا تَنُوبُ عَنْهَا إذَا طَالَتْ الْقِرَاءَةُ؛ لِأَنَّهَا صَارَتْ دَيْنًا لِوُجُوبِهَا مُضَيَّقًا وَالدَّيْنُ يُقْضَى بِمَا لَهُ لَا بِمَا عَلَيْهِ وَالرُّكُوعُ وَالسُّجُودُ عَلَيْهِ فَلَا يَتَأَدَّى بِهِ الدَّيْنُ(البحر الرائق شرح کنز الدقائق، ج۲، ص۱۳۳)

وَقَدْ صَرَّحُوا بِأَنَّهُ إذَا لَمْ يَسْجُدْ وَلَمْ يَرْكَعْ حَتَّى طَالَتْ الْقِرَاءَةُ ثُمَّ رَكَعَ وَنَوَى السَّجْدَةَ لَمْ يَجُزْ، وَكَذَا إذَا نَوَاهَا فِي السَّجْدَةِ الصُّلْبِيَّةِ؛ لِأَنَّهَا صَارَتْ دَيْنًا عَلَيْهِ، وَالدَّيْنُ يُقْضَى بِمَا لَهُ لَا بِمَا عَلَيْهِ، وَالرُّكُوعُ وَالسُّجُودُ عَلَيْهِ كَذَا فِي الْبَدَائِعِ فِي فَصْلِ كَيْفِيَّةِ وُجُوبِهَا، وَسَيَظْهَرُ أَنَّ قَوْلَ الْحَلْوَانِيِّ هُوَ الرِّوَايَةُ إنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى .هَذَا وَمَا ذَكَرَ مِنْ الْإِجْمَاعِ عَلَى عَدَمِ الِاحْتِيَاجِ إلَى النِّيَّةِ فِي سَجْدَةِ الصَّلَاةِ حَالَةَ الْفَوْرِ فِي الْبَدَائِعِ مَا يُفِيدُ خِلَافَهُ مِنْ ثُبُوتِ الْخِلَافِ .قَالَ :ثُمَّ إذَا رَكَعَ قَبْلَ أَنْ تَطُولَ الْقِرَاءَةُ هَلْ تُشْتَرَطُ النِّيَّةُ لِقِيَامِ الرُّكُوعِ مَقَامَ سَجْدَةِ التِّلَاوَةِ؟ (فتح القدیر لابن الھمام، ج۲، ص۱۸، و۱۹، بَابُ سُجُودِ التِّلَاوَةِ)

مقالات ومضامین　مفتی محمد رضوان

ہمارے شیخ حضرت نواب عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ (قسط ۳)

میں شروع میں جب فراغت کے بعد جامعہ اسلامیہ صدر راولپنڈی میں مولانا قاری سعید الرحمان صاحب رحمہ اللہ کی زیرِ ادارت علمی خدمات پر مامور تھا، اور اس وقت تک متأہل نہ تھا، بیوی بچوں کی ذمہ داریوں سے آزاد تھا۔

اس زمانہ میں حضرت نواب صاحب رحمہ اللہ سے درخواست کی کہ یوں تو بروز جمعہ حضرت والا کی مجلس میں شرکت کی توفیق بحمداللہ تعالیٰ حاصل ہوجاتی ہے، لیکن بندہ یہ چاہتا ہے کہ حضرت والا کی صحبت ومعیت میں کچھ زیادہ وقت گزارنے کی سعادت مل جائے، جس کے لئے موجودہ حالات میں یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بندہ جامعہ اسلامیہ سے دوپہر کے وقت فارغ ہوجاتا ہے، اگر جمعرات کے دن وہاں سے فارغ ہوکر حضرت والا کی خدمت میں حاضر ہوجایا کرے، اور پھر رات کو حضرت والا کے دولت کدہ پر قیام کر کے صبح مجلس میں شرکت کر کے جمعہ سے قبل واپس چلا جایا کرے، اور جمعہ پڑھانے کی ذمہ داری ادا کردیا کرے، تو بندہ کے لئے بہت نافع ومفید معلوم ہوتا ہے، اس تجویز کو حضرت والا رحمہ اللہ نے قبول فرمایا، اور انتہائی شفقت فرمائی، فجزاہم اللہ تعالیٰ خیرالجزاء۔

اور اس طرح بندہ کا یہ معمول ہوگیا کہ جامعہ اسلامیہ سے ظہر کے وقت فارغ ہوکر حضرت والا کی خدمت میں عصر سے قبل اور کبھی عصر کے بعد حاضر ہوجاتا۔

حضرت والا جس دولت کدہ میں تشریف فرما ہوتے، اس کے نچلے حصہ میں گیراج کی آخری حدود میں آگے پیچھے دو کمرے بنے ہوئے تھے، ان میں سے ایک کمرہ کو حضرت والا نے مہمان خانہ بنا رکھا تھا، جس میں بیت الخلاء اور وضو وغیرہ کی سہولت بھی میسر تھی، حضرت والا کے یہاں جو مہمان تشریف لاتے، ان کو اسی مہمان خانہ میں بٹھا کر یا ٹھہرا کر ضیافت فرماتے تھے۔

بندہ اسی مہمان خانہ میں ہفتہ وار قیام کرتا، اور حضرت والا اوپر گھر میں اہلِ خانہ کے ساتھ قیام فرماتے، نماز کے وقت حضرت والا کی معیت میں مسجد جانا اور آنا ہوتا۔

عام طور پر حضرت والا صبح کے ناشتہ سمیت شام کا کھانا بندہ کی حوصلہ افزائی ومہمان نوازی کی خاطر بندہ کے

ساتھ تناول فرماتے، اور بعض اوقات بندہ کے لئے نیچے مہمان خانہ میں کھانا بھیج دیا جاتا تھا۔

کھانے کے دوران حضرت والا بندہ کی ضیافت واکرام کا خاص اہتمام فرماتے، اور خود اپنے ہاتھ سے اشیاء کھانے کے لئے ڈالتے۔

اسلام آباد کی فضاء میں جب سحر کے وقت سناٹا طاری ہوتا، حضرت والا تہجد کے لئے اُٹھ جاتے، اور اس دوران خود ہی چائے بنا کر نوش بھی فرماتے تھے۔

حضرت والا رحمہ اللہ ان دنوں کوہسار مسجد میں آمدورفت عام طور پر اپنی کار میں کیا کرتے تھے، لیکن بطور خاص فجر کی نماز میں جب مناسب موسم اور صحت معتدل ہوتی، پیدل آمدورفت کرتے تھے۔

اور کار کی ڈرائیونگ اکثر وبیشتر خود انجام دیا کرتے تھے، اور بعض اوقات ڈرائیور بھی کار چلا کر لاتے اور لے جاتے تھے۔

صبح کو پیدل جانے کی صورت میں چھڑی ساتھ میں لے لیا کرتے تھے، اور فرماتے تھے کہ صبح کا وقت سناٹے کا ہوتا ہے، کوئی کتا، یا جانور وغیرہ تنگ نہ کرے، اس کے لئے احتیاطاً چھڑی ساتھ میں لیتا ہوں، صبح کو پیدل تشریف لے جانے کی وجہ خود سے ایک مرتبہ یہ بیان فرمائی کہ دل تو چاہتا ہے کہ سب نمازوں میں مسجد پیدل آمدورفت کیا کروں، لیکن اب ایک تو عمر کے تقاضے کی وجہ سے مشکل پیش آتی ہے، دوسرے اللہ تعالیٰ نے گاڑی کی نعمت عطا فرمائی ہوئی ہے، اس سے مستفید ہونے کا موقع مل جاتا ہے، تیسرے کچھ وقت کی بھی بچت ہوجاتی ہے، اور اس وقت میں کچھ دوسرے کام ہوجاتے ہیں، اس کے علاوہ راستے میں اختلاط اور دوسرے غیر مناسب ماحول کی وجہ سے دن کے اوقات میں پیدل آمدورفت میں حجاب محسوس ہوتا ہے، البتہ صبح کا وقت یکسوئی کا ہوتا ہے، اور ہوا بھی تازہ ہوتی ہے، اس وقت پیدل آمدورفت سے تازہ ہواخوری کے علاوہ جسم اور اعضاء کی بھی کچھ ورزش وحرکت ہوجاتی ہے، پھر حضرت ڈاکٹر عبداللہ الحئی صاحب عارفی رحمہ اللہ اور بعض دوسرے بزرگوں کے متعلق فرمایا کہ یہ حضرات فرمایا کرتے تھے کہ بڑھاپے کی عمر میں جب تک ممکن ہو، ہاتھ پیر چلاتے رہنا ضروری ہے، اگر اس عمر میں آدمی ہمت چھوڑ بیٹھے تو ہاتھ پاؤں کے جڑ کر رہنے کا خطرہ ہوتا ہے، اور اس طرح کے بے شمار واقعات دیکھنے اور سننے میں آئے ہیں۔

حضرت والا اُن دنوں میں فجر کی نماز مسجد میں ادا فرمانے کے بعد مسجد ہی میں تشریف فرما ہو کر تلاوت اور

اذکار میں مشغول ہوجاتے، اوراشراق پڑھ کر پھر گھر تشریف لے جاتے تھے، اور میرے لئے فجر کی نماز کے بعد ہواخوری اور چہل قدمی کرتے ہوئے ذکر وتلاوت کرنے کو ترجیح دیا کرتے تھے، اور فرماتے تھے کہ آپ راولپنڈی میں ہفتہ بھر علمی مشغولی رکھتے ہیں، اور اس طرح کی ہواخوری کے مواقع کم میسرآتے ہوں گے، لہٰذا آپ کے لئے اس وقت میں چہل قدمی مناسب ہے۔

میں شروع میں اپنے ساتھ مطالعہ کے لئے کچھ کتابیں بھی لے جاتا تھا، جب حضرت والا کو معلوم ہوا تو فرمایا کہ آپ ہفتہ بھر ماشاء اللہ یہی کام تو کرتے رہتے ہیں، یہاں پر کتابیں مدرسہ یا گھر میں چھوڑ کر اور ذہن کو فارغ کر کے تشریف لایا کریں۔

فجر کی نماز کے بعد مشی اور چہل قدمی کر کے بندہ اشراق کے وقت مسجد واپس پہنچ جاتا، اور وہاں سے حضرت والا کی معیت میں حضرت والا کے دولت کدہ چلا جاتا۔

کچھ آرام کے بعد ناشتہ وغیرہ سے فارغ ہو کر پھر مجلس کے وقت حضرت والا کے ساتھ مسجد کو ہسار حاضری ہوتی، اور مجلس سے فارغ ہو کر بندہ واپس راولپنڈی آجاتا۔

ایک مدت تک بحمداللہ تعالیٰ یہ سلسلہ جاری رہا۔

پھر جب بندہ رشتۂ زوجیت سے منسلک ہوگیا، تو یہ سلسلہ موقوف ہوگیا، البتہ مجلس میں حاضری کا سلسلہ جاری رہا، تاہم جب بندہ کی ذمہ داریوں اور مشغولیوں میں کچھ اضافہ ہوگیا تو حضرت والا نے خود ہی بندہ کی ہفتہ وار حاضری میں تخفیف کو پسند فرمایا۔

حضرت والا رحمہ اللہ سے بحمداللہ تعالیٰ عرصۂ دراز تک اصلاحی خط وکتابت کا سلسلہ قائم رہا، جس کے ذریعہ سے حضرت والا نے اعلیٰ ہدایات کے ساتھ بہت قیمتی دعاؤں سے بھی مستفید فرمایا، اور اسی کے ساتھ قدم قدم پر حوصلہ افزائی میں بھی کمی نہیں فرمائی۔

حضرت والا کی توجہات، دعاؤں اور مزید براں حوصلہ افزائی کے نتیجہ میں بحمداللہ تعالیٰ ہمت بلند ہوتی رہی، اور کم ہمتی کا احساس نہیں ہوا، اور ادارہ غفران کے علمی وتحقیقی اور انتظامی امور میں اللہ تعالیٰ کے لامتناہی فضل وکرم کا نزول مشاہدہ میں آتا رہا۔

حضرت والا کی طرف سے جس بات کی طرف بار بار توجہ دلائی جاتی رہی، وہ استغناء اور توکل کا عمل تھا، بحمداللہ تعالیٰ ہر موقع پر اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ میں دستگیری فرمائی۔

Idara Ghufran

Idara Ghufran

Idara Ghufran

(جاری ہے......)

Idara Ghufran

مقالات ومضامین

مفتی منظور احمد

تجارت انبیاء وصلحاء کا پیشہ (قسط ۵)

نبی کریم ﷺ کے جانشین، صحابہ کرام میں سب سے افضل اور پہلے خلیفہ راشد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک معروف تاجر تھے، وہ اپنی تجارت اور اپنی شرافت طبع کی بنا پر لوگوں کے ہاں انتہائی مقبول تھے ،لوگ ان کے پاس آتے اور ان سے رہنمائی حاصل کرتے تھے۔وہ اسلام لانے سے پہلے بھی تجارت کرتے تھے، بلکہ ان کے اسلام لانے کا سبب بھی ان ایک تجارتی سفر کا واقعہ ہے، جو ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ نے نقل کیا ہے وہ یہ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مسلمان بھی اللہ تعالیٰ کی وحی اور حکم سے ہوئے، وہ اس طرح کہ وہ شام میں تجارتی سفر پر تھے کہ انہوں نے ایک خواب دیکھا اور اسے بحیرا راہب کے سامنے بیان کیا، بحیرا نے ان سے پوچھا آپ کہاں کے رہنے والے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ مکہ کا ،اس نے پوچھا کون سے قبیلے سے ہیں ؟ آپ نے کہا قریش سے ،اس نے پوچھا کیا کرتے ہیں؟ انہوں جواب دیا تاجر ہوں۔اس نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کے خواب کو سچا کرے، عنقریب تمہاری قوم میں ایک نبی مبعوث ہوں گے جن کی زندگی میں تم ان کے وزیر ہو گے، اور ان کی وفات کے بعد ان کے خلیفہ ہو گے۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس انتظار میں رہے، یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ مبعوث ہوئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آئے اور آپ سے کہا آپ جو کچھ کہتے ہیں اس کی کیا دلیل ہے؟ آپ نے فرمایا اس کی دلیل وہ خواب ہے جو تم نے شام میں دیکھا ہے، یہ سن کر انہوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ معانقہ کیا اور آپ کی آنکھوں کو چوما اور کہا:

”أشهد أن لا إله إلا الله، وأشهد أنك رسول الله“ (تاریخ دمشق لابن عساکر، عبداللہ ویقال عتیق بن عثمان ،ج ۳۰ ص ۳۰)

جب نبی کریم ﷺ مبعوث ہوئے تو ان کے پاس چالیس ہزار کی مالیت کا سرمایہ تھا جس سے وہ غلاموں کو آزاد کرتے تھے اور مسلمانوں کی کفالت کرتے تھے، جب مدینہ منوہ ہجرت کر کے تشریف لائے تو آپ کے پاس پانچ ہزار کی مالیت کا سرمایہ رہ گیا تھا اور جب فوت ہوئے تو کچھ بھی نہیں تھا (الاصابہ فی تمییز الصحابة، باب العین المهملة ،ترجمة عبد الله بن عثمان أبو بكر الصديق)

Idara Ghufran

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جب تک خلیفہ منتخب نہیں کیا گیا اس وقت تک وہ قریش کے سب سے بڑے تاجر رہے (جب خلیفہ منتخب ہوئے تو لوگوں کے کاموں کے پیش نظر مجبوری کی وجہ سے انہوں نے تجارت کو چھوڑ دیا) (الحث علی التجارۃ والصناعۃ، لابی بکر الخلال: ص ۵۸، رقم الأثر ۵۷)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ حضرت اُبوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور اقدس ﷺ کی وفات سے ایک سال پہلے تجارت کے لئے بصری کی طرف تشریف لے گئے تھے حالانکہ وہ حضور اقدس ﷺ کے ساتھ حد درجہ محبت کرتے تھے اور ہمیشہ آپ کے ساتھ رہتے تھے، آپ سے جدا نہیں ہوتے تھے، لیکن اس تعلق کے باوجود انہوں نے یہ سفر اختیار کیا اور حضور اقدس ﷺ نے بھی باوجود اس کے کہ آپ کا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ حد درجہ تعلق اور محبت تھی انہیں اس سفر سے نہیں روکا کیونکہ صحابہ کرام خود بھی تجارت کو بہت پسند کرتے تھے اور انہیں یہ بھی پتہ تھا کہ حضور اقدس ﷺ بھی اسے پسند فرماتے ہیں ،اس سفر میں آپ کے ساتھ حضرت نعیمان اور اور حضرت سویبط بن حرملہ بھی تھے، جو دونوں بدری صحابی ہیں، اسی سفر میں ان کے آپس میں مزاح کا ایک دلچسپ واقعہ بھی پیش آیا، حضرت سویبط ایک مزاحیہ آدمی تھے، حضرت نعیمان کی ذمہ داری کھانے کی چیزوں پر تھی، سویبط نے ان سے کھانا مانگا تو انہوں نے کہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آنے تک نہیں دوں گا، سویبط نے کہا (اگر کھانا نہیں دیتے تو) میں تمہیں پریشان کروں گا، راستے میں وہ ایک قوم کے پاس سے گذرنے لگے تو سویبط نے ان سے کہا میرا ایک غلام ہے کیا تم خریدو گے؟ انہوں نے کہا ہاں خریدیں گے، سویبط نے کہا لیکن ایک بات یاد رکھنا وہ تمہیں یہ کہے گا کہ میں آزاد ہوں، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں یوں کہے تو اسے چھوڑ دو اور میرے غلام کو خراب کر دو، انہوں نے کہا نہیں ہم تم سے وہ غلام خریدتے ہیں چنانچہ دس اونٹنیاں قیمت مقرر ہوگئی، اور انہوں نے دس اونٹنیوں کے بدلے نعیمان کو خرید لیا، اور آکر ان کے گلے میں رسی یا عمامہ ڈالا تو نعیمان کہنے لگے سویبط تم سے مزاح کر رہے تھے میں غلام نہیں، میں تو آزاد آدمی ہوں، وہ نہ مانے اور کہنے لگے ہمیں تمہارا سب پتہ ہے، انہیں پکڑ کر لے گئے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے تو لوگوں نے انہیں بتایا تو وہ خریدنے والوں کے پاس ان کی اونٹنیاں لے کر گئے اور انہیں واپس کر کے نعیمان کو لے کر آئے۔ یہ حضرات جب نبی کریم ﷺ کے پاس آئے تو آپ کو یہ قصہ سنایا تو آپ ﷺ اور صحابہ کرام ایک سال تک

اس واقعہ کو یاد کر کے ہنستے رہے (سنن ابن ماجہ، کتاب الادب، باب المزاح، رقم الحدیث ۳۷۰۹. وتاریخ دمشق، ترجمہ عبد اللہ الاصغر بن وہب)

جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ منتخب کیا گیا تو وہ اگلی صبح اپنی گردن پر کپڑے رکھ کر بازار کی طرف نکلے تا کہ (اپنے سابقہ معمول کے مطابق) ان سے تجارت کریں، راستے میں انہیں حضرت عمر اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراح ملے اور کہنے لگے اے خلیفہ رسول اللہ آپ کہاں جا رہے ہیں؟ انہوں نے کہا بازار، دونوں بولے کہ وہاں جا کر آپ کیا کریں گے جبکہ آپ کو مسلمانوں کے معاملات سپرد کیے گئے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا میں اپنے اہل عیال کو کہاں سے کھلاؤں گا؟ تو انہوں نے فرمایا آیئے ہم آپ کے لئے کچھ (تنخواہ) مقرر کردیں۔ چنانچہ وہ ان کے ساتھ گئے اور انہوں نے آپ کے لئے یومیہ آدھی بکری گوشت اور سر اور پیٹ چھپانے کے لیے لباس مقرر کردیا، حضرت ابوبکر نے بادل ناخواستہ اس کو منظور کیا اور فرمایا میری قوم جانتی ہے کہ میرا کاروبار میرے اہل وعیال کی کفالت کے لئے کافی تھا لیکن اب جب میں مسلمانوں کے کام میں مصروف ہوں تو میرا خاندان حسب ضرورت ان کے مال سے کھائے گا اور ان کا کام کرے گا (طبقات ابن سعد، ذکر بیعۃ أبی بکر)

ایک روایت یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تجارت بھی کرتے تھے اور ساتھ ساتھ ان کا ایک بکریوں کا ریوڑ بھی تھا کبھی اسے خود چراتے تھے اور کبھی کوئی اور چراتا تھا، اور اپنے محلے کے لوگوں کی خدمت بھی کرتے تھے وہ اس طرح کہ ان کو بکریوں کا دودھ نکال کر دیتے تھے، جب ان کو خلیفہ بنایا گیا تو محلے ایک لڑکی کہنے لگی اب تو آپ ہماری بکریوں کا دودھ نہیں نکالیں گے (کیونکہ آپ خلیفہ بن گئے ہیں) تو آپ نے سن کر فرمایا میں ضرور نکالوں گا اور مجھے امید ہے کہ خلافت اور حکومت مجھے لوگوں کی خدمت سے دور نہیں کرسکتی، اس وجہ سے وہ خلافت کے باوجود لوگوں کو دودھ نکال کر دیا کرتے تھے، چھ ماہ تک ان کا یہی معمول رہا اس کے بعد جب انہوں نے محسوس فرمایا کہ میں اب معاش کی مصروفیات کے ساتھ حکومت اور خلافت کی ذمہ داریاں اور لوگوں کا حق ادا نہیں کرسکتا تو انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ اب تجارت کو چھوڑ دیا جائے اور اپنی اور اپنے اہل وعیال کی ضروریات کے لئے بیت المال سے وظیفہ لیا جائے تو انہوں نے بقدر ضرورت وظیفہ لینا شروع کیا اور وفات سے پہلے یہ وصیت کی کہ جتنا مال میں نے بیت المال سے لیا ہے ﴿بقیہ صفحہ ۴۵ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

بسلسلہ: تاریخی معلومات　　مولانا طارق محمود

ماہِ ربیع الاول: پانچویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

□...... ماہِ ربیع الاول ۴۵۱ ھ: میں حضرت ابوالحسن شریح بن محمد بن شریح بن احمد رعینی رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۲۰ ص ۱۴۴)

□...... ماہِ ربیع الاول ۴۵۵ ھ: میں حضرت ابوالقاسم ابراہیم بن منصور بن ابراہیم بن محمد سلمی کرانی اصبہانی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج ۱۸ ص ۷۳)

□...... ماہِ ربیع الاول ۴۵۵ ھ: میں حضرت ابویعلیٰ اسحاق بن عبدالرحمٰن بن احمد نیشاپوری صابونی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۱۸ ص ۷۶)

□...... ماہِ ربیع الاول ۴۵۷ ھ: میں حضرت ابوعثمان سعید بن ابی سعید احمد بن محمد بن نعیم بن اشکاب نیشاپوری صوفی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۱۸ ص ۸۸)

□...... ماہِ ربیع الاول ۴۶۲ ھ: میں حضرت ابوالفتح عبدالملک بن ابی القاسم عبداللہ بن ابی سہل بن قاسم بن ابی منصور بن ماح کروخی ہروی رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۲۰ ص ۲۷۴)

□...... ماہِ ربیع الاول ۴۶۵ ھ: میں مشہور شاعر ابومنصور علی بن حسن بن علی بن فضل بغدادی کاتب کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۱۸ ص ۳۰۴)

□...... ماہِ ربیع الاول ۴۶۶ ھ: میں حضرت ابوبکر یعقوب بن احمد بن محمد نیشاپوری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۱۸ ص ۲۴۶)

□...... ماہِ ربیع الاول ۴۶۸ ھ: میں حضرت ابوبکر محمد بن قاسم بن حبیب بن عبدوس نیشاپوری شافعی صفار رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج ۱۸ ص ۴۳۸)

□...... ماہِ ربیع الاول ۴۶۹ ھ: میں حضرت ابومروان حیان بن خلف بن حسین بن حیان اموی قرطبی اخباری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج ۱۸ ص ۳۷۲)

□...... ماہِ ربیع الاول ۴۶۹ ھ: میں حضرت ابوالحسن احمد بن عبدالواحد بن ابوبکر محمد بن احمد بن عثمان بن ابی الحدید سلمی دمشقی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج ۱۸ ص ۴۱۹)

Idara Ghufran

☐...... ماہِ ربیع الاول ۴۷۱ھ: میں حضرت ابوعلی حسن بن علی بن محمد بن احمد بن جعفر بلخی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (طبقات الحفاظ ج ۱ ص ۴۳۸)

☐...... ماہِ ربیع الاول ۴۷۹ھ: میں حضرت ابوالحسن علی بن فضال بن علی بن غالب مجاشعی قیروانی تمیمی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج ۱۸ ص ۵۲۹)

☐...... ماہِ ربیع الاول ۴۸۰ھ: میں حضرت ابوسعد عبدالوہاب بن حسن بن عبداللہ کرمانی نیشاپوری رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۲۰ ص ۳۳۹)

☐...... ماہِ ربیع الاول ۴۸۶ھ: میں حضرت ابوالمظفر موسیٰ بن عمران بن محمد بن اسحاق بن یزید انصاری نیشاپوری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج ۱۸ ص ۵۳۰)

☐...... ماہِ ربیع الاول ۴۸۷ھ: میں حضرت ابوبکر احمد بن علی بن عبداللہ بن عمر بن خلف شیرازی نیشاپوری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۱۸ ص ۴۷۹)

☐...... ماہِ ربیع الاول ۴۸۹ھ: میں حضرت ابوبکر محمد بن احمد بن عبدالباقی بن منصور بغدادی دقاق رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج ۱۹ ص ۱۱۳، تذکرۃ الحفاظ ج ۴ ص ۱۸، طبقات الحفاظ ج ۱ ص ۴۴۸)

☐...... ماہِ ربیع الاول ۴۸۹ھ: میں حضرت ابوالمظفر منصور بن محمد بن عبدالجبار بن احمد تمیمی سمعانی مروزی حنفی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۱۸ ص ۱۱۹)

☐...... ماہِ ربیع الاول ۴۸۹ھ: میں امیر المومنین ابوعبداللہ محمد بن مستنظہر باللہ احمد بن مقتدی باللہ بن ذخیرہ محمد بن قائم بامر اللہ عبداللہ بن قادر باللہ عبداللہ احمد بن اسحاق بن مقتدر ہاشمی عباسی بغدادی کی ولادت ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۲۰ ص ۳۹۹)

☐...... ماہِ ربیع الاول ۴۹۱ھ: میں حضرت ابوالفرج سہل بن بشر بن احمد بن سعید اسفرائینی صوفی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۱۹ ص ۱۶۳)

☐...... ماہِ ربیع الاول ۴۹۴ھ: میں حضرت ابوالخطاب نصر بن احمد بن عبداللہ بن بطر بغدادی بزاز رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۱۹ ص ۴۸)

☐...... ماہِ ربیع الاول ۴۹۸ھ: میں مشہور بادشاہ رکن الدین ابوالمظفر برکیاروق بن سلطان ملکشاہ بن الپ ارسلان سلجوقی کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۱۹ ص ۱۹۶)

Idara Ghufran

بسلسلہ: آدابُ المعاشرت مفتی محمد رضوان

والدین کی وفات کے بعد صلہ رحمی کا طریقہ اور اُس کی فضیلت (قسط۲)

والدین کے عہد کی ادائیگی

حضرت ابواسید مالک بن ربیعہ انصاری ساعدی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے والدین کی وفات کے بعد ان کے ساتھ صلہ رحمی کی دوسری صورت یہ بیان فرمائی کہ:

وَإِنْفَاذُ عَهْدِهِمَا مِنْ بَعْدِهِمَا (ابوداؤد، رقم الحدیث ۵۱۴۲)

ترجمہ: اور والدین کی وفات کے بعد اس عہد کو پورا کرنا جس کو وہ انجام دینا چاہتے تھے (ابوداؤد)

''عہد'' کا مفہوم عام ہے، جس میں قرض ودَین بھی داخل ہے، جواُن کے ذمہ ہو، خواہ وہ حقوق العباد سے متعلق ہو (جیسے کسی آدمی کا دَین دار ہونا) یا حقوق اللہ سے متعلق ہو (جیسے روزوں وغیرہ کا فدیہ، قسم کا کفارہ، کوئی جائز منت وغیرہ) اور جو جائز وصیت انہوں نے زندگی میں کی ہو، وہ بھی اس میں داخل ہے۔

کئی احادیث میں مختلف انداز میں اس مضمون کو بیان کیا گیا ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ بَرَّ قَسَمَهُمَا، وَقَضٰى دَيْنَهُمَا، وَلَمْ يَسْتَسِبَّ لَهُمَا كُتِبَ بَارًّا، وَإِنْ كَانَ عَاقًّا، وَمَنْ لَّمْ يَبَرَّ قَسَمَهُمَا، وَلَمْ يَقْضِ دَيْنَهُمَا، وَاسْتَسَبَّ لَهُمَا كُتِبَ عَاقًّا، وَإِنْ كَانَ بَارًّا فِيْ حَيَاتِهِمَا (المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحدیث ۵۸۱۹، ورقم الحدیث ۴۸۹۱)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اپنے والدین کی قسم کو پورا کیا، اور ان کے دَین وقرض کو ادا کیا، اور اور ان کو برا بھلا کہلوانے کا باعث نہ بنا، تو وہ فرمانبرداروں میں لکھا جائے گا، اگرچہ وہ (زندگی میں) نافرمان ہو، اور جس نے ان کی قسم کو پورا نہیں کیا، اور ان کا دَین وقرض ادا نہیں کیا، اور ان کو برا بھلا کہلوانے کا باعث بنا، تو وہ نافرمانوں میں لکھا

جائے گا، اگرچہ وہ والدین کی زندگی میں فرمانبردار کیوں نہ ہو (طبرانی)

والدین کو برا بھلا کہلوانے کا باعث بننے کا مطلب بعض احادیث میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ کوئی شخص دوسرے کے والد کو برا بھلا کہے، اور اس کے جواب میں دوسرا شخص اس کے والد کو برا بھلا کہے، تو یہ شخص خود اپنے والد کو برا بھلا کہنے کا باعث بنتا ہے (بخاری، رقم الحدیث ۵۹۷۳)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ اِمْرَأَةً مِنْ جُهَيْنَةَ، جَاءَ تْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: إِنَّ أُمِّيْ نَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ فَلَمْ تَحُجَّ حَتّٰى مَاتَتْ، أَفَأَحُجُّ عَنْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ حُجِّيْ عَنْهَا، أَرَأَيْتِ لَوْ كَانَ عَلٰى أُمِّكِ دَيْنٌ أَكُنْتِ قَاضِيَةً؟ اقْضُوْا اللّٰهَ فَاللّٰهُ أَحَقُّ بِالْوَفَاءِ

(بخاری، رقم الحدیث ۱۸۵۲، کتاب جزاء الصید)

ترجمہ: قبیلۂ جہینہ کی ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میری والدہ نے حج کی منت مانی تھی اور وہ اس کے پورا کرنے سے پہلے ہی وفات پا گئیں، تو کیا میرے لئے ان کی طرف سے حج کرنا درست ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں بے شک تمہیں ان کی طرف سے حج کرنا درست ہے (پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) بتاؤ اگر تمہاری والدہ پر کچھ قرض ہوتا تو تم اس کو ادا کرتیں یا نہیں؟ پس ایسے ہی اللہ کا جو حق ان پر تھا (یعنی حج) اس کو بھی ادا کرو، اللہ تعالیٰ تو حقوق کی ادائیگی کا زیادہ مستحق ہے (بخاری)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ والدین کی وفات کے بعد ان کے ذمہ میں جو قرض و دَین ہو، خواہ حقوق العباد سے متعلق ہو، یا حقوق اللہ سے متعلق ہو، اس کو ادا کرنا باعثِ اجر و ثواب ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُصَلِّيْ عَلٰى رَجُلٍ عَلَيْهِ دَيْنٌ (مسند احمد، رقم الحدیث ۱۴۱۵۹)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم جس شخص پر قرض و دَین ہوتا، اس کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھتے تھے (مسند احمد)

اور حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذْ أُتِيَ بِجَنَازَةٍ، فَقَالُوْا: صَلِّ عَلَيْهَا، فَقَالَ: هَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ؟ قَالُوْا: لَا، قَالَ: فَهَلْ تَرَكَ شَيْئًا؟ قَالُوْا: لَا، فَصَلّٰى عَلَيْهِ، ثُمَّ أُتِيَ بِجَنَازَةٍ أُخْرٰى، فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، صَلِّ عَلَيْهَا، قَالَ: هَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ؟ قِيْلَ: نَعَمْ، قَالَ: فَهَلْ تَرَكَ شَيْئًا؟ قَالُوْا: ثَلَاثَةَ دَنَانِيْرَ، فَصَلّٰى عَلَيْهَا، ثُمَّ أُتِيَ بِالثَّالِثَةِ، فَقَالُوْا: صَلِّ عَلَيْهَا، قَالَ: هَلْ تَرَكَ شَيْئًا؟ قَالُوْا: لَا، قَالَ: فَهَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ؟ قَالُوْا: ثَلَاثَةُ دَنَانِيْرَ، قَالَ: صَلُّوْا عَلٰى صَاحِبِكُمْ، قَالَ أَبُوْ قَتَادَةَ صَلِّ عَلَيْهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلَيَّ دَيْنُهُ، فَصَلّٰى عَلَيْهِ(بخاری، رقم الحدیث ۲۲۸۹)

ترجمہ: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، اس اثناء میں ایک جنازہ لایا گیا لوگوں نے عرض کیا کہ اس پر نمازِ جنازہ پڑھ لیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا اس پر کوئی قرض ہے؟ لوگوں نے کہا کہ نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا اس نے کچھ چھوڑا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نمازِ جنازہ پڑھی پھر ایک دوسرا جنازہ لایا گیا، لوگوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول !اس پر نمازِ جنازہ پڑھ لیں آپ نے فرمایا کہ کیا اس پر کوئی قرض ہے؟ لوگوں نے جواب دیا کہ جی ہاں! آپ نے فرمایا کہ کیا اس نے کوئی چیز چھوڑی ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ تین دینار چھوڑے ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نمازِ جنازہ پڑھی، پھر ایک تیسرا جنازہ لایا گیا تو لوگوں نے عرض کیا کہ اس پر نمازِ جنازہ پڑھ لیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس نے کوئی چیز چھوڑی ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ نہیں آپ نے فرمایا کہ کیا اس پر قرض ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ تین دینار، آپ نے فرمایا کہ تم اپنے ساتھی پر نماز پڑھ لو، ابوقتادہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ اس پر نمازِ جنازہ پڑھیں، میں اس کے قرض کا ذمہ دار ہوں، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نمازِ جنازہ پڑھی (بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :نَفْسُ الْمُؤْمِنِ مُعَلَّقَةٌ مَا كَانَ عَلَيْهِ دَيْنٌ "(مسند احمد، رقم الحدیث ۹۶۷۹)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کی جان اس وقت تک اَٹکی رہتی ہے، جب تک کہ اس پر دَین وقرض ہوتا ہے(مسند احمد)

اس سے معلوم ہوا کہ فوت شدہ شخص کے ذمہ جو کسی کا قرض ودَین ہو، اس کی ادائیگی بہت اہم ہے، اور شرعی اعتبار سے اصل ادائیگی تو وارِثوں کے ذمہ فوت ہونے والے کے ترکہ اور چھوڑے ہوئے مال سے ہوتی ہے۔

لیکن اگر کوئی اور اس کی طرف سے بطورِ خود اپنے مال میں سے تبرعاً ادا کردے، تو تب بھی ادا ہوجاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِسْتَفْتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنَّ أُمِّيْ مَاتَتْ وَعَلَيْهَا نَذْرٌ، فَقَالَ: اَقْضِهِ عَنْهَا (بخاری، رقم الحديث ۲۷۶۱، باب مايستحب لمن توفى فجاء ة ان يتصدقوا عنه وقضاء النذور)

ترجمہ: حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ میری والدہ وفات پاگئی ہیں، اور ان کے ذمہ ایک منَّت تھی (جس کو وہ ادا نہیں کرسکیں تو کیا میں ان کی طرف سے اس کو ادا کرسکتا ہوں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ان کی طرف سے اس منَّت کو ادا کردو(بخاری)

معلوم ہوا کہ فوت شدہ والدین پر جو قرض ودَین اور منت وغیرہ ہو، اس کو ادا کرنا چاہئے۔

خلاصہ یہ کہ والدین کی وفات کے بعد ان کے عہد کو پورا کرنا بھی صلہ رحمی میں داخل ہے، اور عہد پورا کرنے کی مختلف شکلیں ہیں، جن میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی اور صحیح وصیت کو شرعی تقاضوں کے مطابق پورا کرنا وغیرہ جیسی چیزیں داخل ہیں۔

اس لئے فوت شدہ والدین کے حالات کو سامنے رکھ کر درجہ بدرجہ عہد کو پورا کرنا چاہئے، اور اس سلسلہ میں اہلِ علم حضرات کی طرف رجوع کرکے شرعی تقاضوں کو پورا کرنا چاہئے۔

کیونکہ ہر شخص کے حالات دوسرے سے جدا ہوا کرتے ہیں، ان کو سامنے رکھ کر ہی متعین حکم معلوم کیا جاسکتا ہے۔

اصولی اعتبار سے فقہائے کرام نے یہ تفصیل بیان فرمائی ہے کہ مسلمان کے فوت ہونے کے بعد اس کے

Idara Ghufran

ترکہ میں سے سب سے پہلے اس کے کفن دفن کے مسنون طریقہ پر اخراجات پورے کیے جاتے ہیں، پھر کوئی قرض ودَین ہوتو اس کی ادائیگی کی جاتی ہے، اوراس کے بعد اگرکوئی وصیت ہوتو شرعی تقاضوں کے مطابق اس کو پورا کیا جاتا ہے، اوراس کے بعد اگر کچھ مال بچ جائے، تو شرعی اصولوں کے مطابق میراث بنتا ہے، اور وارِثوں میں ان کے مقررہ حصوں کے مطابق تقسیم ہوتا ہے۔

اور اگر کوئی وارث یا دوسرا شخص خوشدلی کے ساتھ اپنے مال سے کفن دفن کے اخراجات اور قرض ودَین کی ادائیگی کردے، تب بھی جائز ہے۔ (جاری ہے......)

﴿بقیہ متعلقہ صفحہ ۳۸ ''تجارت انبیاء وصلحاء کا پیشہ''﴾

وہ میری فلاں زمین بیچ کر دوبارہ بیت المال میں جمع کردیا جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا(کنز العمال فی سنن الاقوال والاعمال: کتاب الخلافۃ مع الامارۃ ،ج۵ص ۶۱۰،رقم الحدیث:۱۴۰۷۷ .دار الفکر بیروت)

اس سے ثابت ہوگیا کہ حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ نے پوری عمر تجارت کو ہی اپنا ذریعہ روزگار بنائے رکھا اور خلافت اور حکومت کو اپنے مال اور جائیداد کے لیے استعمال کرنے کی بجائے خلافت کی مدت میں بھی اسی پیشے کو اپنی ضروریات کے لیے جاری رکھنے کی کوشش کی لیکن بالآخر خلافت کی مشغولیت کی وجہ سے مجبوراً اس کو چھوڑا۔ حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ کی تجارت کا مقصد جہاں اپنی اوراپنے اہل وعیال کی ضروریات کو پورا کرنا تھا، وہاں ایک اہم مقصد یہ تھا کہ اپنے مال سے حضوراقدس ﷺ اور دین کی خدمت کی جائے ،اورایک بڑا مقصد غریب اور نادار لوگوں کی مدد کرنا تھا، چنانچہ آپ نے اپنے مال سے، بہت سے ان غلاموں کوخرید کرآزاد کیا جن کو مسلمان ہونے کی وجہ سے ستایا جاتا تھا۔ (جاری ہے......)

علم کے مینار مفتی محمد امجد حسین

مسلمانوں کے علمی کارناموں وکاوشوں پر مشتمل سلسلہ

عمر خیام ایک عظیم مگر مظلوم فلسفی وریاضی دان (قسط ۱)

''عمر خیام پر آپ نے جو کچھ لکھ دیا ہے اس پر اب کوئی مشرقی یا مغربی (یوروپین) عالم اضافہ نہ کر سکے گا''

یہ تبصرہ شاعرِ مشرق ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم نے عمر خیام کے متعلق سید سلیمان ندوی کے معرکۃ الآراء تحقیقی مقالہ پر کیا، جو 1933ء میں دارالمصنفین اعظم گڈلو سے ''خیام'' کے نام سے ساڑھے پانچ سو صفحات کی کتاب کی صورت میں چھپ کر منظر عام پر آیا، سید صاحب نے یہ مقالہ آل انڈیا اورینٹیل کانفرس منعقدہ دسمبر 1930ء بمقام پٹنہ (انڈیا) میں پڑھا تھا، پاکستان میں اس کا پہلا ایڈیشن اردو اکیڈمی سندھ کراچی کے تحت 1988ء میں شائع ہوا۔ [۱]

اس مقالے میں حکیم عمر خیام کی ذات پر پڑی ہوئی صدیوں کی گرد جھاڑی گئی ہے، اس عظیم مگر مظلوم مسلمان محقق، شہیدِ علم فلسفی، سائنس دان، ہیئت دان، ریاضی دان اور صاحب دل شاعر کے چہرہ زیبا کو عالم آشکارا کیا گیا ہے، شراب وشیشہ جام وصراحی اور مے کدہ وخرابات کی تہمتوں سے آلودہ خیام کی حیات و شخصیت کے گیسوئے برہم کو سنوارا گیا ہے۔

پاکستان میں ''خیام'' کے مطبوعہ ایڈیشن کے فلیپ پر علاء الدین خالد نے کتاب پر تعارفی کلمات میں لکھا ہے:

''غیاث الدین ابوالفتح عمر بن ابراہیم الخیامی'' قرون وسطی کے عظیم ریاضی دان، فلکیات کے

---

[۱] بندہ راقم الحروف کو فارسی لٹریچر اور ادبیات سے شغف وتعلق درسِ نظامی کے پہلے سال سے ہے، جب میں نے شیخ سعدی کی گلستان، بوستان، اور شیخ عطار کی کریما، پندنامہ وغیرہ فارسی کتابیات اپنے والد صاحب سے پڑھیں، میرے والد صاحب کو سکولوں میں بھی اور مدارس میں بھی فارسی پڑھانے کا بڑا وسیع تجربہ رہا ہے، بلکہ اپنے حلقۂ احباب میں وہ فارسی کے ایک مسلم الثبوت استاد کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں، فارسی کے (اشعار) ضرب الامثال، لغت وبلاغت کے نادر نکات ان کے نوکِ زبان رہتے تھے، والد صاحب کی علمی مجلسوں اور تعلیمی اسباق سے میں پہلے پہل خیام سے متعارف ہوا تھا، مجھے اس زمانے میں بڑی تلاش تھی کہ خیام کی رباعیات مجھے کہیں سے مل جائیں، میری یہ آرزو 1993ء میں جب میں درس نظامی کے چوتھے سال میں تھا پوری ہوئی، استاد مکرم حضرت مفتی محمد رضوان صاحب دامت برکاتہم کی ہمراہی میں جامعہ اشرفیہ لاہور کے سالانہ اجتماع میں شرکت کی سعادت حاصل ہوئی، یہ تین دن کا لاہور کا قیام تھا، ایک دن میں انارکلی، اردو بازار کی طرف کتب خانوں میں گیا، مکتبہ سید احمد شہید میں ڈھونڈتے ڈھونڈتے خیام کا یہ نسخہ میرے ہاتھ آیا، نسخہ کیا ہاتھ آیا گویا کوئی بڑا گنجینہ ودفینہ ہاتھ لگ گیا، مجھے بڑی فرحت وطمانیت اس کتاب کو پانے سے حاصل ہوئی تھی، وہی نسخہ اس وقت بھی میرے پیش نظر ہے بحمد اللہ۔ محمد امجد۔

جید عالم، فلسفی، مفکر اور شاعر تھے، شعر گوئی ان کا دلچسپ مشغلہ تھا، لیکن ریاضی، ھیئت، فلسفہ اور حکمت ایسے علوم تھے کہ جن میں انہیں کمال حاصل تھا، ان موضوعات پر انہوں نے بیش بہا خدمات انجام دیں، خیام پر مختلف زبانوں میں کافی کتابیں لکھی گئیں ہیں، جو زیادہ تر دانایانِ فرنگ (مستشرقین) کی کوششوں کا نتیجہ ہیں مگر وہ اس لیے ناکافی ہیں کہ انہوں نے زیادہ تر سنگریزے دکھائے ہیں، ان (خیام) کی تشہیر اس طرح کی گئی ہے کہ ان کے اصلی خدوخال ماند پڑ گئے اور بہتان اس حد تک حاوی ہوگئے کہ آج بھی عمر خیام کا تصور عام آدمی کے ذہن میں ایک رِند اور مخمور (مست، شرابی) کی حیثیت سے صدیوں سے جاگزیں ہے، کس قدر دردناک اور ذلت آمیز حقیقت ہے کہ علم ودانش کا یہ پیکر تعیش کی علامت بن کر رہ گیا۔

خیام سے منسوب رباعیات (قطعات جس میں چار مصرعے ہوتے ہیں) میں بہت سی رباعیات ان کی نہیں ہیں حالانکہ ان میں سے بعض رباعیاں دوسرے شاعروں سے بھی منسوب ہوتی رہی ہیں، مگر شومئی قسمت سب کی سب خیام ہی کے نامۂ اعمال میں درج کردی گئیں، پھر بھی ان کی شاعری میں فلسفے اور حکمت کے موتی بکھرے ہوئے ہیں وہ صدیوں سے اہل ذوق کی توجہ کا مرکز بنے رہے ہیں، خیام نے تقریباً دس کتابیں اور تیس رسالے تصنیف کیے، ان کی زندگی کو تین ادوار میں تقسیم کیا جاسکتا ہے، پہلا دور جب وہ فنون کی طرف متوجہ ہوئے، دوسرا دور جب علوم کی طرف راغب ہوئے، تیسرا دور جب حج بیت اللہ کے بعد گوشہ نشین ہوئے یعنی عبادت الٰہی اور غور وفکر میں وقت گزارنے لگے، ایک دن خیام مغرب کی نماز کے بعد سجدے میں گر پڑے اور گڑگڑائے: ''خدایا میں نے مقدور بھر تجھ کو پہچاننے کی کوشش کی ہے، اب میں تجھ سے مغفرت کا طلب گار ہوں'' یہ کہتے کہتے ان کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کرگئی اور وہ خالقِ حقیقی سے جاملے، عمر خیام پر یہ بیش بہا کتاب (سید سلیمان ندوی کی خیام) حرفِ آخر کا درجہ رکھتی ہے، اس کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ فردوسی (فارسی ادبیات کا عظیم شاعر، شاہنامہ جیسے عظیم وضخیم دیوان کا مصنف جو رزمیہ شاعری کا شاہکار ہے، جس میں ایران کی قدیم تاریخ کو، کسریٰ کی سلطنت کی ہزار سالہ عظمتوں کو، معرکہ آرائیوں اور کشور شائیوں کو منظوم کیا گیا ہے، فردوسی، سلطان محمود غزنوی کا ہم عصر اور عرصہ تک اس کے خوانِ نعمت کا خوشہ چین رہا ہے) کی ہزار سالہ تقریب (1934ء) کے موقعہ پر افغانستان نے ایران کو جو تحائف بھیجے ان میں ایک

تحفہ یہ کتاب ''خیام'' بھی تھی''

نام ونسب اور وطن

نام عمراور والد کا نام ابراہیم تھا، خیّام اور خیاّمی کی نسبت کے ساتھ مشہور ہیں (فارسی لٹریچر میں زیادہ تر خیّام اور کبھی خیاّمی کہلاتا ہے، جبکہ عربی لٹریچر میں خیاّمی ہی لکھا جاتا ہے) اپنی رباعیات میں وہ اپنا تخلص ہی ذکر کرتے ہیں جبکہ ان کی تصنیفات میں ان کے لئے خیامی استعمال ہوتا ہے۔

خیّام عربی میں خیمہ دوز یعنی خیمے سینے بنانے والوں کو کہا جاتا ہے، یہ ان کے خاندانی پیشہ کی طرف نسبت ہے، عام طور پر پیشوں کی نسبت ناموں کے ساتھ استعمال ہوتی تھی جیسے خیاطی (درزی) حدادی (لوہار) وغیرہ، وطن آپ کا ایران کا مردم خیز خطہ نیشاپور تھا۔ [۱]

بعض تذکروں میں بلخ کو وطن قرار دیا گیا ہے، شاید ایک زمانے میں بلخ میں قیام پذیر رہنے کی وجہ سے بلخ و استرآباد کو آپ کا اصلی وطن سمجھ لیا گیا، خیّام کی ایک رباعی میں بھی بلخ کا ذکر ہے:

چوں عمر می رود چہ شیریں وچہ تلخ   پیمانہ چو پر شود چہ بغداد و چہ بلخ
می خور کہ پس از من وتو ایں ماہ بسے   از سلخ بغرۂ آئد واز غرہ بسلخ

مطلب...... جب عمر گزرتی جارہی ہے، زندگی ختم ہورہی ہے، تو کیا خوش عیشی اور کیا فقر وفاقہ اور مصیبت و ناداری؟ زندگی کا جام جب چھلک پڑے گا، پیمانہ عمر لبریز ہوجائے گا (موت آجائے گی) تو کیا بغداد اور کیا بلخ؟ (زندگی کی فرصت کو غنیمت جان کر) خوب بادہ نوشی کر، کہ میرے اور تیرے بعد بھی یہ چاند لگاتار موٹا اور باریک ہوہوکر، طلوع وغروب ہوہوکر مہینوں کو ادلتا بدلتا رہے گا، زمانے کا الٹ پھیر جاری رکھے گا (جاری ہے)

---

[۱] جیسا کہ بیہقی نے ذکر کیا ہے، ''عمر الخیامی النیسابوری الآباء والبلاد'' کہ عمر خیام جدی پشتی نیشاپوری تھا (دیکھئے خیّام ص۸۰)

تذکرۂ اولیاء (تذکرہ مولانا رومی کا: قسط۲۰) مفتی محمد امجد حسین

اولیاءِ کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

اقبال ورومی

مریدِ ہندی

کس طرح قابو میں آئے آب وگل　　کس طرح بیدار ہو سینے میں دل؟

پیرِ رومی

بندہ باش وبرزمین او چوں سمند　　چوں جنازہ نے کہ بہ گردن برند

مطلب...... زمین پر سیماب صفت زندگی گزار، جو ہمت وخودداری، غیرت اور وفاداری سے بھرپور ہو، زندگی کے کاندھوں پر میت کی طرح سوار ہو کر اور بوجھ بن کر جینا کیا جینا ہے؟

توضیح...... زندگی ایک امتحان ہے، اچھے برے حالات، خوشی، غمی، رنج وراحت، فراخی وتنگ دستی اسی امتحان کے مختلف مراحل اور نشیب وفراز ہیں، کامیاب انسان، اچھا مسلمان وہ ہے جو زندگی کے کاندھے پر بوجھ اور بے جان لاش بن کر موت سے بدتر زندگی نہ گزارے، ایمان ویقین کی چنگاری اندر دبی ہوئی ہو، اولوالعزمی اور حوصلہ مندی کے جوہر موجود ہوں، اور عشق ومحبت کا شعلہ روشن وشررفشاں ہو تو حالات کے خونی منظر میں بھی راہرووں کے لیے چلنے کے نہایت روشن راستے موجود ہوتے ہیں، بلکہ عزیمت کی داستانیں رقم کرنے کے مواقع ایسے ہی حالات میں زیادہ نمایاں ہوتے ہیں ؎

جس دور میں جینا مشکل ہو اس دور میں جینا لازم ہے

راہِ وفا میں ہر سو کانٹے دھوپ زیادہ سائے کم　　مگر اس راہ پہ چلنے والے خوش ہی رہے پچھتائے کم

روحِ امم کی حیات کشمکشِ انقلاب　　نہ ہو جس میں انقلاب موت ہے وہ زندگی

وہی جہاں ہے ترا جس کو تو کرے پیدا　　یہ سنگ وخشت نہیں جو تری نگاہ میں ہے

مریدِ ہندی

سرِّ دیں ادراک میں آتا نہیں　　کس طرح آئے قیامت کا یقیں

Idara Ghufran

پیرِ رومی

پس قیامت شو قیامت را بہ بیں
دیدن ہر چیز را شرط است ایں

مطلب...... قیامت بن جاتا کہ قیامت کی حقیقت دیکھ لے، ہر ان دیکھی چیز کو مشاہدہ کرنے کا یہی طریقہ ہے (کہ زندگی میں اپنے اوپر وہی حال طاری کر)

توضیح...... دین کے احکام عالمِ غیب کے اسرار ہیں اوران احکام کوانسان کی روح کی سعادت مندی وترقی میں بڑادخل ہے، ان احکام کے فوائداور مقاصد سے روشناس ہونے کے لیےاورروح جوانسان کی اصل ہے،اس پر پڑنے والے اس کے مثبت اور بہترین اثرات سے مستفید و بہرہ مند ہونے کے لیےضرورت اس امرکی ہوتی ہے کہ عقلی گھوڑے دوڑانے کے بجائے غیر مشروط طور پر آنکھیں بند کر کے ان شرعی احکام پہ عمل پیرا ہوا جائے ، یہ کچھ کرنے سے روح پاک ہوجاتی ہے، ضمیر روشن ہوجاتا ہے، عالم غیب اور عالم ملکوت سے مناسبت ومانوسیت پیدا ہوجاتی ہے،اور سارے دینی حقائق عقلی فلسفوں اورلن ترانیوں کے بغیر ہی عمل کرنے والے ہر عالم وعامی کو سمجھ آجاتے ہیں، یہ ہے نظر کا مقام، جہاں خبر کی ضرورت نہیں رہتی،اور خبر یعنی عقلی مباحث یہ چیزیں سمجھا بھی کیسے سکتے ہیں، یہ تو ذوقی کیفیات اور وجدان وشعور کے انکشافات ہوتے ہیں،لیکن منافق آدمی، کام چور آدمی، مادہ پرست اور عقلِ محض کا پرستار آدمی چاہتا ہے کہ میں نفس پرستی اور خواہش پرستی اور سفلی جذبات کی تسکین پر مبنی زندگی سے ایک لمحے کے لیے دست بردار نہ ہوں، لیکن عقلی قیل وقال کے زور پر منطقی اندازِ بحث کے زور پر مجھ پر سب غیبی حقائق واضح ہوجائیں، وجدان اور ذوقی امور بھی عقلی لن ترانیوں سے حل ہوجائیں، یہ خلافِ فطرت طریقہ ہے، سفاہت وحماقت پر مبنی سوچ ہے۔ مولانا مثال دیتے ہیں کہ قیامت کا مسئلہ سمجھنا ہوتو اللہ کا خلیفہ بن کر فطرت کے مقاصد کا نگہبان بن کر، زمین کے طاغوتوں، شرکی قوتوں کے لیے یوم الحساب بن جاؤ، اپنی ذات وکائنات میں برائی وشر کے مظاہر کے محاسب ونگران بن جاؤ، روزِ جزاء وقیامت کا مسئلہ جو قانونِ مکافاتِ عمل کا سب سے بڑا مظہر ہے، عقلی لن ترانیوں کے بغیر ہی سمجھ آجائے گا۔

مریدِ ہندی

آسماں میں راہ کرتی ہے خودی
صید مہر و ماہ کرتی ہے خودی

بے حضور و بافروغ و بے فراغ
اپنے نخچیروں کے ہاتھوں داغ داغ

پیرِ رومی

آں کہ ارزد صید را عشق است و بس — لیکن او کہ گنجد اندر دام کس

مطلب...... ہر چیز کو شکار کرنے والا تو عشق ہے، وہ کسی کے دام میں کیوں آئے۔

توضیح...... اقبال کا تصور خودی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور شریعت کی مکمل اطاعت کی بنیادوں پر استوار ہے، آپ کے فارسی کلام میں اس کی تفصیلات موجود ہیں، شریعت کی صحیح معنوں میں اطاعت سے ہی روح میں بالیدگی و صفائی، قلب میں روشنی و سوزش، وجدان و شعور میں لطافت و بلند ہمتی، جذبات میں اولوالعزمی اور حمیت و خودداری پیدا ہوتی ہے، لیکن جب شریعت کی مسلمان اطاعت ہی نہ کرے، چند بے روح رسوم اور ظاہری اعمال (اور وہ بھی کئی دفعہ بدعات و خرافات میں لتھڑے ہوئے) دین و مذہب کے نام پر، اس کی دینداری کی کل جمع پونجی ہوں، تو پھر دین کے ثمرات، حلاوت ایمانی، اللہ کی تائید و نصرت اسے کیوں کر حاصل ہوسکتی ہے؟ نتیجہ یہ کہ مسلمانی کی ساری تعلیمات بھی کتابوں میں موجود، مسلمان بھی کروڑوں کی تعداد میں زمین کے اوپر موجود، لیکن تسخیر کائنات اور زمین پر آسمانی تائیدات و برکات جن کا یہ دین ضامن ہے (اور صدر اسلام کے مسلمانوں کے دور کے یہ مقاصد حاصل بھی ہوئے) وہ آج حاصل نہیں، کیونکہ ع

مسلماناں در زمین، مسلمانی در کتاب

منزل دہر سے اونٹوں کے حدی خواں گئے — اپنی بغلوں میں دبائے ہوئے قرآن گئے

(جاری ہے......)

﴿بقیہ متعلقہ صفحہ ۹۵ ''اخبارِ عالم''﴾

14 / مارچ: پاکستان: سٹیل ملز، پی آئی اے اور ریلوے تباہ ہوچکے، کیا ملک کو کھنڈر بنانا ہے، چیف جسٹس ☜ 15 / مارچ: پاکستان: وفاقی کابینہ نے قومی موسمیاتی پالیسی فلڈ اطلاعاتی نظام کی منظوری دے دی ☜ 16 / مارچ: افغانستان: طالبان نے امریکہ سے مذاکرات معطل کردیئے، امریکی فوج دیہات سے نکل جائے، کرزئی ☜ 17 / مارچ: پاکستان: بھارت کے فوجی بجٹ میں 17 فیصد اضافہ، 40 ارب ڈالر مختص ☜ 18 / مارچ: پاکستان: چین کے تعاون سے 110 میگاواٹ کا تونسہ ہائیڈل پلانٹ لگایا جائے گا، شہباز شریف ☜ 19 / مارچ: پاکستان: اسلامی نظریاتی کونسل کی 95 ہزار سفارشات پر عمل نہیں ہوا، 70 رپورٹس بھی فائلوں میں دب گئیں، کسی کو ایجنڈے کا حصہ تک نہ بنایا جاسکا ☜ 20 / مارچ: پاکستان: نئے ائر چیف طاہر رفیق بٹ، ڈی جی آئی ایس آئی جنرل ظہیر الاسلام نے چارج سنبھال لیا۔

سونے کی، خواب میں ڈر جانے کی، اور نیند سے بیدار ہونے کی دعائیں

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو اپنے بستر پر تشریف لے جاتے، تو اپنے ہاتھ کو اپنے رخسار کے نیچے رکھتے، پھر یہ دعا کرتے کہ:

اَللّٰھُمَّ بِاسْمِکَ أَمُوْتُ وَأَحْیَا.

اے اللہ آپ کے نام سے ہی میں فوت ہوتا ہوں اور زندہ ہوتا ہوں۔

اور جب نیند سے بیدار ہوتے تو یہ کہتے کہ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْٓ أَحْیَانَا بَعْدَ مَآ أَمَاتَنَا وَإِلَیْہِ النُّشُوْرُ.

ترجمہ: تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے ہمیں ہمارے مرجانے کے بعد زندہ کیا، اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے (بخاری، باب وضع الید الیمنی تحت الخد الأیمن)

اور حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد اور دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی نیند میں ڈر جائے تو اُسے یہ کہنا چاہئے، اس کی برکت سے اُسے ہرگز بھی کوئی نقصان نہیں پہنچے گا، وہ دعا یہ ہے کہ:

أَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِہٖ وَعِقَابِہٖ وَشَرِّ عِبَادِہٖ وَمِنْ ھَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ وَأَنْ یَّحْضُرُوْنِ.

ترجمہ: میں اللہ کے مکمل کلمات کی پناہ حاصل کرتا ہوں، اُس کے غصہ سے اور اس کی سزا سے، اور اس کے بندوں کے شر سے، اور شیطانوں کی چھیڑ چھاڑ سے، اور اس بات سے کہ وہ میرے پاس حاضر ہوں (ترمذی، رقم الحدیث ۳۵۲۸، ابواب الدعوات)

Idara Ghufran

رات کو بستر پر لیٹتے اور سوتے وقت کی مسنون دعائیں

حضرت انماری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کو بستر پر تشریف لاتے تو یہ دعا کرتے کہ:

بِسْمِ اللّٰہِ وَضَعْتُ جَنْبِیْ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ ذَنْبِیْ وَأَخْسِءْ شَیْطَانِیْ وَفُکَّ رِھَانِیْ وَثَقِّلْ مِیْزَانِیْ وَاجْعَلْنِیْ فِی النَّدِیِّ الْأَعْلٰی.

ترجمہ: اللہ کے نام کے ساتھ میں نے اپنا پہلو رکھا، اے اللہ! میرے گناہ بخش دیجیے اور میرے شیطان کو دُور کر دیجیے اور میرے رہن کو چھڑا دیجیے اور میرے اعمال نامے کو وزنی فرما دیجئے، اور میرا بلند مجلس (میں درجہ) رکھ دیجئے (شرح مشکل الآثار، رقم الحدیث ۱۱۲)

اور حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ جب وہ اپنے بستر پر لیٹنے کا ارادہ کرے تو وہ یہ کہے، پھر اگر وہ آدمی فوت ہو گیا تو فطرت (یعنی توحید و ایمان) پر فوت ہوگا، وہ دعا یہ ہے کہ:

اَللّٰھُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِیْ إِلَیْکَ، وَوَجَّھْتُ وَجْھِیْ إِلَیْکَ، وَأَلْجَأْتُ ظَھْرِیْ إِلَیْکَ، وَفَوَّضْتُ أَمْرِیْ إِلَیْکَ، رَغْبَۃً وَّرَھْبَۃً إِلَیْکَ، لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْکَ إِلَّا إِلَیْکَ، آمَنْتُ بِکِتَابِکَ الَّذِیْ أَنْزَلْتَ، وَبِرَسُوْلِکَ الَّذِیْ أَرْسَلْتَ.

ترجمہ: اے اللہ میں نے اپنی جان آپ کے حوالے کی، اور میں نے اپنے چہرے کو آپ کی طرف متوجہ کیا اور میں نے آپ پر بھروسہ کیا، اور میں نے اپنا معاملہ رغبت اور خوف سے آپ کے حوالہ کیا، پناہ اور نجات کی جگہ آپ کے علاوہ کہیں نہیں، میں آپ کی نازل کی ہوئی کتاب پر ایمان لایا اور آپ کے بھیجے ہوئے رسول پر ایمان لایا (مسلم، باب مایقول عندالنوم وأخذ المضجع)

Idara Ghufran

نیند نہ آئے تو یہ دعا پڑھیے

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہیں بے خوابی (اور نیند نہ آنے کی بیماری) لاحق ہوگئی تھی، تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی یہ بیماری عرض کی۔

رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں آپ کو ایسے کلمات سکھاتا ہوں کہ جب آپ وہ کہیں گے، تو (سکون کے ساتھ) سو جائیں گے، یہ کہا کریں کہ:

اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَمَا أَظَلَّتْ وَرَبَّ الْأَرَضِيْنَ السَّبْعِ وَمَا أَقَلَّتْ وَرَبَّ الشَّيَاطِيْنِ وَمَا أَضَلَّتْ كُنْ لِّيْ جَارًا مِّنْ شَرِّ خَلْقِكَ جَمِيْعًا؛ أَنْ يُّفْرِطَ عَلَيَّ أَحَدٌ مِّنْهُمْ أَوْ أَنْ يَّطْغٰى عَزَّ جَارُكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ.

ترجمہ: اے اللہ! آپ ہی ساتوں آسمانوں کے اور ان چیزوں کے جن پر ان آسمانوں کا سایہ ہے، پالنے والے ہیں، اور آپ ہی ساتوں زمینوں کے اور ان چیزوں کے جن کو ان زمینوں نے اُٹھایا ہوا ہے، پالنے والے ہیں، اور آپ ہی شیطانوں کے اور ان چیزوں کے جن کو ان شیطانوں نے گمراہ کیا ہے، پالنے والے ہیں، اپنی تمام مخلوق کی بُرائی سے کہ اُن میں سے کوئی مجھ پر ظلم کرے، یا کوئی زیادتی کرے، آپ ہی میری نگہبانی فرمائیے، آپ کا پناہ دیا ہوا محفوظ ہے، اور آپ کے علاوہ کوئی معبود نہیں (المعجم الصغیر للطبرانی، رقم الحدیث۹۸۴)

اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی کمزوری اور کم وقعتی کا اعتراف

حضرت عبداللہ بن جعفر سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ یہ دعا پڑھی کہ:

اَللّٰهُمَّ إِلَيْکَ أَشْکُوْ ضَعْفَ قُوَّتِيْ، وَقِلَّةَ حِيْلَتِيْ، وَهَوَانِيْ عَلَى النَّاسِ أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ، أَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ، إِلٰى مَنْ تَکِلُنِيْ؟ إِلٰى عَدُوٍّ يَتَجَهَّمُنِيْ، أَمْ إِلٰى قَرِيْبٍ مَلَّکْتَهٗ أَمْرِيْ، إِنْ لَّمْ تَکُنْ غَضْبَانًا عَلَيَّ، فَلاَ أُبَالِيْ، إِنَّ عَافِيَتَکَ أَوْسَعُ لِيْ، أَعُوْذُ بِنُوْرِ وَجْهِکَ الَّذِيْ أَشْرَقَتْ لَهُ الظُّلُمَاتُ، وَصَلَحَ عَلَيْهِ أَمْرُ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ أَنْ تُنْزِلَ بِيْ غَضَبَکَ، أَوْ تُحِلَّ عَلَيَّ سَخَطَکَ، لَکَ الْعُتْبٰى حَتّٰى تَرْضٰى، لَا قُوَّةَ إِلَّا بِکَ.

ترجمہ: یا اللہ! میں آپ سے ہی اپنی طاقت کے کمزور ہونے اور اپنی تدبیر کے ناقص ہونے اور لوگوں کی نظروں میں اپنی کم وقعتی کی شکایت کرتا ہوں، آپ ہی ارحم الراحمین! ہیں، آپ مجھے کس کے حوالے کررہے ہیں؟ کسی دشمن کے جو مجھ پر سینہ زوری کرے، یا کسی عزیز کے جو میرے ہر کام کا مالک بن جائے، اگر آپ مجھ سے ناراض نہ ہوں تو پھر مجھے (ان لوگوں کی) کوئی پرواہ نہیں، کیونکہ آپ کی عافیت میرے لئے کافی ہے۔ میں آپ کی ذات کے نور کے ذریعے سے اس بات سے آپ کی پناہ حاصل کرتا ہوں، جس نور سے آسمان اور زمین روشن ہیں، اور دنیا اور آخرت کے کام اُسی پر درست (چل رہے) ہیں کہ آپ مجھ پر اپنا غضب (اور غصہ) نازل کریں، یا آپ مجھ سے ناراض ہوں، آخری دَم تک آپ ہی کی رضامندی حاصل کرنی ہے، ساری قوت (اور طاقت) آپ ہی کے پاس ہے (المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث ۱۸۱؛ والدعاء للطبرانی)

پیارے بچو! بنتِ فاطمہ

ایمان دار کسان

پیارے بچو! آج ہم تمہیں ایک اچھے مسلمان بادشاہ اور ایک ایمان دار کسان کا واقعہ سناتے ہیں۔

پُرانے زمانے کی بات ہے کہ مسلمانوں کے کسی ملک میں بہت امن وسکون تھا، ہر طرف خوشحالی نظر آتی تھی، جس کی وجہ سے وہ ملک دن بدن ترقی کر رہا تھا...... اس ملک کا بادشاہ بہت نیک تھا، اور اس کو اپنی عوام کی بہت فکر تھی، دن کے وقت بادشاہ حکومت کے کاموں میں مصروف رہتا، اور رات کے وقت بھیس بدل کر عام لوگوں سے ملتا اور اُن کے حالات دیکھتا...... ایک رات بادشاہ بھیس بدل کر ایک آدمی کے گھر پہنچا، اور اس کے گھر جا کر دروازے پر دستک دی، یہ گھر دراصل کھیتی باڑی کرنے والے ایک غریب کسان کا تھا، جو دن بھر اپنے کھیت میں کام کرتا، اور محنت مزدوری کر کے اپنے گھر والوں کی روزی کا انتظام کرتا تھا، وہ بہت خوش اخلاق اور مہمان نواز آدمی تھا...... جب رات کے وقت اس کسان کے دروازے پر دستک ہوئی تو اس نے خوشی خوشی دروازہ کھولا، اور بادشاہ کو ایک مسافر سمجھ کر شوق سے اپنے گھر کے اندر لے گیا، گھر میں جو اچھا کھانا تھا، وہ کھلایا، اور خوب خاطر تواضع کی، بادشاہ اس آدمی سے بہت خوش اور متأثر ہوا، اس آدمی نے بادشاہ کو بستر دے کر چارپائی پر سُلا دیا...... جب صبح ہوئی تو کسان نے ناشتہ لا کر بادشاہ سے کہا کہ اگر کسی اور چیز کی ضرورت ہو تو ضرور بتلائیے...... بادشاہ دیکھ چکا تھا کہ اس کسان کے گھر کے ساتھ انگوروں کا ایک بہت اچھا باغ ہے، بادشاہ نے سوچا کہ اس آدمی نے اتنی مہمان نوازی کی، لیکن اس باغ کے انگور نہیں کھلائے...... بادشاہ نے کہا کہ مجھے انگور بہت پسند ہیں، اگر ہو سکے تو انگور منگوا لیجیے...... کسان نے اپنے بیٹے سے کہا کہ فلاں آدمی کے پاس جاؤ، اُس کو میرا سلام کہنا، اور کہنا کہ تھوڑے سے اچھے والے انگور اُدھار دے دیجئے...... بادشاہ نے حیرت سے کسان سے پوچھا کہ آپ نے اپنے باغ کے انگور کیوں نہیں منگوائے؟ کسان نے جواب دیا کہ ابھی تک میں نے اس کی زکاۃ نہیں دی، اس لئے میں نے ابھی تک اپنے اس انگور کے باغ کا پھل نہیں توڑا...... بادشاہ غریب کسان کے جواب سے بہت خوش ہوا، اور اس نے سوچا کہ ہمارے ملک میں سکون اور خوشحالی ایسے ہی ایمان دار کسانوں کی وجہ سے ہے۔

بچو! ہم بھی اگر یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے ملک میں خوشحالی آئے، ہمارا ملک ترقی کرے اور ہمارے ملک کے اندر امن اور سکون پیدا ہو، تو ہمیں بھی ایمان دار بننا چاہئے۔

بزمِ خواتین

مفتی محمد یونس

خواتین سے متعلق بنیادی شرعی احکام اور اصلاحی مضامین کا سلسلہ

عدت کے احکام (قسط۲)

معزز خواتین! شوہر کی وفات ہوجائے یا شوہر کی طرف سے طلاق ہوجائے تو کتنی مدت تک عدت گزارنا عورت پر لازم ہوتا ہے، اس کی تفصیل قرآنی آیات کی روشنی میں اس مضمون کی گزشتہ قسط میں بیان کی گئی تھی، اب اس تفصیل کو اجمالاً بطورِ خلاصہ کے پیش کیا جارہا ہے تاکہ یاد رکھنے میں آسانی رہے۔

طلاق کی بعض صورتوں میں عورت پر کوئی عدت لازم نہیں ہوتی، چنانچہ اگر کسی خاتون کو نکاح کے بعد شوہر سے حقِ زوجیت اور مخصوص تنہائی (خلوتِ صحیحہ)[1] کی نوبت آنے سے پہلے ہی طلاق ہوجائے تو اس پر کوئی عدت لازم نہیں ہوتی۔

پھر جن صورتوں میں عورت پر عدتِ طلاق یا عدتِ وفات لازم ہوتی ہے ان میں عورت کی حالت کے پیشِ نظر عدت کی تعیین ہوتی ہے۔ وہ مختلف صورتیں درج ذیل ہیں:

(۱) اگر طلاق کے وقت یا شوہر کی وفات کے وقت عورت امید سے ہو (یعنی حاملہ ہو) تو اس کی عدت بچہ پیدا ہونے تک ہوگی خواہ بچہ جلد پیدا ہوجائے یا دیر سے۔

(۲) اگر غیر حاملہ عورت کو طلاق ہوجائے اور اسے حیض آتا ہو یعنی وہ حیض سے مایوس نہ ہوئی ہو، تو اس کی عدت تین حیض ہوگی۔

(۳) اگر غیر حاملہ عورت کو طلاق ہوجائے اور اسے حیض نہ آتا ہو یعنی وہ حیض سے مایوس ہوچکی ہو جسے علمی زبان میں آئسہ کہا جاتا ہے تو اس کی عدت تین مہینے ہوگی۔ آئسہ عورتیں دو قسم کی ہوتی ہیں:

ایک وہ عورت جس کو شروع سے ہی بالکل حیض نہ آیا ہو ایسی عورت تیس (۳۰) سال کی عمر ہوجانے پر آئسہ شمار ہوتی ہے۔

دوسری وہ عورت جس کو کچھ عمر تک حیض آنے کے بعد بالکل بند ہوگیا ہو ایسی عورت پچپن (۵۵) سال کی عمر ہوجانے پر آئسہ شمار ہوتی ہے۔

---

[1] خلوتِ صحیحہ کی تفصیل گزشتہ قسط میں ملاحظہ کرلی جائے۔

Idara Ghufran

دونوں طرح کی آئسہ (یعنی حیض سے مایوس) خواتین کو اگر غیر حاملہ ہونے کی حالت میں طلاق ہو جائے تو ان کی عدت تین مہینے ہوگی، مگر دوسری قسم کی آئسہ خاتون میں یہ شرط ہے کہ کم از کم چھ ماہ سے اس کا حیض بند ہو، البتہ یہ چھ ماہ کی مدت پچپن سال کی عمر پوری ہونے سے پہلے گزر چکی ہو تو وہ بھی معتبر ہے، یعنی اس صورت میں پچپن سال پورے ہونے کے بعد تین ماہ گزرنے پر عدت پوری ہو جائے گی۔

دونوں قسم کی آئسہ خواتین کو اگر عدتِ طلاق کے تین ماہ پورے ہونے سے پہلے حیض جاری ہو جائے تو انہیں نئے سرے سے تین حیض شمار کر کے عدت پوری کرنی ہوگی۔

اگر کسی عورت کو مذکورہ تفصیل کے مطابق آئسہ ہونے سے پہلے عدتِ طلاق کی نوبت آ جائے، اور اسے حیض نہ آتا ہو، تو اولاً کسی علاج کے ذریعے حیض جاری کر کے تین حیض عدت پوری کرے، اور اگر کسی علاج کے ذریعے بھی حیض جاری نہ ہو تو مجبوری کی صورت میں کسی مالکی مسلک کے قاضی سے ایک سال کی عدت کا فیصلہ کرایا جائے اگر مالکی مسلک کا قاضی میسر نہ ہو اور مجبوری شدید ہو تو قاضی کے فیصلے کے بغیر بھی ایک سال کی عدت کا فتویٰ دیا جا سکتا ہے (ایسی صورت میں علماء سے فتویٰ لے کر عمل کیا جائے) (تفصیل اور دلائل کے لیے ملاحظہ ہو احسن الفتاویٰ ج ۵ ص ۴۳۵)

(۴) جس عورت کا شوہر فوت ہو جائے اور وہ امید سے نہ ہو (یعنی حاملہ نہ ہو) تو اس کی عدت چار مہینے دس دن ہے۔

بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ شوہر نے عورت کو طلاق دی اور ابھی اس کی عدتِ طلاق چل رہی تھی کہ اس دوران ہی شوہر کا انتقال ہو گیا تو اب ایسی صورت میں یہ خاتون اپنی وہی عدتِ طلاق جو چل رہی تھی وہی پوری کرے گی یا اس پر وفات والی عدت لازم ہو جائیگی اس کی تفصیل اور متعلقہ مسائل درج ذیل ہیں:

جس عورت کو شوہر نے کسی بھی قسم کی طلاق دی ہو، یا خلع ہوا ہو، یا کسی اور طرح سے نکاح ٹوٹ گیا ہو، اور عدتِ طلاق ختم ہو جانے کے بعد اس سابق شوہر کا انتقال ہو جائے، تو اب موت کی وجہ سے عورت پر عدتِ وفات واجب نہیں (شامی ۲/۸۳۳، بحوالہ احکامِ میت)

اور اگر شوہر کا انتقال عدت طلاق ختم ہونے سے پہلے ہو گیا، تو اس کی مندرجہ ذیل صورتیں ہیں:

(۱) اگر شوہر نے رجعی طلاق دی تھی، [1] خواہ اپنی بیماری میں دی ہو، یا تندرستی میں، اور عدتِ طلاق پوری

---

[1] رجعی طلاق سے مراد وہ طلاق ہے، جس میں طلاق کے بعد عدت پوری ہونے سے پہلے تک شوہر کو شرعاً رجوع کرنے کا حق حاصل ہوتا ہے، اور فقط شوہر کے رجوع کرنے سے نکاح بحال ہو جاتا ہے، خواہ بیوی راضی ہو یا نہ ہو۔

ہونے سے پہلے ہی شوہر کا انتقال ہوگیا، تو ایسی صورت میں یہ مطلقہ بیوہ خاتون شوہر کی وفات کے وقت سے عدتِ وفات (چار مہینے دس دن) گزارے گی (حوالۂ بالا)

(۲) اگر شوہر نے تندرستی کی حالت میں بائن طلاق دی، [1] تو خواہ طلاق عورت کی مرضی سے دی ہو یا مرضی کے بغیر، پھر عدتِ طلاق ختم ہونے سے پہلے شوہر کا انتقال ہوگیا، تو اب عورت صرف عدتِ طلاق ہی جتنی باقی رہ گئی ہو، وہی پوری کرے گی، عدتِ وفات نہیں گزارے گی، بقیہ عدتِ طلاق پوری ہونے پر عورت کا سابق شوہر سے تعلق بالکلیہ ختم ہوجائے گا (شامی حوالۂ بالا)

(۳) اگر شوہر نے مرض الموت [2] کی حالت میں بیوی کی رضامندی سے اسے بائن طلاق دی، تو اس صورت میں بھی وہی حکم ہے جو اوپر نمبر۲ میں بیان ہوا ہے کہ عورت صرف عدتِ طلاق ہی جتنی رہ گئی ہو وہی پوری کرے گی، عدتِ وفات نہیں گزارے گی (شامی وہدایہ)

(۴) اگر شوہر نے مرض الموت کی حالت میں عورت کی مرضی کے بغیر اسے بائن طلاق دی تھی تو اس صورت میں دیکھا جائے کہ طلاق کی عدت پوری ہونے میں زیادہ دن لگیں گے یا موت کی عدت پوری ہونے میں؟ جس عدت میں زیادہ دن لگیں، عورت وہ عدت پوری کرے گی، اور اسے علمی زبان میں ''ابعدالاجلین'' کہا جاتا ہے (شامی) (جاری ہے......)

---

[1] بائن طلاق سے مراد ایسی طلاق ہے، جس کے بعد دورانِ عدت بھی شوہر کو رجوع کا حق حاصل نہیں ہوتا، بلکہ بیوی کی رضامندی سے نئے حق مہر کے ساتھ تجدید نکاح ضروری ہوتا ہے۔

[2] مرض الموت سے مراد ایسی حالت ہے کہ بیماری یا کسی اور وجہ سے فرد کی ہلاکت یقینی ہو، اور وہ گھر سے باہر نکل کر اپنی ضروریات پوری کرنے سے قاصر ہو (قاموس الفقہ ج۵ ص۷۹)

صفحات: 368 القاسم اکیڈمی کی تازہ تاریخی پیشکش قیمت: -/350 روپے

تذکرہ وسوانح اور آثار وافکار **محمد منصور الزمان صدیقی**

تالیف: مولانا عبدالقیوم حقانی

علمی ودینی، قومی وملی، تبلیغی واصلاحی، ادبی واشاعتی اور رفاہی خدمات کے حوالے سے ایک بے نام اور گمنام ''بزرگ کارکن'' کی سبق آموز داستانِ حیات

القاسم اکیڈمی: جامعہ ابوہریرہ، خالق آباد، نوشہرہ۔ کے پی

آپ کے دینی مسائل کا حل ادارہ

نصاب سے زائد مخصوص مقدار کے زکاۃ سے عفو ہونے کی تحقیق

بعض اہلِ علم حضرات کی طرف سے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے اُس قول کو ذکر کیا گیا، جس کی رُو سے زکاۃ کے نصاب پر مخصوص مقدار کی زیادتی کی صورت میں زکاۃ کے عفو ہونے کا حکم مذکور ہے، مگر متاخرین ومعاصرین کی کتب میں علی الاطلاق وعلی الحساب زکاۃ کے چالیسواں حصہ واجب ہونے کا حکم لکھا گیا ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟ جس کے جواب میں درجِ ذیل مضمون تحریر کیا گیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور جمہور فقہائے کرام کا اس بارے میں اتفاق ہے کہ چاندی کی زکاۃ کا نصاب دوسو درہم (یعنی ساڑھے باون تولہ) اور سونے کی زکاۃ کا نصاب بیس مثقال (یعنی ساڑھے سات تولہ) ہے، جس میں ڈھائی فیصد یا چالیسواں حصہ زکاۃ کی ادائیگی کے لئے متعین ہے۔

البتہ اس بارے میں اختلاف ہے کہ مذکورہ نصاب سے زائد ہونے کی صورت میں بھی حسبِ حساب کل کا ڈھائی فیصد یا چالیسواں حصہ واجب ہے، یا پھر نصاب سے زائد کوئی مقدار ایسی ہے کہ جو زکاۃ سے عفو ہو۔

جمہور فقہائے کرام بشمول صاحبین رحمہم اللہ اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ایک روایت کے مطابق نصاب سے زائد ہونے کی صورت میں علی الاطلاق حسبِ حساب زکاۃ کو واجب قرار دیتے ہیں؛ جبکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی ظاہر الروایت کے مطابق نصاب سے زائد خُمسِ نصاب سے نیچے نیچے کی مقدار عفو ہے، اور خُمسِ نصاب کی صورت میں زکاۃ واجب ہے، چنانچہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک چاندی کے اندر (دوسو درہم پورے ہونے کے بعد) چالیس درہم سے کم میں اور سونے کے اندر (بیس مثقال یا بیس دینار پورے ہونے کے بعد) چار مثقال یا چار دینار سے کم میں کچھ واجب نہیں، اور چالیس درہم اور اسی طرح چار مثقال یا چار دینار میں ایک درہم واجب ہے، اور اس کے بعد اگلے خُمس کے پورا ہونے تک صرف ایک ہی درہم واجب ہے، اور دوسرا خُمس پورا ہونے پر (یعنی چاندی میں اسّی درہم اور سونے میں آٹھ مثقال یا آٹھ دینار ہونے پر) دو درہم واجب ہیں، وھلم جرّا.

اور اس مسئلہ کو فقہائے کرام نے ''مسئلۂ کسور'' کے نام سے موسوم کیا ہے۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک مثقال یا ایک دینار دس درہم کی قیمت کے برابر شمار ہوتا تھا، اس حیثیت سے چار دینار یا چار مثقال چالیس درہم کے قائم مقام ہوئے۔ ۱؎

۱؎ ثُمَّ إِذا زَاد الذَّهَب أَو الْفضة على النّصاب اخْتلفُوا فِيهِ .فَقَالَ مَالك وَاللَّيْث وَالثَّوْرى وَالشَّافِعِيّ وَابْن أبى ليلى وَأَبُو يُوسُف وَمُحَمّد وَعَامة أهل الحَدِيث :إِن فِيمَا زَاد من الذَّهَب وَالْفِضَّة ربع الْعشر فِي قَلِيله وَكَثِيره وَلَا وقص، وَرُوِىَ ذَلِك عَن عَليّ وَابْن عمر، رَضِي الله تَعَالَى عَنْهُم .وَقَالَ أَبُو حنيفَة وَبَعض السّلف :لَا شَيْء فِيمَا زَاد على مِائَتى دِرْهَم حَتَّى يبلغ أَرْبَعِينَ درهما وَلَا فِيمَا زَاد على عشْرين دِينَارا حَتَّى يبلغ أَرْبَعَة دَنَانِير، فَإِذا زَادَت فَفِي كل أَرْبَعِينَ درهما دِرْهَم، وَفِي كل أَرْبَعَة دَنَانِير دِرْهَم، فَجعل لَهما وقصا كالماشية (عمدة القارى، ج۸، ص ۲۵۹، كتاب الزكاة، بابٌ مَا أُدِّىَ زَكَاتُهُ فَلَيْسَ بِكَنْزٍ)

(وَفِي كُلِّ خُمُسٍ) بِضَمِّ الْخَاءِ (بِحِسَابِهِ) فَفِي كُلِّ أَرْبَعِينَ دِرْهَمًا دِرْهَمٌ، وَفِي كُلِّ أَرْبَعَةِ مَثَاقِيلَ قِيرَاطَانِ، وَمَا بَيْنَ الْخُمُسِ إلَى الْخُمُسِ عَفْوٌ .وَقَالَا :مَا زَادَ بِحِسَابِهِ،وَهِيَ مَسْأَلَةُ الْكُسُورِ (الدر المختار)

وَفِي الْهِدَايَةِ كُلُّ دِينَارٍ عَشَرَةُ دَرَاهِمَ فِي الشَّرْعِ .قَالَ فِي الْفَتْحِ :أَيْ يُقَوَّمُ فِي الشَّرْعِ بِعَشَرَةٍ كَذَا كَانَ فِي الِابْتِدَاءِ (قَوْلُهُ :وَفِي كُلِّ خُمُسٍ بِحِسَابِهِ) أَيْ مَا زَادَ عَلَى النِّصَابِ عَفْوٌ إلَى أَنْ يَبْلُغَ خُمُسَ نِصَابٍ، ثُمَّ كُلُّ مَا زَادَ عَلَى الْخُمُسِ عَفْوٌ إلَى أَنْ يَبْلُغَ خُمُسًا آخَرَ (قَوْلُهُ :وَقَالَا مَا زَادَ بِحِسَابِهِ) يَظْهَرُ أَثَرُ الْخِلَافِ فِيمَا لَوْ كَانَ لَهُ مِائَتَانِ وَخَمْسَةُ دَرَاهِمَ مَضَى عَلَيْهَا عَامَانِ .قَالَ الْإِمَامُ :يَلْزَمُهُ عَشَرَةٌ .وَقَالَا :خَمْسَةٌ؛ لِأَنَّهُ وَجَبَ عَلَيْهِ فِي الْعَامِ الْأَوَّلِ خَمْسَةٌ وَثُمُنٌ فَبَقِيَ السَّالِمُ مِنْ الدَّيْنِ فِي الثَّانِي نِصَابٌ إلَّا ثُمُنًا .وَعِنْدَهُ لَا زَكَاةَ فِي الْكُسُورِ فَبَقِيَ النِّصَابُ فِي الثَّانِي كَامِلًا؛ وَفِيمَا إذَا كَانَ لَهُ أَلْفٌ حَالَ عَلَيْهَا ثَلَاثَةُ أَحْوَالٍ كَانَ عَلَيْهِ فِي الثَّانِي أَرْبَعَةٌ وَعِشْرُونَ وَفِي الثَّالِثِ ثَلَاثَةٌ وَعِشْرُونَ عِنْدَهُ .وَقَالَا :يَجِبُ مَعَ الْأَرْبَعَةِ وَالْعِشْرِينَ ثَلَاثَةُ أَثْمَانِ دِرْهَمٍ وَمَعَ الثَّلَاثَةِ وَالْعِشْرِينَ نِصْفُ وَرُبُعُ وَثُمُنُ دِرْهَمٍ، وَلَا خِلَافَ أَنْ يَجِبَ فِي الْأَوَّلِ خَمْسَةٌ وَعِشْرُونَ، كَذَا فِي السِّرَاجِ نَهْرٌ .أَقُولُ :قَوْلُهُ وَثُمُنُ دِرْهَمٍ كَذَا وَجَدْته أَيْضًا فِي السِّرَاجِ وَصَوَابُهُ وَثُمُنُ ثُمُنِ دِرْهَمٍ كَمَا لَا يَخْفَى عَلَى الْحَاسِبِ .(تَنْبِيهٌ) يَظْهَرُ أَثَرُ الْخِلَافِ أَيْضًا فِيمَا ذَكَرَهُ فِي الْبَحْرِ وَالنَّهْرِ عَنْ الْمُحِيطِ مِنْ أَنَّهُ لَا تُضَمُّ إحْدَى الزِّيَادَتَيْنِ إلَى الْأُخْرَى :أَيْ الزِّيَادَةُ عَلَى نِصَابِ الْفِضَّةِ لَا تُضَمُّ إلَى الزِّيَادَةِ عَلَى نِصَابِ الذَّهَبِ لِيُتِمَّ أَرْبَعِينَ أَوْ أَرْبَعَةَ مَثَاقِيلَ عِنْدَ الْإِمَامِ؛ لِأَنَّهُ لَا زَكَاةَ فِي، الْكُسُورِ عِنْدَهُ .وَعِنْدَهُمَا تُضَمُّ لِوُجُوبِهَا فِي الْكُسُورِ اهـ مُوَضَّحًا، لَكِنْ تَوَقَّفَ الرَّحْمَتِيُّ فِي فَائِدَةِ الضَّمِّ عِنْدَهُمَا بَعْدَ قَوْلِهِمَا بِوُجُوبِ الزَّكَاةِ فِي الْكُسُورِ وَعَنْ هَذَا وَاَللَّهُ أَعْلَمُ .نَقَلَ بَعْضُ مُحَشِّي الْكِتَابِ عَنْ شَيْخِهِ مُحَمَّدٍ أَمِينٍ مِيرْغَنِيٍّ أَنَّ السُّرُوجِيَّ نَقَلَ عَنْ الْمُحِيطِ الْخِلَافَ بِالْعَكْسِ وَأَنَّ مَا فِي الْبَحْرِ وَالنَّهْرِ غَلَطٌ . اهـ .قُلْت :وَقَدْ رَاجَعْت الْمُحِيطَ فَرَأَيْته مِثْلَ مَا نَقَلَهُ السُّرُوجِيُّ وَصَرَّحَ بِهِ فِي الْبَدَائِعِ أَيْضًا (قَوْلُهُ :وَهِيَ مَسْأَلَةُ الْكُسُورِ) أَيْ الَّتِي يُقَالُ فِيهَا لَا زَكَاةَ فِي الْكُسُورِ عِنْدَهُ مَا لَمْ تَبْلُغْ الْخُمُسَ أَخْذًا مِنْ حَدِيثِ لَا تَأْخُذْ مِنْ الْكُسُورِ شَيْئًا سُمِّيَتْ كُسُورًا بِاعْتِبَارِ مَا يَجِبُ فِيهَا(رد المحتار على الدر المختار،بَابُ زَكَاةِ الْمَالِ)

(ثُمَّ فى كلِّ خُمُسٍ زادَ على النِّصابِ بحسابِه .(اعلم أن الزَّكاةَ لا تجبُ فى الكسورِ عندنا إلَّا إذا بلغَ خُمُسَ النِّصاب، فإذا زادَ على مئتى درهم أربعونَ درهماً، زادَ فى الزَّكاة درهم، وإن زادَ ثمانونَ درهماً زادَ درهمان، ولا شيء فى الأقلّ(شرح الوقاية، كتابُ الزَّكاة)

فصل فى الذهب ليس فيما دون عشرين مثقالا من الذهب صدقة، فإذا كانت عشرين مثقالا ففيها نصف مثقال؛ لما روينا، والمثقال ما يكون كل سبعة منها وزن عشرة دراهم وهو المعروف ثم فى كل أربعة مثاقيل

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور مذکورہ خُمسِ نصاب یا کسور کے مسئلہ کی طرح دیون کے قبض کرنے کا مسئلہ بھی ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک دینِ قوی سے خُمسِ نصاب قبض کرنے کی صورت میں زکاۃ واجب ہے، اور اس سے کم مقدار میں قبض کرنے کی صورت میں کچھ واجب نہیں، جبکہ صاحبین ودیگر فقہائے کرام کے نزدیک دین کی جتنی مقدار بھی قبض کی جائے، اُس کی علی الحساب زکاۃ واجب ہے۔ [۱]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قیراطان؛ لأن الواجب ربع عشر وذلک فیما قلنا إذ کل مثقال عشرون قیراطا،
ولیس فیما دون أربعة مثاقیل صدقة عند أبی حنیفة -رَحِمَهُ اللَّهُ- وعندهما تجب بحساب ذلک وهی مسألة الکسور. وکل دینار عشرة دراهم فی الشرع، فیکون أربعة مثاقیل فی هذا کأربعین درهما (الهداية، کتاب الزکاة، نصاب الزکاة فی الذهب ومقدار الواجب)

(ولیس فیما دون أربعة مثاقیل صدقة عند أبی حنیفة وعندهما تجب بحساب ذلک) ش :أی عن أبی یوسف ومحمد -رحمهما الله- تجب فیما دون أربعة مثاقیل بحساب ما زاد .وقال فی "الجامع" وهی روایة عن أبی حنیفة -رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ- م :(وهی مسألة الکسور) ش :أی هذه المسألة وهی وجوب الزکاة فیما دون أربعة مثاقیل عندهما، وعدم وجوبها فیه عند أبی حنیفة -رَحِمَهُ اللَّهُ- مسألة الکسر، یعنی أن الکسور لا زکاة فیها عند أبی حنیفة -رَحِمَهُ اللَّهُ-، وعندهما تجب بحساب ذلک، وقد مر الکلام فی فصل الفضة من الجانبین، والخلاف فی الموضعین واحد (البناية شرح الهداية، ج۳، ص۳۷۷، کتاب الزکاة، نصاب الزکاة فی الذهب ومقدار الواجب)

وَالدِّينَارُ كَانَ مُقَوَّمًا بِعَشَرَةِ دَرَاهِمَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- فَذَلِکَ تَنْصِيصٌ عَلَى أَنَّهُ لَا شَيْءَ فِي الذَّهَبِ حَتَّى يَبْلُغَ عِشْرِينَ مِثْقَالًا فَفِيهِ نِصْفُ مِثْقَالٍ ثُمَّ لَيْسَ فِي الزِّيَادَةِ شَيْءٌ حَتَّى تَبْلُغَ أَرْبَعَةَ دَنَانِيرَ فَفِي قَوْلِ أَبِي حَنِيفَةَ -رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى- فِيهَا قِيرَاطَانِ، وَهَكَذَا فِي كُلِّ أَرْبَعَةِ مَثَاقِيلَ .وَقَالَ أَبُو يُوسُفَ وَمُحَمَّدٌ -رَحِمَهُمَا اللَّهُ تَعَالَى- فِيمَا زَادَ بِحِسَابِ ذَلِکَ هَذَا وَالدَّرَاهِمُ سَوَاءٌ كَمَا بَيَّنَّا (المبسوط للسرخسی، ج۲، ص۱۹۰)

[۱] (وَ) اعْلَمْ أَنَّ الدُّيُونَ عِنْدَ الْإِمَامِ ثَلَاثَةٌ :قَوِيٌّ، وَمُتَوَسِّطٌ، وَضَعِيفٌ؛ (فَتَجِبُ) زَكَاتُهَا إذَا تَمَّ نِصَابًا وَحَالَ الْحَوْلُ، لَكِنْ لَا فَوْرًا بَلْ (عِنْدَ قَبْضِ أَرْبَعِينَ دِرْهَمًا مِنْ الدَّيْنِ) الْقَوِيِّ كَقَرْضٍ (وَبَدَلِ مَالِ تِجَارَةٍ) فَكُلَّمَا قَبَضَ أَرْبَعِينَ دِرْهَمًا يَلْزَمُهُ دِرْهَمٌ (وَ) عِنْدَ قَبْضِ (مِائَتَيْنِ مِنْهُ لِغَيْرِهَا) أَيْ مِنْ بَدَلِ مَالٍ لِغَيْرِ تِجَارَةٍ وَهُوَ الْمُتَوَسِّطُ كَثَمَنِ سَائِمَةٍ وَعَبِيدِ خِدْمَةٍ وَنَحْوِهِمَا مِمَّا هُوَ مَشْغُولٌ بِحَوَائِجِهِ الْأَصْلِيَّةِ كَطَعَامٍ وَشَرَابٍ وَأَمْلَاکٍ (الدر المختار)

(قَوْلُهُ :عِنْدَ الْإِمَامِ) وَعِنْدَهُمَا الدُّيُونُ كُلُّهَا سَوَاءٌ تَجِبُ زَكَاتُهَا، وَيُؤَدِّي مَتَى قَبَضَ شَيْئًا قَلِيلًا أَوْ كَثِيرًا إلَّا دَيْنَ الْكِتَابَةِ وَالسِّعَايَةِ وَالدِّيَةِ فِي رِوَايَةٍ بَحْرٌ (قَوْلُهُ :إذَا تَمَّ نِصَابًا) الضَّمِيرُ فِي تَمَّ يَعُودُ لِلدَّيْنِ الْمَفْهُومِ مِنْ الدُّيُونِ، وَالْمُرَادُ إذَا بَلَغَ نِصَابًا بِنَفْسِهِ أَوْ بِمَا عِنْدَهُ مِمَّا يَتِمُّ بِهِ النِّصَابُ (قَوْلُهُ :وَحَالَ الْحَوْلُ) أَيْ وَلَوْ قَبْلَ قَبْضِهِ فِي الْقَوِيِّ وَالْمُتَوَسِّطِ وَبَعْدَهُ الضَّعِيفُ ط (قَوْلُهُ :عِنْدَ قَبْضِ أَرْبَعِينَ دِرْهَمًا) قَالَ فِي الْمُحِيطِ؛ لِأَنَّ الزَّكَاةَ لَا تَجِبُ فِي الْكُسُورِ مِنْ النِّصَابِ الثَّانِي عِنْدَهُ مَا لَمْ يَبْلُغْ أَرْبَعِينَ لِلْحَرَجِ فَكَذَلِکَ لَا يَجِبُ الْأَدَاءُ مَا لَمْ يَبْلُغْ أَرْبَعِينَ لِلْحَرَجِ (رد المحتار، ج ۲ ص ۳۰۵، بَابُ زَكَاةِ الْمَالِ)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول کے دلائل

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول کی دلیل بیان کرتے ہوئے بعض حضرات نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث کو ذکر کیا ہے، جس کو دارقطنی وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ [1]

مگر محدثین نے اس روایت کو شدید ضعیف قرار دیا ہے۔ [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

فَأَما حكم الزَّكَاة فِى الدّين فَنَقُول الدّين عِنْد ابى حنيفَة على ثَلَاث مَرَاتِب دين قوى وَدين وسط وَدين ضَعِيف. فالدين الْقوى هُوَ الَّذِى ملكه بَدَلا عَمَّا هُوَ مَال الزَّكَاة كالدراهم وَالدَّنَانِير وأموال التِّجَارَة وَكَذَا غلَّة مَال التِّجَارَة من العبيد والدور وَنَحْوهَا. وَالْحكم فِيهِ أَنه إِذا كَانَ نِصَابا وَتمّ الْحول تجب الزَّكَاة لَكِن لَا يُخَاطب بِالْأَدَاءِ مَا لم يقبض أَرْبَعِينَ درهما فَإِذا قبض أَرْبَعِينَ زكاها وَذَلِك دِرْهَم. وَإِن قبض أقل من ذَلِك لَا يُزكى وَكَذَلِكَ يُؤَدِّى من كل أَرْبَعِينَ عِنْد الْقَبْض درهما وَأما الدّين الْوسط فَهُوَ الَّذِى وَجب بدل مَال لَو بَقِى عِنْده حولا لم تجب فِيهِ الزَّكَاة مثل عبيد الْخدمَة وَثيَاب البذلة وغلة مَال الْخدمَة، وَالْحكم فِيهِ أَن عِنْد أبى حنيفَة فِيهِ رِوَايَتَيْنِ ذكر فِى الأَصْل وَقَالَ تجب فِيهِ الزَّكَاة وَلَا يُخَاطب بِالْأَدَاءِ مَا لم يقبض مِائَتى دِرْهَم فَإِذا قبض الْمِائَتَيْنِ يُزكى لما قبض، وروى ابْن سَمَّاعَة عَن أبى حنيفَة أَنه لَا زَكَاة فِيهِ حَتَّى يقبض ويحول عَلَيْهِ الْحول بعد ذَلِك، وَهُوَ الصَّحِيح عِنْده. وَأما الدّين الضَّعِيف فَهُوَ مَا وَجب وَملك لَا بَدَلا عَن شَىْء وَهُوَ دين إِمَّا بِغَيْر فعله كالميراث أَو بِفِعْلِهِ كَالْوَصِيَّةِ أَو وَجب بَدَلا عَمَّا لَيْسَ بِمَال دينا كالدية على الْعَاقِلَة وَالْمهْر وَبدل الْخلْع وَالصُّلْح عَن دم الْعمد وَبدل الْكِتَابَة، وَالْحكم فِيهِ أَنه لَا يجب فِيهِ الزَّكَاة حَتَّى يقبض الْمِائَتَيْنِ ويحول عَلَيْهَا الْحول عِنْده، وَقَالَ أَبُو يُوسُف وَمُحَمّد الدُّيُون على ضَرْبَيْنِ دُيُون مُطلقَة وديون نَاقِصَة، فالناقص هُوَ بدل الْكِتَابَة وَالدية على الْعَاقِلَة وَمَا سواهُمَا فديون مُطلقَة، وَالْحكم فِيهَا أَنه تجب الزَّكَاة فِى الدّين الْمُطلق وَلَا يجب الْأَدَاء مَا لم يقبض فَإِذا قبض مِنْهَا شَيْئا قل أَو كثر يُؤَدِّى بِقدر مَا قبض. وَفِى الدّين النَّاقِص لَا تجب الزَّكَاة مَا لم يقبض النّصاب ويحول عَلَيْهِ الْحول وَأما دين السّعَايَة فَلم يذكر فِى كتاب الزَّكَاة الِاخْتِلَاف بَينهمَا. وَذكر فِى نَوَادِر الزَّكَاة الِاخْتِلَاف فَقَالَ عِنْد أبى حنيفَة هُوَ دين ضَعِيف وَعِنْدهمَا دين مُطلق، وَعند الشَّافِعِى الدُّيُون كلهَا سَوَاء وَتجب الزَّكَاة فِيهَا وَالْأَدَاء وَإِن لم يقبض (تحفة الفقهاء للسمرقندی، ج ۱ ص ۲۹۳ تا ص ۲۹۵)

[1] حَدَّثَنَا أَبُو سَعْدٍ الْإِصْطَخْرِيُّ الْحَسَنُ بْنُ أَحْمَدَ الْفَقِيهُ ,ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نَوْفَلٍ ,ثنا أَبِى ,ثنا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ ,ثنا ابْنُ إِسْحَاقَ ,عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ الْجَرَّاحِ ,عَنْ حَبِيبِ بْنِ نَجِيحٍ ,عَنْ عُبَادَةَ بْنِ نُسَيٍّ ,عَنْ مُعَاذٍ , أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُ حِينَ وَجَّهَهُ إِلَى الْيَمَنِ :أَنْ لَا تَأْخُذَ مِنَ الْكَسْرِ شَيْئًا ,إِذَا كَانَتِ الْوَرِقُ مِائَتَىْ دِرْهَمٍ فَخُذْ مِنْهَا خَمْسَةَ دَرَاهِمَ ,وَلَا تَأْخُذْ مِمَّا زَادَ شَيْئًا حَتَّى تَبْلُغَ أَرْبَعِينَ دِرْهَمًا ,وَإِذَا بَلَغَ أَرْبَعِينَ دِرْهَمًا فَخُذْ مِنْهُ دِرْهَمًا .الْمِنْهَالُ بْنُ الْجَرَّاحِ مَتْرُوكُ الْحَدِيثِ ,وَهُوَ أَبُو الْعَطُوفِ وَاسْمُهُ الْجَرَّاحُ بْنُ الْمِنْهَالِ ,وَكَانَ ابْنُ إِسْحَاقَ يَقْلِبُ اسْمَهُ إِذَا رَوَى عَنْهُ ,وَعُبَادَةُ بْنُ نُسَيٍّ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ مُعَاذٍ (سنن الدارقطنی، رقم الحديث ۱۹۰۳)

[2] قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِى حَدِيثِ مُعَاذٍ :(لَا تَأْخُذْ مِنَ الْكُسُورِ شَيْئًا) ، قُلْت :رَوَى الدَّارَقُطْنِيُّ فِى "سُنَنِهِ "

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

لہٰذا اس حدیث سے استدلال درست معلوم نہیں ہوتا۔

امام صاحب رحمہ اللہ کی طرف سے بعض حضرات نے ایک دلیل حضرت عمرو بن حزم کی حدیث ذکر کی ہے، جس کو امام بیہقی، ابنِ حبان اور امام دارمی وغیرہ نے روایت کیا ہے، اور اس میں یہ مذکور ہے کہ دوسو درہم سے جو زائد ہو، تو ہر چالیس درہم میں ایک درہم زکاۃ ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

مِنْ طَرِيقِ ابْنِ إِسْحَاقَ عَنْ الْمِنْهَالِ بْنِ الْجَرَّاحِ عَنْ حَبِيبِ بْنِ نَجِيحٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ نُسَيٍّ عَنْ مُعَاذٍ (أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُ حِينَ وَجَّهَهُ إلَى الْيَمَنِ أَنْ لَا تَأْخُذَ مِنْ الْكُسُورِ شَيْئًا ، إذَا كَانَتْ الْوَرِقُ مِائَتَيْ دِرْهَمٍ ، فَخُذْ مِنْهَا خَمْسَةَ دَرَاهِمَ ، وَلَا تَأْخُذْ مِمَّا زَادَ شَيْئًا حَتَّى تَبْلُغَ أَرْبَعِينَ دِرْهَمًا ، فَإِذَا بَلَغَتْ أَرْبَعِينَ ، فَخُذْ مِنْهَا دِرْهَمًا). انْتَهَى .وَهُوَ حَدِيثٌ ضَعِيفٌ ، قَالَ الدَّارَقُطْنِيُّ :الْمِنْهَالُ بْنُ الْجَرَّاحِ هُوَ أَبُو الْعُطُوفِ مَتْرُوكُ الْحَدِيثِ ، وَاسْمُهُ الْجَرَّاحُ بْنُ الْمِنْهَالِ ، وَكَانَ ابْنُ إِسْحَاقَ يَقْلِبُ اسْمَهُ ، إذَا رَوَى عَنْهُ ، وَعُبَادَةُ بْنُ نُسَيٍّ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ مُعَاذٍ .انْتَهَى .وَقَالَ النَّسَائِيّ :الْمِنْهَالُ بْنُ الْجَرَّاحِ مَتْرُوكُ الْحَدِيثِ ، وَقَالَ ابْنُ حِبَّانَ :كَانَ يَكْذِبُ ، وَقَالَ عَبْدُ الْحَقِّ فِي "أَحْكَامِهِ : "كَذَّابٌ ، وَقَالَ الشَّيْخُ فِي "الْإِمَامِ : "قَالَ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ :سَأَلْتُ أَبِي عَنْهُ ، فَقَالَ : مَتْرُوكُ الْحَدِيثِ ، وَاهِيهِ ، لَا يُكْتَبُ حَدِيثُهُ .انْتَهَى . وَقَالَ الْبَيْهَقِيُّ :إسْنَادُ هَذَا الْحَدِيثِ ضَعِيفٌ جِدًّا(نصب الراية فى تخريج احاديث الهداية، كتاب الزكاة، فصل فى الفضة)

وَقَالَ النَّوَوِيّ :وَاحْتج الْجُمْهُور بقوله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم :(فِي الرقة ربع الْعشْر) ، والرقة الْفضة، وَهَذَا عَام فِي النّصاب وَمَا فَوْقه بِالْقِيَاسِ على الْحُبُوب، وَلأبي حنيفَة حَدِيث ضَعِيف لَا يَصح الِاحْتِجَاج بِهِ .قلت :أَشَارَ بِهَذَا إِلَى مَا روى الدَّارَقُطْنِيّ فِي (سنَنه) من طَرِيق ابْن إِسْحَاق عَن الْمنْهَال بن جراح عَن حبيب بن نجيح عَن عبَادَة بن نسي عَن معَاذ، رَضِي الله تَعَالَى عَنهُ، أَن رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم أمره حِين وَجهه إِلَى الْيمن أَن لَا يَأْخُذ من الْكسر شَيْئا إِذا كَانَت الْوَرق مِائَتي دِرْهَم فَخذ مِنْهَا خَمْسَة دَرَاهِم، وَلَا تَأْخُذ مِمَّا زَاد شَيْئا حَتَّى يبلغ أَرْبَعِينَ درهما، فَإِذا بلغت أَرْبَعِينَ درهما فَخذ مِنْهَا درهما) . قَالَ الدَّارَقُطْنِيّ :الْمنْهَال ابْن جراح وَهُوَ أَبُو الْعَطوف مَتْرُوك الحَدِيث، وَكَانَ ابْن إِسْحَاق يقلب اسْمه إِذا روى عَنهُ، وَعبادَة بن نسي لم يسمع من معَاذ. انْتهى .وَقَالَ النَّسَائِيّ :الْمنْهَال بن الْجراح مَتْرُوك الحَدِيث، وَقَالَ ابْن حبَان :كَانَ يكذب، وَقَالَ عبد الْحق فِي أَحْكَامه :كَانَ مكذابا .وَفِي (الإِمَام) قَالَ ابْن أبي حَاتِم :سَأَلت أبي عَنهُ فَقَالَ :مَتْرُوك الحَدِيث واهيه لَا يكْتب حَدِيثه .وَقَالَ الْبَيْهَقِيّ :إِسْنَاد هَذَا الحَدِيث ضَعِيف جدا .قلت :ذكر الْبَيْهَقِيّ هَذَا الحَدِيث فِي :بَاب ذكر الْخَبَر الَّذِي روى فِي وقص الْوَرق، ثمَّ اقْتصر عَلَيْهِ لكَون الْبَاب مَقْصُود الْبَيَان مَذْهَب خَصمه (عمدة القارى، ج۸، ص ۲۵۹، ۲۶۰، كتاب الزكاة، بابٌ مَا أُدِّيَ زَكَاتُهُ فَلَيْسَ بِكَنْزٍ)

[1] أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - كَتَبَ إِلٰى أَهْلِ الْيَمَنِ بِكِتَابٍ فِيْهِ الْفَرَائِضُ وَالسُّنَنُ وَالدِّيَاتُ وَبَعَثَ بِهِ مَعَ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ وَقُرِئَتْ عَلٰى أَهْلِ الْيَمَنِ وَهٰذِهِ نُسْخَتُهَا : بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مِنْ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ إِلٰى شُرَحْبِيْلَ بْنِ عَبْدِ كُلَالٍ ، وَنُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ كُلَالٍ ، وَالْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ كُلَالٍ -قَيْلِ ذِى رُعَيْنٍ وَمُعَافِرَ وَهَمْدَانَ - أَمَّا بَعْدُ : ......وَفِيْ كُلِّ خَمْسِ أَوَاقٍ مِنَ الْوَرِقِ خَمْسَةُ دَرَاهِمَ ، وَمَا زَادَ فَفِيْ كُلِّ أَرْبَعِيْنَ دِرْهَمًا دِرْهَمٌ ، وَلَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ أَوَاقٍ شَيْءٌ ، وَفِيْ كُلِّ أَرْبَعِيْنَ دِيْنَارًا دِيْنَارٌ(السنن الكبرىٰ للبيهقى ، كتاب الزكاة، باب كيف فرض

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

امام صاحب رحمہ اللہ کی طرف سے بعض حضرات نے ایک دلیل حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث ذکر کی ہے، جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس درہموں میں سے ایک درہم زکاۃ میں ادا کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ [1]

امام صاحب رحمہ اللہ کے قول کی دلیل دیتے ہوئے بعض حضرات نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ایک روایت کو ذکر کیا ہے، جس میں یہ ذکر ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو یہ تحریر فرمایا کہ دوسو درہم پر جو زائد ہو، تو ہر چالیس درہم میں ایک درہم ہے۔ [2]

اس قسم کی اور بھی روایات ہیں، جن میں چالیس درہم میں ایک درہم زکاۃ کا حکم دیا گیا ہے۔

امام صاحب رحمہ اللہ کے قول کی عقلی دلیل دیتے ہوئے فقہائے کرام نے فرمایا کہ خُمسِ نصاب سے کم میں جس میں ایک درہم سے کم زکاۃ میں دینا واجب ہو، کسر کی وجہ سے حرج لازم آتا ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الصدقة،واللفظ لهٗ،معرفة السنن والآثار للبيهقى، صحيح ابنِ حبان،باب ذكر كتبة المصطفى صلى الله عليه وسلم كتابه إلى أهل اليمن،دارمى،كتاب الزكاة، باب فى زكاة الورق)

قَالَ الْبَيْهَقِيّ مجود الْإِسْنَاد، وَرَوَاهُ جماعَة من الْحفاظ مَوْصُولا حسنا، وروى الْبَيْهَقِيّ عَن أَحْمد ابْن حَنْبَل أَنه قَالَ :أَرْجُو أَن يكون صَحِيحا (عمدة القارى، ج٨، ص ٢٥٩، ٢٦٠، كتاب الزكاة، بابٌ مَا أُدِّىَ زَكَاتُهُ فَلَيْسَ بِكَنْزٍ)

[1] عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :قَدْ عَفَوْتُ عَنْ صَدَقَةِ الخَيْلِ وَالرَّقِيقِ، فَهَاتُوا صَدَقَةَ الرِّقَةِ :مِنْ كُلِّ أَرْبَعِينَ دِرْهَمًا دِرْهَمًا، وَلَيْسَ فِي تِسْعِينَ وَمِائَةٍ شَيْءٌ، فَإِذَا بَلَغَتْ مِائَتَيْنِ فَفِيهَا خَمْسَةُ دَرَاهِمَ "، وَفِي البَابِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، وَعَمْرِو بْنِ حَزْمٍ :.رَوَى هَذَا الحَدِيثَ الأَعْمَشُ، وَأَبُو عَوَانَةَ، وَغَيْرُهُمَا، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ، عَنْ عَلِيٍّ، وَرَوَى سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، وَابْنُ عُيَيْنَةَ، وَغَيْرُ وَاحِدٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ . وَسَأَلْتُ مُحَمَّدًا :عَنْ هَذَا الحَدِيثِ؟ فَقَالَ :كِلَاهُمَا عِنْدِي صَحِيحٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، يُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ رُوِيَ عَنْهُمَا جَمِيعًا (ترمذى، رقم الحديث ٦٢٠، باب ما جاء فى زكاة الذهب والورق،واللفظ لهٗ، ابنِ ماجه، رقم الحديث ١٧٩٠، بَابُ زَكَاةِ الْوَرِقِ وَالذَّهَبِ)

[2] عَنِ الْحَسَنِ ، قَالَ :كَتَبَ عُمَرُ إِلَى أَبِي مُوسَى :فَمَا زَادَ عَلَى الْمِئَتَيْنِ ، فَفِي كُلِّ أَرْبَعِينَ دِرْهَماً دِرْهَم (مُصنف ابن أبى شيبة، رقم الحديث ٩٩٥٧، مَا قَالُوا فِيمَا زَادَ عَلَى الْمِئَتَيْنِ ، لَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ حَتَّى يَبْلُغَ أَرْبَعِينَ دِرْهَمًا)

عن انس قال وَلَّانِي عُمَرَ بْنُ الْخَطَّابَ الصَّدَقَاتِ ، فَأَمَرَنِي أَنْ آخُذَ مِنْ كُلِّ عِشْرِيْنَ دِيْنَارًا نِصْفُ دِيْنَارٍ ، وَمَا زَادَ فَبَلَغَ أَرْبَعَةُ دَنَانِيْرٌ ، فَفِيْهِ دِرْهَمٌ ، وَأَنْ آخُذَ مِنْ مِائَتَىْ دِرْهَمٍ خَمْسَةُ دَرَاهِمَ ، فَمَا زَادَ فَبَلَغَ أَرْبَعِيْنَ دِرْهَمًا ، فِيْهِ دِرْهَمٌ(كتاب الاموال للقاسم بن سلام، رقم الحديث ٨٨٢، كتاب الصدقة واحكامها وسننها،باب فروض زكاة الذهب والورق ، وما فيهما من السنن)

اور وہ اس طرح کہ مثلاً جب کسی کی ملکیت میں دوسوسات درہم ہوں، تو علی الحساب زکاۃ واجب ہونے کی صورت میں اس کو پانچ درہم اور ہر درہم کے چالیسویں حصہ کے طور پر سات اجزاء واجب ہونگے، جس کوحساب کرکے ادا کرنا مشکل ہوگا۔ ۱؎

امام صاحب رحمہ اللہ کے قول کے مطابق حضرت شعبی، حضرت حسن، حضرت مکحول اور حضرت عطاء رحمہم اللہ کے آثار بھی ہیں۔ ۲؎

۱؎ قَالَ فِي الْمُحِيطِ؛ لِأَنَّ الزَّكَاةَ لَا تَجِبُ فِي الْكُسُورِ مِنَ النِّصَابِ الثَّانِي عِنْدَهُ مَا لَمْ يَبْلُغْ أَرْبَعِينَ لِلْحَرَجِ فَكَذَلِكَ لَا يَجِبُ الْأَدَاءُ مَا لَمْ يَبْلُغْ أَرْبَعِينَ لِلْحَرَجِ (ردالمحتار، ج۲، ص۳۰۵، بَابُ زَكَاةِ الْمَالِ)

وَلِأَنَّ الْحَرَجَ مَدْفُوعٌ، وَفِي إِيجَابِ الْكُسُورِ ذَلِكَ لِتَعَذُّرِ الْوُقُوفِ(الهداية شرح البداية، فصل فى الفضة)

وَذَلِكَ أَنَّهُ إِذَا مَلَكَ مِائَتَيْ دِرْهَمٍ وَسَبْعَةَ دَرَاهِمَ وَجَبَ عَلَيْهِ عَلَى قَوْلِهِمَا خَمْسَةٌ وَسَبْعَةُ أَجْزَاءٍ مِنْ أَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنْ دِرْهَمٍ، فَإِذَا لَمْ يُؤَدِّ حَتَّى جَاءَتْ السَّنَةُ الثَّانِيَةُ كَانَ الْوَاجِبُ عَلَيْهِ زَكَاةَ مِائَتَيْ دِرْهَمٍ وَدِرْهَمٍ وَزَكَاةَ ثَلَاثَةٍ وَثَلَاثِينَ جُزْءًا مِنْ دِرْهَمٍ وَذَلِكَ لَا يُعْرَفُ، وَلِأَنَّهُ أَوْفَقُ لِقِيَاسِ الزَّكَوَاتِ لِأَنَّهَا تَدُورُ بِعَفْوٍ وَنِصَابٍ(فتح القدير، ج۲ص۲۰۹، فصل فى الفضة)

(وَلِأَنَّ الْحَرَجَ مَدْفُوعٌ) وَهُوَ وَاضِحٌ (وَفِي إِيجَابِ الْكُسُورِ ذَلِكَ) أَيْ الْحَرَجُ (لِتَعَسُّرِ الْوُقُوفِ) لِأَنَّهُ إِذَا مَلَكَ مِائَتَيْ دِرْهَمٍ وَسَبْعَةَ دَرَاهِمَ يَجِبُ عَلَيْهِ عِنْدَهُمَا خَمْسَةُ دَرَاهِمَ وَسَبْعَةُ أَجْزَاءٍ مِنْ أَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنْ دِرْهَمٍ فَتَعَسَّرُ مَعْرِفَةُ سَبْعَةِ أَجْزَاءٍ مِنْ أَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنْ دِرْهَمٍ فَحِينَئِذٍ لَا يَقْدِرُ عَلَى الْأَدَاءِ فِي السَّنَةِ الْأُولَى، فَإِذَا جَاءَتْ السَّنَةُ الثَّانِيَةُ وَجَبَ عَلَيْهِ زَكَاةُ مَا بَقِيَ مِنَ الْمَالِ بَعْدَ الزَّكَاةِ لِأَنَّ دَيْنَهَا مُسْتَحَقٌّ وَإِنْ لَمْ يُؤَدِّ وَذَلِكَ مِائَتَا دِرْهَمٍ وَدِرْهَمٌ وَثَلَاثَةٌ وَثَلَاثُونَ جُزْءًا مِنْ أَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنْ دِرْهَمٍ وَاحِدٍ وَزَكَاةُ دِرْهَمٍ وَثَلَاثَةٍ وَثَلَاثِينَ جُزْءًا مِنْ أَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنْ دِرْهَمٍ يَتَعَسَّرُ الْوُقُوفُ عَلَيْهِ أَلْبَتَّةَ(العناية شرح الهداية، ج۲ص۲۱۰،۲۱۱، فصل فى الفضة)

۲؎ عَنِ الشَّعْبِيِّ، قَالَ: كَانَ لَا يَرَى فِيمَا زَادَ عَلَى الْمِئَتَيْنِ شَيْءٌ، حَتَّى يَبْلُغَ أَرْبَعِينَ(مصنف ابن أبى شيبة، رقم الحديث ۹۹۵۶، باب مَا قَالُوا فِيمَا زَادَ عَلَى الْمِئَتَيْنِ، لَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ حَتَّى يَبْلُغَ أَرْبَعِينَ دِرْهَمًا)

عَنِ الْحَسَنِ، قَالَ: لَيْسَ فِيمَا زَادَ عَلَى الْمِئَتَيْنِ شَيْءٌ، حَتَّى يَكُونَ أَرْبَعِينَ دِرْهَمًا(مصنف ابن أبى شيبة، رقم الحديث ۹۹۵۸، باب مَا قَالُوا فِيمَا زَادَ عَلَى الْمِئَتَيْنِ، لَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ حَتَّى يَبْلُغَ أَرْبَعِينَ دِرْهَمًا)

عَنْ مَكْحُولٍ، قَالَ: لَيْسَ فِيمَا زَادَ عَلَى الْمِئَتَيْنِ شَيْءٌ، حَتَّى يَبْلُغَ أَرْبَعِينَ دِرْهَمًا(مصنف ابن أبى شيبة، رقم الحديث ۹۹۵۹، باب مَا قَالُوا فِيمَا زَادَ عَلَى الْمِئَتَيْنِ، لَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ حَتَّى يَبْلُغَ أَرْبَعِينَ دِرْهَمًا)

عَنْ عَطَاءٍ، قَالَ: حَتَّى يَبْلُغَ أَرْبَعِينَ دِرْهَمًا نَيِّفًا عَلَى الْمِئَتَيْنِ فَهِيَ حِينَئِذٍ سِتَّةُ دَرَاهِمَ، ثُمَّ لَا شَيْءَ حَتَّى تَبْلُغَ ثَمَانِينَ وَمِئَتَيْ دِرْهَمٍ، فَهِيَ سَبْعَةُ دَرَاهِمَ، ثُمَّ كَذَلِكَ (مصنف ابن أبى شيبة، رقم الحديث ۹۹۶۰، باب مَا قَالُوا فِيمَا زَادَ عَلَى الْمِئَتَيْنِ، لَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ حَتَّى يَبْلُغَ أَرْبَعِينَ دِرْهَمًا)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

جمہور کے دلائل

صاحبین اور جمہور فقہائے کرام نے جن دلائل سے استدلال کیا ہے، ان میں ایک حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ہے، جس کو انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، جس کے آخر میں ہے کہ:

"وَفِی الرِّقَّةِ رُبُعُ العُشُرِ"

کہ "چاندی (کی زکاۃ) میں ربعِ عُشر (یعنی چالیسواں حصہ) واجب ہے" [1]

اس حدیث میں مطلقاً چالیسویں حصہ کا حکم مذکور ہے، بغیر کسی مقدار کے استثناء کے، لہٰذا اس حدیث سے نصاب یا اس سے زائد مال ہونے کی صورت میں کل مال کا علی الحساب چالیسواں حصہ زکاۃ میں واجب ہونا ثابت ہوتا ہے۔ [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ، قَالَ :قَالَ عَطَاءٌ :لاَ يَكُونُ فِي مَالٍ صَدَقَةٌ حَتَّى يَبْلُغَ عِشْرِينَ دِينَارًا ، فَإِذَا بَلَغَتْ عِشْرِينَ دِينَارًا فَفِيهَا نِصْفُ دِينَارٍ ، وَفِي كُلِّ أَرْبَعَةِ دَنَانِيرَ يَزِيدُهَا الْمَالُ دِرْهَمٌ ، حَتَّى تَبْلُغَ أَرْبَعِينَ دِينَارًا ، وَفِي كُلِّ أَرْبَعِينَ دِينَارًا دِينَارٌ ، وَفِي كُلِّ أَرْبَعَةٍ وَعِشْرِينَ دِينَارًا نِصْفُ دِينَارٍ وَدِرْهَمٌ (مصنف ابنِ ابی شیبة، رقم الحديث ۹۹۷۷، كتاب الزكاة، باب مَا قَالُوا فِي الدَّنَانِيرِ مَا يُؤْخَذُ مِنْهَا فِي الزَّكَاةِ؟)

[1] أَنَّ أَنَسًا، حَدَّثَهُ :أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، كَتَبَ لَهُ هَذَا الكِتَابَ لَمَّا وَجَّهَهُ إِلَى البَحْرَيْنِ : بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ هَذِهِ فَرِيضَةُ الصَّدَقَةِ الَّتِي فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى المُسْلِمِينَ، وَالَّتِي أَمَرَ اللَّهُ بِهَا رَسُولَهُ، فَمَنْ سُئِلَهَا مِنَ المُسْلِمِينَ عَلَى وَجْهِهَا، فَلْيُعْطِهَا وَمَنْ سُئِلَ فَوْقَهَا فَلاَ يُعْطِ فِي أَرْبَعٍ وَعِشْرِينَ مِنَ الإِبِلِ، فَمَا دُونَهَا مِنَ الغَنَمِ مِنْ كُلِّ خَمْسٍ شَاةٌ إِذَا بَلَغَتْ خَمْسًا وَعِشْرِينَ إِلَى خَمْسٍ وَثَلاَثِينَ، فَفِيهَا بِنْتُ مَخَاضٍ أُنْثَى، فَإِذَا بَلَغَتْ سِتًّا وَثَلاَثِينَ إِلَى خَمْسٍ وَأَرْبَعِينَ فَفِيهَا بِنْتُ لَبُونٍ أُنْثَى، فَإِذَا بَلَغَتْ سِتًّا وَأَرْبَعِينَ إِلَى سِتِّينَ فَفِيهَا حِقَّةٌ طَرُوقَةُ الجَمَلِ، فَإِذَا بَلَغَتْ وَاحِدَةً وَسِتِّينَ إِلَى خَمْسٍ وَسَبْعِينَ، فَفِيهَا جَذَعَةٌ فَإِذَا بَلَغَتْ يَعْنِي سِتًّا وَسَبْعِينَ إِلَى تِسْعِينَ، فَفِيهَا بِنْتَا لَبُونٍ فَإِذَا بَلَغَتْ إِحْدَى وَتِسْعِينَ إِلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ، فَفِيهَا حِقَّتَانِ طَرُوقَتَا الجَمَلِ، فَإِذَا زَادَتْ عَلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ، فَفِي كُلِّ أَرْبَعِينَ بِنْتُ لَبُونٍ وَفِي كُلِّ خَمْسِينَ حِقَّةٌ، وَمَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ إِلَّا أَرْبَعٌ مِنَ الإِبِلِ، فَلَيْسَ فِيهَا صَدَقَةٌ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبُّهَا، فَإِذَا بَلَغَتْ خَمْسًا مِنَ الإِبِلِ، فَفِيهَا شَاةٌ وَفِي صَدَقَةِ الغَنَمِ فِي سَائِمَتِهَا إِذَا كَانَتْ أَرْبَعِينَ إِلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ شَاةٌ، فَإِذَا زَادَتْ عَلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ إِلَى مِائَتَيْنِ شَاتَانِ، فَإِذَا زَادَتْ عَلَى مِائَتَيْنِ إِلَى ثَلاَثِ مِائَةٍ، فَفِيهَا ثَلاَثُ شِيَاهٍ، فَإِذَا زَادَتْ عَلَى ثَلاَثِ مِائَةٍ، فَفِي كُلِّ مِائَةٍ شَاةٌ، فَإِذَا كَانَتْ سَائِمَةُ الرَّجُلِ نَاقِصَةً مِنْ أَرْبَعِينَ شَاةً وَاحِدَةً، فَلَيْسَ فِيهَا صَدَقَةٌ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبُّهَا وَفِي الرِّقَّةِ رُبُعُ العُشْرِ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ إِلَّا تِسْعِينَ وَمِائَةً، فَلَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبُّهَا (بخاری، رقم الحديث ۱۴۵۴)

[2] وَاحْتَجَّ الْجُمْهُورُ بِقَوْلِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَحِيحِ الْبُخَارِيِّ فِي الرِّقَّةِ رُبُعُ الْعُشْرِ وَالرِّقَّةُ الْفِضَّةُ وَهَذَا عَامٌّ فِي النِّصَابِ وَمَا فَوْقَهُ بِالْقِيَاسِ عَلَى الْحُبُوبِ (شرح النووی علی مسلم، ج۷ص۵۰، كتاب الزكاة)

Idara Ghufran

جمہور کی دوسری دلیل حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مرفوع وموقوف وہ حدیث ہے جس میں یہ الفاظ ہیں کہ:

"فَمَا زَادَ فَعَلَى حِسَابِ ذَلِکَ"

''جو (دوسو درہم سے) زائد ہو تو اسی (ربعِ عشر یا چالیسویں حصے کے) حساب سے زکاۃ واجب ہے'' ۱؎

جمہور کی ایک دلیل حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث ہے، جس میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ربعِ عشر کے اخذ کرنے کا حکم مذکور ہے۔ ۲؎

جمہور کی ایک دلیل یہ ہے کہ شریعت نے دوسو درہم یا بیس مثقال سے کم کو تو زکاۃ سے مستثنیٰ کیا ہے، اور اس مقدار پر زکاۃ کو واجب ٹھہرایا ہے، لہٰذا مذکورہ مقدار سے کم تو اصولی طور پر زکاۃ سے عفو ہوگی، اور اس سے زیادہ مقدار عفو نہیں ہوگی۔ ۳؎

۱؎ عَنْ أَبِی إِسْحَاق ,عَنِ الْحَارِثِ ,عَنْ عَلِیٍّ ,قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : هَاتُوا رُبْعَ الْعُشُورِ مِنْ كُلِّ أَرْبَعِينَ دِرْهَمًا دِرْهَمًا ,وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ الْمِائَتَيْنِ شَیْءٌ فَإِذَا كَانَتْ مِائَتَيْنِ فَفِيهَا خَمْسَةُ دَرَاهِمَ ,فَمَا زَادَ فَعَلَى حِسَابِ ذَلِکَ(سنن دارقطنی، رقم الحدیث ۱۸۹۸)

عَنْ أَبِی إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ، عَنْ عَلِیٍّ قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : هَاتُوا رُبْعَ الْعُشُورِ مِنْ كُلِّ أَرْبَعِينَ دِرْهَمًا، وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ الْمِائَتَيْنِ شَیْءٌ، فَإِذَا كَانَتْ مِائَتَیْ دِرْهَمٍ، فَفِيهَا خَمْسَةُ دَرَاهِمَ، فَمَا زَادَ فَعَلَى ذَلِكِ الْحِسَابِ(صحیح ابنِ خزیمة، رقم الحدیث ۲۲۹۷)

حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاق، عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ، وَعَنِ الْحَارِثِ الْأَعْوَرِ، عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللَّهُ عَنْهُ، -قَالَ زُهَيْرٌ :أَحْسَبُهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -أَنَّه قَالَ :هَاتُوا رُبْعَ الْعُشُورِ، مِنْ كُلِّ أَرْبَعِينَ دِرْهَمًا دِرْهَمٌ، وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ شَیْءٌ حَتَّى تَتِمَّ مِائَتَیْ دِرْهَمٍ، فَإِذَا كَانَتْ مِائَتَیْ دِرْهَمٍ، فَفِيهَا خَمْسَةُ دَرَاهِمَ، فَمَا زَادَ فَعَلَى حِسَابِ ذَلِکَ(ابوداؤد، رقم الحدیث ۱۵۷۲)

عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ، عَنْ عَلِیٍّ، قَالَ :لَيْسَ فِی أَقَلَّ مِنْ مِئَتَیْ دِرْهَمٍ شَیْءٌ، فَمَا زَادَ فَبِالْحِسَابِ(مُصنف ابن أبی شیبة،رقم الحدیث ۹۹۶۵، باب مَنْ قَالَ فِيمَا زَادَ عَلَى الْمِئَتَيْنِ فَبِالْحِسَابِ)

عَنْ عَاصِمِ بْنَ ضَمْرَةَ، عَنْ عَلِیٍّ، قَالَ :لَيْسَ فِی أَقَلَّ مِنْ عِشْرِينَ دِينَارًا شَیْءٌ، وَفِی عِشْرِينَ دِينَارًا نِصْفُ دِينَارٍ، وَفِی أَرْبَعِينَ دِينَارًا دِينَارٌ، فَمَا زَادَ فَبِالْحِسَابِ(مصنف ابنِ ابی شیبة، رقم الحدیث ۹۹۶۶، کتاب الزکاۃ،باب مَا قَالُوا فِی الدَّنَانِيرِ :مَا يُؤْخَذُ مِنْهَا فِی الزَّكَاةِ؟)

۲؎ عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ :أَمَرَنِی عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَنْ آخُذَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ رُبْعَ الْعُشْرِ، وَمِنْ أَهْلِ الذِّمَّةِ نِصْفَ الْعُشْرِ، وَمِمَّنْ لَا ذِمَّةَ لَهُ الْعُشْرَ (معرفة السنن والآثار للبیہقی، رقم الحدیث ۱۸۵۹۲)

۳؎ وأما دليل الخطاب المعارض له :فقوله عليه الصلاة والسلام :ليس فيما دون خمس أواق من الورق صدقة ومفهومه أن فيما زاد على ذلک الصدقة، قل، أو كثر (بداية المجتهد ونهاية المقتصد، ج۱، ص۲۰۵)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

جمہور کے قول کے مطابق حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابراہیم نخعی، حضرت ابنِ سیرین اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہم اللہ کا قول مروی ہے۔ ؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

مَسْأَلَةٌ :قَالَ الشَّافِعِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ " :وَمَا زَادَ وَلَوْ قِيرَاطًا فَبِحِسَابِهِ . "قَالَ الْمَاوَرْدِيُّ :وَهَذَا كَمَا قَالَ ، الْوَقْصُ فِي الْوَرِقِ مُعْتَبَرٌ فِي ابْتِدَائِهِ غَيْرُ مُعْتَبَرٍ فِي انْتِهَائِهِ ، فَمَا زَادَ عَلَى الْمِائَتَيْنِ فَفِيهِ الزَّكَاةُ بِحِسَابِهِ ، قَلِيلًا كَانَ أَوْ كَثِيرًا وَهُوَ قَوْلُ عَلِيٍّ وَابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَجُمْهُورِ الْفُقَهَاءِ .وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ " :لَا شَيْءَ فِيمَا زَادَ عَلَى الْمِائَتَيْنِ حَتَّى يَبْلُغَ أَرْبَعِينَ دِرْهَمًا فَيَجِبُ فِيهَا دِرْهَمٌ ، وَلَا شَيْءَ فِيمَا دُونَ الْأَرْبَعِينَ "، وَخَالَفَهُ صَاحِبَاهُ وَوَافَقَهُ الْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ وَابْنُ شِهَابٍ الزُّهْرِيُّ :تَعَلُّقًا بِرِوَايَةِ الْحَارِثِ الْأَعْوَرِ عَنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :هَاتُوا رُبُعَ الْعُشْرِ مِنَ الْوَرِقِ مِنْ كُلِّ أَرْبَعِينَ دِرْهَمًا دِرْهَمًا وَبِرِوَايَةِ حَبِيبِ بْنِ نَجِيحٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ نُسَيٍّ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَعَثَهُ إِلَى الْيَمَنِ قَالَ :لَا تَأْخُذْ مِنَ الْكُسُرِ شَيْئًا وَلَا مِنَ الْوَرِقِ حَتَّى تَبْلُغَ مِائَتَيْ دِرْهَمٍ ، وَلَا تَأْخُذْ مِمَّا زَادَ شَيْئًا حَتَّى تَبْلُغَ أَرْبَعِينَ ، فَإِذَا بَلَغَتْهَا فَفِيهَا دِرْهَمٌ وَقَالَ :وَلِأَنَّهُ جِنْسُ مَالٍ فِي ابْتِدَائِهِ وَقْصٌ فَوَجَبَ أَنْ يَكُونَ فِي أَثْنَائِهِ وَقْصٌ كَالْمَوَاشِي .وَدَلِيلُنَا :عُمُومُ قَوْلِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرِّقَّةِ رُبُعُ الْعُشْرِ فَكَانَ مَا اسْتُثْنِيَ مِنْهُ خَارِجًا ، وَمَا سِوَى الِاسْتِثْنَاءِ عَلَى حُكْمِ الْعُمُومِ بَاقِيًا ، وَرَوَى عَاصِمُ بْنُ ضَمْرَةَ عَنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ :هَاتُوا رُبُعَ الْعُشْرِ مِنَ الْوَرِقِ مِنْ كُلِّ أَرْبَعِينَ دِرْهَمًا وَلَا شَيْءَ فِيهَا حَتَّى تَبْلُغَ مِائَتَيْنِ فَإِذَا بَلَغَتْهَا فَفِيهَا خَمْسَةُ دَرَاهِمَ وَمَا زَادَ فَعَلَى حِسَابِ ذَلِكَ وَهَذَا نَصٌّ وَرَوَى عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ فِي مَائَتَيْنِ خَمْسَةٌ وَمَا زَادَ فَبِحِسَابِ ذَلِكَ ، وَلِأَنَّهُ مَالٌ مُسْتَفَادٌ مِنَ الْأَرْضِ فَوَجَبَ أَنْ لَا يَكُونَ لَهُ وَقْصٌ بَعْدَ وُجُوبِ زَكَاتِهِ كَالزُّرُوعِ ، وَلِأَنَّهَا زِيَادَةٌ عَلَى نِصَابٍ فِي جِنْسِ مَالٍ لَا ضَرَرَ فِي تَبْعِيضِهِ فَوَجَبَ أَنْ تَجِبَ فِيهِ الزَّكَاةُ كَالْأَرْبَعِينَ أَوْ كَالذَّهَبِ ، وَلِأَنَّ الْوَقْصَ فِي الزَّكَاةِ أنواعه وَقْصَانِ :وَقْصٌ فِي ابْتِدَاءِ الْمَالِ لِيَبْلُغَ حَدًّا يَحْتَمِلُ الْمُوَاسَاةَ ، وَهَذَا مَوْجُودٌ فِي الْوَرِقِ ، فَاعْتُبِرَ فِيهِ وَقْصٌ فِي أَثْنَاءِ الْمَالِ :لِأَنْ لَا يَجِبَ كَسْرٌ يُسْتَضَرُّ بِإِيجَابِهِ فِيهِ ، وَهَذَا مَعْدُومٌ فِي الْوَرِقِ فَلَمْ يُعْتَبَرْ فِيهِ ، فَثَبَتَ أَحَدُ الْوَقْصَيْنِ لِوُجُودِ مَعْنَاهُ ، وَسَقَطَ الْوَقْصُ الثَّانِي لِفَقْدِ مَعْنَاهُ .فَأَمَّا الْجَوَابُ عَنْ حَدِيثِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَهُوَ أَنْ يُقَالَ :نَحْنُ نَعْمَلُ بِمُوجَبِهِ وَهُوَ أَنَّ فِي كُلِّ أَرْبَعِينَ دِرْهَمًا دِرْهَمًا ، وَلَيْسَ فِيهِ أَنْ لَا شَيْءَ فِيمَا دُونَ الْأَرْبَعِينَ ، فَإِنْ قِيلَ :الْمَحْدُودُ عِنْدَكُمْ يَجِبُ أَنْ يَكُونَ حُكْمُهُ مُخَالِفًا لِحُكْمِ مَا خَرَجَ عَنْهُ وَمَا نَقَصَ عَنِ الْأَرْبَعِينَ ، فَأُرْجُ عَمَّا أَخَذَ بِالْأَرْبَعِينَ وَوَجَبَ أَنْ يَكُونَ حُكْمُهُ مُخَالِفًا لَهُ قَبْلَ ذَلِكَ قِيلَ :كَذَلِكَ نَقُولُ إِلَّا أَنَّا نُوجِبُ فِي الْأَرْبَعِينَ دِرْهَمًا كَامِلًا ، وَلَا نُوجِبُ فِيمَا دُونَهَا دِرْهَمًا ، وَإِنَّمَا نُوجِبُ بَعْضَ دِرْهَمٍ ، وَبِهَذَا يُجَابُ عَنْ حَدِيثِ مُعَاذٍ فِي قَوْلِهِ وَلَا شَيْءَ فِي زِيَادَتِهَا حَتَّى تَبْلُغَ أَرْبَعِينَ ، أَيْ :لَا شَيْءَ فِيهَا كَامِلٌ هَذَا إِنْ صَحَّ الْحَدِيثُ مِنْ قَدْحٍ فِيهِ وَهُوَ غَيْرُ صَحِيحٍ مِنْ وَجْهَيْنِ :أَحَدُهُمَا : أَنَّهُ رِوَايَةُ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ الْجَرَّاحِ عَنْ حَبِيبِ بْنِ عُبَادَةَ ، وَالْمِنْهَالُ بْنُ الْجَرَّاحِ هُوَ أَبُو الْعَطُوفِ الْجَرَّاحُ بْنُ الْمِنْهَالِ ، وَإِنَّمَا قُلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْحَاقَ بِاسْمِهِ لِضَعْفِهِ وَاشْتِهَارِهِ بِوَضْعِ الْحَدِيثِ . وَالثَّانِي :أَنَّ عُبَادَةَ لَمْ يَلْقَ مُعَاذًا فَكَانَ الْحَدِيثُ مُنْقَطِعًا ، وَأَمَّا قِيَاسُهُمْ عَلَى الْمَوَاشِي ، فَالْمَعْنَى فِيهَا أَنَّ فِي تَبْعِيضِهَا ضَرَرًا ، فَلِذَلِكَ ثَبَتَ فِي انْتِهَائِهَا وَقْصٌ ، وَالْوَرِقُ لَيْسَ فِي تَبْعِيضِهَا ضَرَرٌ فَلِذَلِكَ لَمْ يَثْبُتْ فِي أَثْنَائِهَا وَقْصٌ وَاللَّهُ أَعْلَمُ(الحاوی فی فقه الشافعی للماوردی، كِتَابُ الزَّكَاةِ، بَابُ تَفْسِيرِ الْأُوقِيَّةِ)

؎ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، قَالَ :مَا زَادَ عَلَى الْمِئَتَيْنِ ، فَبِالْحِسَاب(مصنف ابن أبی شيبة،رقم الحديث

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

جمہور کے دلائل کے جواب میں امام صاحب کی طرف سے بعض احناف نے فرمایا کہ جو دوسو درہم پر مطلقاً زیادتی کی صورت میں چالیسویں حصے کی زکاۃ کی احادیث وروایات ہیں، وہ کسر پر محمول نہیں ہیں، بلکہ خمسِ نصاب یا اس سے زائد پر محمول ہیں۔ ۱؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

۹۹۶۲، باب مَنْ قَالَ فيمَا زَادَ عَلَى الْمِئَتَيْنِ فَبِالْحِسَابِ)

عَنْ إِبْرَاهِيمَ ، قَالَ :مَا زَادَ عَلَى الْمِئَتَيْنِ فَبِحِسَابٍ(مصنف ابن أبى شيبة،رقم الحديث ۹۹۶۳، باب مَنْ قَالَ فيمَا زَادَ عَلَى الْمِئَتَيْنِ فَبِالْحِسَابِ)

عَنِ ابْنِ سِيرِينَ ، قَالَ :مَا زَادَ فَبِالْحِسَابِ(مصنف ابن أبى شيبة،رقم الحديث ۹۹۶۴، باب مَنْ قَالَ فيمَا زَادَ عَلَى الْمِئَتَيْنِ فَبِالْحِسَابِ)

عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ ، قَالَ :مَا زَادَ فَبِالْحِسَابِ(مصنف ابن أبى شيبة،رقم الحديث ۹۹۶۵، باب مَنْ قَالَ فيمَا زَادَ عَلَى الْمِئَتَيْنِ فَبِالْحِسَابِ)

عَنْ رُزَيْقٍ مَوْلَى بَنِي فَزَارَةَ ؛ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ كَتَبَ إِلَيْهِ حِينَ اُسْتُخْلِفَ :خُذْ مِمَّنْ مَرَّ بِكَ مِنْ تُجَّارِ الْمُسْلِمِينَ فِيمَا يُدِيرُونَ مِنْ أَمْوَالِهِمْ ، مِنْ كُلِّ أَرْبَعِينَ دِينَارًا دِينَارًا ، فَمَا نَقَصَ فَبِحِسَابِ مَا نَقَصَ حَتَّى يَبْلُغَ عشرين ، فَإِذَا نَقَصَتْ ثُلُثَ دِينَارٍ فَدَعْهَا ، لاَ تَأْخُذْ مِنْهَا شَيْئًا ، وَاكْتُبْ لَهُمْ بَرَاءَةً بِمَا تَأْخُذُ مِنْهُمْ إِلَى مِثْلِهَا مِنَ الْحَوْلِ ، وَخُذْ مِمَّنْ مَرَّ بِكَ مِنْ تُجَّارِ أَهْلِ الذِّمَّةِ ، فِيمَا يُظْهِرُونَ مِنْ أَمْوَالِهِمْ وَيُدِيرُونَ مِنَ التِّجَارَاتِ ، مِنْ كُلِّ عِشْرِينَ دِينَارًا دِينَارًا ، فَمَا نَقَصَ فَبِحِسَابِ مَا نَقَصَ حَتَّى يَبْلُغَ عَشَرَةَ دَنَانِيرَ ، فَإِذَا نَقَصَتْ ثُلُثَ دِينَارٍ فَدَعْهَا ، لاَ تَأْخُذْ مِنْهَا شَيْئًا ، وَاكْتُبْ لَهُمْ بَرَاءَةً إِلَى مِثْلِهَا مِنَ الْحَوْلِ بِمَا تَأْخُذُ مِنْهُمْ(مصنف ابن ابى شيبة، رقم الحديث ۹۹۷۱، كتاب الزكاة،باب مَا قَالُوا فِي الدَّنَانِيرِ :مَا يُؤْخَذُ مِنْهَا فِي الزَّكَاةِ؟)

۱؎ فان قلت: التطبيق يمكن بأن يحمل حديث المتن على التمثيل فى الْأَرْبَعِينَات، وحديث الحاشية على الحقيقة. قلت: ليس بأولى ممافعلناه؛ فان الموضع موضع البيان، ولايجوز تأخير البيان عن وقته على أن فيه حرجا نبه عليه صاحب الهداية بقوله "ولأن الحرج مدفوع، وفى ايجاب الكسور ذلك لتعذر الوقوف (۱: ۱۷۴) وبين فى الحاشية عن العينى وجه التعذر فعليك أن تطالعه (اعلاء السنن، ج۹، ص۵۶، باب ماجاء فى كسور الذهب والفضة)

فَقَوْلُهُ مِنْ كُلِّ أَرْبَعِينَ دِرْهَمًا دِرْهَمٌ خَرَجَ تَفْسِيرًا لِقَوْلِهِ هَاتُوا رُبْعَ الْعُشُورِ فَيُفِيدُ هَاتُوا رُبْعَ الْعُشُورِ عَلَى هَذَا الْوَجْهِ لِأَنَّ هَذِهِ الْجُمْلَةَ فِي مَوْضِعِ الْحَالِ مِنْ الْمَفْعُولِ فَتَكُونُ قَيْدًا فِي عَامِلِهِ الَّذِي هُوَ الْأَمْرُ بِالْإِعْطَاءِ فَيَكُونُ الْوُجُوبُ عَلَى هَذَا الْوَجْهِ .بَقِيَ أَنْ يُقَالَ :قُصَارَاهُ أَنَّهُ لَمْ يَتَعَرَّضْ لِلنَّفْيِ عَمَّا دُونَهَا إلَّا بِمَفْهُومِ الصِّفَةِ، وَلَا يُعْتَبَرُ عِنْدَنَا أَوْ بِالْإِضَافَةِ إلَى الْعَدَمِ الْأَصْلِيِّ، وَحَدِيثُ عَلِيٍّ مُتَعَرِّضٌ لِإِيجَابِهِ، وَلَوْ اُعْتُبِرَ الْمَفْهُومُ كَانَ الْمَنْطُوقُ مُقَدَّمًا عِنْدَ الْمُعَارَضَةِ، خُصُوصًا وَفِيهِ الِاحْتِيَاطُ .فَالْأَوْلَى حِينَئِذٍ إثْبَاتُ الْمُعَارَضَةِ بَيْنَ حَدِيثِ عَلِيٍّ وَحَدِيثِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ وَأَثَرِ عُمَرَ فَإِنَّهُمَا يُفِيدَانِ أَنَّ تَمَامَ حُكْمِ مَا زَادَ أَنْ يَجِبَ فِي كُلِّ أَرْبَعِينَ دِرْهَمٌ فَلَا يَكُونُ مِنْ حُكْمِ مَا زَادَ خِلَافُ ذَلِكَ وَإِلَّا لَمْ يَكُنْ بَيَانًا لِحُكْمِ مَا زَادَ بَلْ لِبَعْضِهِ فَإِنْ قِيلَ :يُحْمَلُ عَلَى إرَادَةِ مَا زَادَ مِنْ الْأَرْبَعِينَاتِ دَفْعًا

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

جبکہ دیگر فقہائے کرام نے فرمایا کہ چالیس درہم میں ایک درہم کا جن روایات میں ذکر ہے، وہ تمثیل پر محمول ہیں، اور مقصود ان کا چالیسویں حصہ کی توضیح ہے۔ [1]

دفعِ حرج کی بناء پر بعض مشائخِ حنفیہ نے امام صاحب رحمہ اللہ کے قول کی تصحیح فرمائی ہے۔ [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

لِلْمُعَارَضَةِ .قُلْنَا لَيْسَ بِأَوْلَى مِنْ اعْتِبَارِ مِثْلِهِ فِي حَدِيثِ عَلِيٍّ بِأَنْ يُحْمَلَ مَا زَادَ فَبِحِسَابِهِ :أَيْ مَا زَادَ مِنْ الْأَرْبَعِينَاتِ فَبِحِسَابِ الْخَمْسَةِ فِي الْمِائَتَيْنِ وَهُوَ أَنْ يَكُونَ فِيهَا دِرْهَمٌ .فَإِنْ قِيلَ :بَلْ الْحَمْلُ فِي مُعَارِضِ حَدِيثِ عَلِيٍّ أَوْلَى مِنْهُ فِيهِ لِأَنَّهُ مُوجِبٌ وَذَلِكَ مُسْقِطٌ فَيَكُونُ فِيهِ الِاحْتِيَاطُ، وَظَنُّ أَنَّ حَدِيثَ مُعَاذٍ نَهْيٌ فَيُقَدَّمُ غَلَطٌ بِأَدْنَى تَأَمُّلٍ؛ لِأَنَّهُ إنَّمَا نَهْيُ الْمُصَدِّقِ، وَكَلَامُنَا فِيمَا يَرْجِعُ إلَى رَبِّ الْمَالِ وَهُوَ لَيْسَ بِمَنْهِيٍّ أَنْ يُعْطِيَ بَلْ الْوَاقِعُ فِي حَقِّهِ تَعَارُضُ السُّقُوطِ وَالْوُجُوبِ .قُلْنَا :ذَلِكَ لَوْ لَمْ يَكُنْ مَلْزُومًا لِلْحَرَجِ الْعَظِيمِ وَالتَّعَذُّرِ فِي بَعْضِهَا فِي كَثِيرٍ مِنْ الصُّوَرِ وَهُوَ مَا أَشَارَ إلَيْهِ الْمُصَنِّفُ بِقَوْلِهِ لِتَعَذُّرِ الْوُقُوفِ، وَذَلِكَ أَنَّهُ إذَا مَلَكَ مِائَتَيْ دِرْهَمٍ وَسَبْعَةَ دَرَاهِمَ وَجَبَ عَلَيْهِ عَلَى قَوْلِهِمَا خَمْسَةٌ وَسَبْعَةُ أَجْزَاءٍ مِنْ أَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنْ دِرْهَمٍ، فَإِذَا لَمْ يُؤَدِّ حَتَّى جَاءَتْ السَّنَةُ الثَّانِيَةُ كَانَ الْوَاجِبُ عَلَيْهِ زَكَاةَ مِائَتَيْ دِرْهَمٍ وَدِرْهَمٍ وَزَكَاةَ ثَلَاثَةٍ وَثَلَاثِينَ جُزْءًا مِنْ دِرْهَمٍ وَذَلِكَ لَا يُعْرَفُ، وَلِأَنَّهُ أَوْفَقُ لِقِيَاسِ الزَّكَوَاتِ لِأَنَّهَا تَدُورُ بِعَفْوٍ وَنِصَابٍ (قَوْلُهُ وَالْمُعْتَبَرُ فِي الدَّرَاهِمِ إلَخْ) هَذَا الِاعْتِبَارُ فِي الزَّكَاةِ وَنِصَابِ الصَّدَقَةِ وَالْمَهْرِ وَتَقْدِيرِ الدِّيَاتِ، وَإِذْ قَدْ أُخِذَ الْمِثْقَالُ فِي تَعْرِيفِ الدِّرْهَمِ فَلَا بُدَّ مِنْ النَّظَرِ فِيهِ، وَظَاهِرُ كَلَامِ الْمُصَنِّفِ فِي صَدَقَةِ الذَّهَبِ أَنَّهُ مَعْرُوفٌ (فتح القدير ،بَابُ زَكَاةِ الْمَالِ فَصْلٌ فِي الْفِضَّةِ)

[1] (صدقة الرقة) هى الدراهم المضروبة والهاء فيها عوض عن الواو المحذوفة (من كل أربعين درهما درهم) أى من كان له مال فليزك على هذا النسق (وليس فى تسعين ومئة شيء فإذا بلغت مائتين ففيها خمسة دراهم فما زاد فعلى حساب ذلك) وفيه حجة للشافعى فى أنه لا وقص فى زكاة الورق بل ما زاد على النصاب فبحسابه ورد على أبى حنيفة فى ذهابه إلى إثبات الوقص هنا فإذا قيل المراد حساب أربعين أى فى كل أربعين درهما درهم رد بالمنع لأنه علم صريحا من قوله إذا بلغت مائتين (فيض القدير شرح الجامع الصغير ،حرف القاف)

[2] فَأَما إِذا زَاد على نِصَاب الذَّهَب أَو الْفضة فَلَا يجب فِي الزِّيَادَة شَيْء عِنْد أبي حنيفَة حَتَّى تبلغ أَرْبَعَة مَثَاقِيل فِي الذَّهَب فَيجب فِيهَا قيراطان وَأَرْبَعين من الدَّرَاهِم فَيجب فِيهَا دِرْهَم وَلَا تجب فِي أقل من ذَلِك،وَقَالَ أَبُو يُوسُف ومحمد الشافعي تجب الزَّكَاة فِي الكسور بِحِسَاب ذَلِك،وَالصَّحِيح قَول أبي حنيفَة لِأَن فِي اعْتِبَار الكسور حرجا بِالنَّاسِ والحرج مدفُوع (تحفة الفقهاء للسمرقندى، ج ١ ص ٢٦٦، كتاب الزكاة)

(ثُمَّ فِي كُلِّ أَرْبَعَةِ مَثَاقِيلَ وَأَرْبَعِينَ دِرْهَمًا بِحِسَابِهِ) فَفِي أَرْبَعِينَ دِرْهَمًا زَادَتْ عَلَى الْمِائَتَيْنِ دِرْهَمٌ وَفِي أَرْبَعَةِ مَثَاقِيلَ زَادَتْ عَلَى الْعِشْرِينَ حِصَّتُهَا وَلَا شَيْءَ فِيمَا دُونَ ذَلِكَ عَنْ الْإِمَامِ وَهُوَ الصَّحِيحُ كَمَا فِي التُّحْفَةِ لِقَوْلِهِ -عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ -لَيْسَ فِيمَا دُونَ الْأَرْبَعِينَ صَدَقَةٌ (وَقَالَا مَا زَادَ بِحِسَابِهِ وَإِنْ) وَصْلِيَّةٌ (قَلَّ) وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ فَلَوْ زَادَ دِينَارٌ وَجَبَ جُزْءٌ وَاحِدٌ مِنْ عِشْرِينَ جُزْءًا مِنْ نِصْفِ دِينَارٍ وَلَوْ زَادَ دِرْهَمٌ وَجَبَ جُزْءٌ مِنْ أَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنْ دِرْهَمٍ وَهَكَذَا لِقَوْلِهِ -عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ -وَمَا زَادَ عَلَى الْمِائَتَيْنِ فَبِحِسَابِهِ لَكِنْ يُمْكِنُ أَنْ يُحْمَلَ زَائِدٌ عَلَى الْمِائَتَيْنِ فِي هَذَا عَلَى الْأَرْبَعِينِيَّات تَوْفِيقًا (مجمع الانهر، ج ١ ص ٢٠٥، كتاب الزكاة، باب

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اس کا تقاضا یہ ہے کہ حنفیہ کا فتویٰ امام صاحب کے قول پر ہو۔

مگر متاخرین اور بالخصوص معاصرین کی کتب میں علی الاطلاق بغیر کسی مقدار کے استثناء کے ڈھائی فیصد یا چالیسویں حصے کے زکاۃ میں وجوب کا تذکرہ ملتا ہے، اور عوام میں بھی اسی کے مطابق شہرت پائی جاتی ہے، اس کی وجہ کیا ہے؟ آیا کہ تسامح ہے یا کچھ اور؟ اس سلسلہ میں آراء مختلف ہوسکتی ہیں۔

مگر ہمارے نزدیک موجودہ حالات میں صاحبین اور جمہور کے قول کے مطابق ہی حکم بیان کرنا اور فتویٰ دینا راجح ہے۔

کیونکہ دلائل کے راجح مرجوح ہونے سے قطع نظر اولاً تو اس سلسلہ میں امام صاحب رحمہ اللہ کا قول دفعِ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

زكاة الذهب والفضة والعروض، نصاب الفضة)

درسِ ترمذی کے حاشیہ میں مولانا رشید اشرف سیفی صاحب زیدہ مجدہٗ نے صاحبین رحمہ اللہ کے قول پر فتویٰ کا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ:

اور فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے، دیکھئے ''معارف السنن'' (ج۵ص۱۷۰، و۱۷۱) (درسِ ترمذی، ج۲ص۴۰۶، باب ماجاء فی زکاۃ الذہب والورق)

مگر معارف السنن میں مراجعت کے بعد ایسی کوئی عبارت نہیں ملی، جس سے مذکورہ موقف کا ثبوت ہوتا ہو، بلکہ اس میں صرف کسورِ سوائم میں صاحبین کے قول پر فتویٰ کی تصریح ہے۔ چنانچہ معارف السنن کی عبارت یہ ہے کہ:

واذا زاد على المائتين فلا شيئ فيه حتى يبلغ الى اربعين درهما، ففيه درهم عند ابى حنيفة وعند صاحبيه، ففى الكسور بحسابهما وان لم تبلغ الى اربعين ، واما كسور السوائم فالخلاف فيه بالعكس، وخلافية كسور السوائم من "الهداية" من زكاة البقر، وكسور النقدين فى زكاة المال منها، وافتى ارباب الفتوىٰ على قولهما،اى فى كسور السوائم فقط، فلاتجب فى الكسور ، وعليه الفتوىٰ كما فى "الينابيع" وتصحى "القدورى" و"الاسبيجابى" و"المحيط" و"البحر" و"النهر"وغيرها، كما فى "ردالمحتار"(معارف السنن ج۵ ص ۱۷۰ ، ۱۷۱ ،باب ماجاء فى زكاة الذهب والورق)

البتہ ''العرف الشذی'' میں علامہ کشمیری رحمہ اللہ کی عبارت سے مطلقاً (یعنی زکاۃِ ذہب وفضہ اور زکاۃِ سوائم میں) صاحبین کے قول پر فتویٰ کا ایہام ہوتا ہے۔ چنانچہ ''العرف الشذی'' میں ہے کہ:

قوله :(من كل أربعين درهماً درهماً إلخ) اتفقوا على أن أربعين درهماً لا شيء فيها حتى تبلغ مائتين، وأما أربعون فلذكر الحساب، وأما الزائد على مائتين، فلا شيء فى الكسور عند أبى حنيفة، وتجب فى كسور السوائم خلاف صاحبيه فى المسألتين، وأفتى أرباب الفتوى على قولهما(العرف الشذى شرح سنن الترمذى، كتاب الزكاة،باب ما جاء فى زكاة الذهب والورق)

مگر یہ عبارت بھی مذکور موقف پر صریح نہیں اور ہمیں حنفیہ کی کتبِ فقہ میں زکاۃِ ذہب وفضہ کے مذکورہ باب میں صاحبین کے قول پر فتویٰ کی تصریح نہیں ملی۔ محمد رضوان۔

حرج پر مبنی ہے، اور یہ حرج عرف پر مبنی ہے۔ **والنص معلول بالعرف.**

اور جس طریقہ سے گزشتہ زمانہ میں جبکہ دراہم ودنانیر رائج تھے، اور خاص کر جبکہ ایک مثقال یا ایک دینار کی قیمت چالیس دراہم کے مساوی تھی، اور اس وجہ سے خمسِ نصاب سے کم میں ایک درہم سے کم مقدار زکاۃ میں واجب ہونے کی صورت میں حرج لازم آتا تھا، موجودہ دور میں یہ صورتِ حال نہیں ہے، بلکہ جتنا بھی مال ہو، اس کے ڈھائی فیصد یا چالیسویں حصہ کی تعیین وتخریج کوئی مشکل کام نہیں، اور اس کے برعکس خمسِ نصاب کے استثناء اور اس کی تخریج وتعیین میں مشکلات ہیں۔

مثلاً جب نصاب کو پانچ حصوں میں تقسیم کرکے ہر پانچویں حصے پر ڈھائی فیصد کو واجب کیا جائے گا، اور اس کے درمیان کی مقدار کو عفو قرار دیا جائے گا، تو اس میں ایک نصاب کو پانچ حصوں میں تقسیم کرنے اور اس کے چالیسویں حصے کا تناسب نکالنے میں عوام کے لئے مشکلات ہوں گی۔ [1]

دوسرے موجودہ حالات میں مخصوص مقدار کے عوام میں استثناء کی تشہیر وتبلیغ کرنے سے ایک درجہ میں تشویش کا بھی اندیشہ ہے۔

تیسرے صاحبین وجمہور کے قول پر عمل کرنے کی صورت میں امام صاحب رحمہ اللہ کے قول کی مخالفت بھی لازم نہیں آتی، کیونکہ آپ کے نزدیک اس مقدار کی زکاۃ زیادہ سے زیادہ تطوع میں داخل ہوجائے گی، جو کہ خود باعثِ اجر ہے، اور عبادات کے باب میں جبکہ کوئی عمل وجوب اور عدمِ وجوب کے درمیان دائر ہو، تو اس میں احتیاط کے پیشِ نظر حنفیہ کے قواعد کے مطابق وجوب کو ترجیح ہوا کرتی ہے۔ [2]

---

[1] (قَوْلُهُ وَرَجَّحَهُ الْكَمَالُ) حَيْثُ قَالَ عَقِبَ مَا ذَكَرْنَا :وَلَا يَخْفَى أَنَّ هَذَا لَا يَلْزَمُ أَبَا يُوسُفَ لِأَنَّ قُصَارَاهُ أَنَّهُ كَنَصِّهِ عَلَى ذَلِكَ وَهُوَ يَقُولُ :يُصَارُ إلَى الْعُرْفِ الطَّارِءِ بَعْدَ النَّصِّ بِنَاءً عَلَى أَنَّ تَغَيُّرَ الْعَادَةِ يَسْتَلْزِمُ تَغَيُّرَ النَّصِّ، حَتَّى لَوْ كَانَ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -حَيًّا نَصَّ عَلَيْهِ .اهـ .وَتَمَامُهُ فِيهِ.

وَحَاصِلُهُ تَوْجِيهُ قَوْلِ أَبِي يُوسُفَ أَنَّ الْمُعْتَبَرَ الْعُرْفُ الطَّارِءُ بِأَنَّهُ لَا يُخَالِفُ النَّصَّ بَلْ يُوَافِقُهُ، لِأَنَّ النَّصَّ عَلَى كَيْلِيَّةِ الْأَرْبَعَةِ وَوَزْنِيَّةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ مَبْنِيٌّ عَلَى مَا كَانَ فِي زَمَنِهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -مِنْ كَوْنِ الْعُرْفِ كَذَلِكَ حَتَّى لَوْ كَانَ الْعُرْفُ إذْ ذَاكَ بِالْعَكْسِ لَوُرُودِ النَّصِّ مُوَافِقًا لَهُ وَلَوْ تَغَيَّرَ الْعُرْفُ فِي حَيَاتِهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -لَنَصَّ عَلَى تَغَيُّرِ الْحُكْمِ، وَمُلَخَّصُهُ :أَنَّ النَّصَّ مَعْلُولٌ بِالْعُرْفِ فَيَكُونُ الْمُعْتَبَرُ هُوَ الْعُرْفُ فِي أَيِّ زَمَنٍ كَانَ وَلَا يَخْفَى أَنَّ هَذَا فِيهِ تَقْوِيَةٌ لِقَوْلِ أَبِي يُوسُفَ فَافْهَمْ(ردالمحتار، ج۵ ص۱۷۷، باب الربا)

[2] ومن المقرر طلب الاحتياط فی صحة العبادة لتبرأ ذمة المكلف بها(رد المحتار علی الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الاستخلاف)

الاحتياط فی الخروج عن عهدة ما عليه يتعين(البناية شرح الهداية، باب الاعتكاف)

وإنما يؤخذ فی العبادة بالاحتياط. وطريق العبادة الاحتياط فی البناء علی المتيقن به دون المحتمل

چوتھے صاحبین اور جمہور کے قول پر عمل کرنے کی صورت میں فقراء کا نفع ہے، جو امام صاحب رحمہ اللہ کے موقف کے مطابق ہے (اور یہاں امام صاحب رحمہ اللہ نے اس کی مخالفت دفعِ حرج کے لئے فرمائی تھی، اور یہ علت موجودہ دور میں عموماً مفقود ہے) [۱]

پانچویں صاحبین رحمہما اللہ کے اس قسم کے اقوال اجتہاد فی المذہب کے دائرے تک محدود ہیں، جن پر بوقتِ ضرورت عمل کرنے میں مذہب سے خروج لازم نہیں آتا۔ [۲]

البتہ علمی حد تک امام صاحب اور صاحبین و جمہور کے اقوال کی وضاحت میں کوئی حرج نہیں، بلکہ اس کی وضاحت اہلِ علم حضرات کی ذمہ داری میں داخل ہے۔ اور اگر کوئی حنفی مقلد امام صاحب کے قول پر عمل کرے، تب بھی وہ موجبِ ملامت نہیں۔ واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم

محمد رضوان ۱۲/ ربیع الآخر/۱۴۳۳ھ 06/ مارچ/2012ء بروز منگل

ادارہ غفران، راولپنڈی

---

[۱] (وَ) تَـجِـبُ الزَّكَاةُ أَيْضًا (فِي عُرُوضِ تِجَارَةٍ بَلَغَتْ قِيمَتُهَا نِصَابًا مِنْ أَحَدِهِمَا) أَيْ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ (تُقَوَّمُ) أَيْ عُـرُوضُ التِّجَارَةِ (بِمَا هُوَ أَنْفَعُ لِلْفُقَرَاءِ) أَيُّهُمَا كَانَ لِقَوْلِهِ -عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ- يُقَوِّمُهَا فَيُؤَدِّي مِنْ كُلِّ مِائَتَيْ دِرْهَمٍ خَمْسَةَ دَرَاهِمَ وَهَذَا عِنْدَ الْإِمَامِ يَعْنِي نُقَوِّمُ بِمَا يَبْلُغُ نِصَابًا إنْ كَانَ يَبْلُغُ بِأَحَدِهِمَا دُونَ الْآخَرِ احْتِيَاطًا فِي حَقِّ الْـفُـقَـرَاءِ كَـمَـا فِـي التَّبْيِيـنِ وَيُـحْـتَـمَلُ أَنْ يُرَادَ أَنَّهَا تُقَوَّمُ بِالْأَنْفَعِ إنْ كَانَتْ تَبْلُغُ بِهِمَا فَإِنْ كَانَ التَّقْوِيمُ بِـالـدَّرَاهِـمِ أَنْفَعُ قُوِّمَتْ بِهَا، وَإِنْ بِالدَّنَانِيرِ قُوِّمَتْ بِهَا (مجمع الأنهر فى شرح ملتقى الأبحر، كِتَابُ الزَّكَاةِ، بَابُ زَكَاةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْعُرُوضِ)

[۲] الثانية :طبقة المـجتهدين فى المذهب كأبى يوسف ومحمد وسائر أصحاب أبى حنيفة، القادرين على استخراج الأحكام من الأدلة على مقتضى القواعد التى قررها أستاذهم أبو حنيفة فى الأحكام وإن خالفوه فى بعض أحكام الفروع، لكن يقلدونه فى قواعد الأصول، وبه يمتازون عن المعارضين فى المذهب كالشافعى وغيره المخالفين له فى الأحكام غير مقلدين له فى الأصول (رد المحتار على الدر المختار، مقدمة)

وأما إذا حكم الحنفى بما ذهب إليه أبو يوسف أو محمد أو نحوهما من أصحاب الإمام فليس حكما بخلاف رأيه اهـ. فقد أفاد أن أقوال أصحاب الإمام غير خارجة عن مذهبه، فقد نقلوا عنهم أنهم ما قالوا قولا إلا هو مروى عن الإمام كما أوضحت ذلك فى شرح منظومتى فى رسم المفتى (رد المحتار على الدر المختار، ج۴، ص۳۶۲، كتاب الوقف)

وإن كان أبو حنيفة من جانب وأبو يوسف ومحمد رحمهما الله من جانب، فإن كان القاضى من أهل الاجتهاد يجتهد، وإن لم يكن من أهل الاجتهاد يستفتى غيره، ويأخذ بقول المفتى بمنزلة العامى، وإن كان أبو حنيفة رحمه الله أعلى رتبة؛ لأنه قد يرزق الرجل الصواب، وإن كان غيره أعلى رتبة، فإن أدراك الصواب فضيلة يرزقه الله تعالى من عباده من يشاء وإن لم يكن من أهل الاجتهاد يأخذ بقول أبى حنيفة، ولا يترك مذهبه؛ لأنه أفقه عنده من غيره، فلا يترك متابعته (المحيط البرهانى فى الفقه النعمانى، ج۸، ص۱۱، كتاب القضاء، الفصل الثالث :فى ترتيب الدلائل للعمل بها)

کیا آپ جانتے ہیں؟ مفتی محمد رضوان

دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

اچھے اور بُرے خواب (قسط۹)

نبوت کے جھوٹے دعویداروں کو خواب میں دیکھنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: بَیْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِیْتُ بِخَزَائِنِ الْأَرْضِ، فَوُضِعَ فِیْ کَفِّیْ سِوَارَانِ مِنْ ذَھَبٍ، فَکَبُرَا عَلَیَّ، فَأَوْحَی اللّٰہُ إِلَیَّ أَنِ انْفُخْھُمَا، فَنَفَخْتُھُمَا فَذَھَبَا، فَأَوَّلْتُھُمَا الْکَذَّابَیْنِ اللَّذَیْنِ أَنَا بَیْنَھُمَا، صَاحِبَ صَنْعَاءَ، وَصَاحِبَ الْیَمَامَۃِ (بخاری، رقم الحدیث ۴۳۷۴، مسلم رقم الحدیث ۲۲۷۴"۲۲")

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سویا ہوا تھا کہ (خواب میں) میرے پاس زمین کے خزانے پیش کئے گئے، پھر میری ہتھیلی میں دوسونے کے کنگن رکھے گئے، جو مجھ کو ناگوار گزرے، پھر اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی بھیجی کہ آپ ان کو پھونک ماریں، میں نے ان پر پھونک ماری، تو وہ غائب ہوگئے، پھر میں نے ان کی تعبیر دو کذاب (جھوٹی نبوت کے دعویداروں) سے نکالی کہ میں ان دونوں کے درمیان ہوں، ایک صنعاء (مقام) والا (یعنی اسود عنسی) اور دوسرے یمامہ (مقام) والا (یعنی مسیلمہ کذاب) (بخاری، مسلم)

اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَدِمَ مُسَیْلِمَۃُ الْکَذَّابُ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَجَعَلَ یَقُوْلُ: إِنْ جَعَلَ لِیْ مُحَمَّدٌ الْأَمْرَ مِنْ بَعْدِہٖ تَبِعْتُہٗ، وَقَدِمَھَا فِیْ بَشَرٍ کَثِیْرٍ مِنْ قَوْمِہٖ، فَأَقْبَلَ إِلَیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَعَہٗ ثَابِتُ بْنُ قَیْسِ بْنِ شَمَّاسٍ وَفِیْ یَدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قِطْعَۃُ جَرِیْدٍ، حَتّٰی وَقَفَ عَلٰی مُسَیْلِمَۃَ فِیْ أَصْحَابِہٖ، فَقَالَ: لَوْ سَأَلْتَنِیْ ھٰذِہِ الْقِطْعَۃَ مَا أَعْطَیْتُکَھَا، وَلَنْ

Idara Ghufran

تَعْدُوَ أَمْرَ اللّٰهِ فِيْکَ، وَلَئِنْ أَدْبَرْتَ لَيَعْقِرَنَّکَ اللّٰهُ، وَإِنِّيْ لَأَرَاکَ الَّذِيْ أُرِيْتُ فِيْکَ مَا رَأَيْتُ(بخاری، رقم الحدیث ۳۶۲۰،مسلم رقم الحدیث ۲۲۷۳"۲۱")

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسیلمہ کذاب نے آ کر کہا کہ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے بعد مجھے خلافت عطا کر دیں تو میں ان کی اتباع کر لیتا ہوں، اور وہ اپنی قوم کے بہت لوگوں کو اپنے ساتھ لایا تھا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف آئے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت بن قیس بن شماس بھی تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ایک لکڑی کا ٹکڑا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسیلمہ کذاب کے پاس اس کے ساتھیوں میں جا کر کھڑے ہو گئے، اور فرمایا کہ اگر تو مجھ سے اس لکڑی کے ٹکڑے کو مانگے، تو میں یہ تجھ کو نہیں دوں گا (کیونکہ نبوت کسی انسان کے اختیار میں اور انسان کی تقسیم نہیں) اور اللہ تعالیٰ کا جو فیصلہ تیرے بارے میں ہو چکا ہے، تو اس سے ہٹ نہیں سکتا، اور اگر تو کچھ روز زندہ رہا تو اللہ تعالیٰ تجھ کو ہلاک (وقتل) کر دے گا، اور یقیناً میں تجھ کو وہی شخص سمجھتا ہوں جس کو میں نے خواب میں دیکھا ہے (بخاری، مسلم، ابنِ حبان)

اور حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ عَنْ رُؤْيَا رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِيْ ذَكَرَ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ذُكِرَ لِيْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُرِيْتُ أَنَّهُ وُضِعَ فِيْ يَدَيَّ سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَفُظِعْتُهُمَا وَكَرِهْتُهُمَا، فَأُذِنَ لِيْ فَنَفَخْتُهُمَا فَطَارَا، فَأَوَّلْتُهُمَا كَذَّابَيْنِ يَخْرُجَانِ فَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ: أَحَدُهُمَا الْعَنْسِيُّ، الَّذِيْ قَتَلَهُ فَيْرُوْزُ بِالْيَمَنِ، وَالْآخَرُ مُسَيْلِمَةُ الْكَذَّابُ (بخاری، رقم الحدیث ۴۳۷۹)

ترجمہ: میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خواب میں بارے میں سوال کیا، جو آپ نے ذکر فرمایا، تو حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سویا ہوا تھا، میں نے دیکھا کہ میرے ہاتھ میں سونے کے دو کنگن رکھے گئے، میں ان کو دیکھ کر گھبرا گیا اور

میں نے ان کو ناپسند کیا، تو میں نے ان پر پھونک ماری، تو وہ دونوں اڑ گئے، میں نے اس کی تعبیر دو کذابوں سے نکالی، جو نکلیں گے، حضرت عبیداللہ کہتے ہیں کہ ان میں سے ایک عنسی تھا جسے فیروز نے یمن میں قتل کیا، اور دوسرا مسیلمہ کذاب تھا (بخاری)

حضرت وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ ایک روایت میں فرماتے ہیں کہ:

فَخَرَجْتُ فَلَمَّا قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ مُسَيْلِمَةُ الْكَذَّابُ، قُلْتُ: لَأَخْرُجَنَّ إِلٰى مُسَيْلِمَةَ، لَعَلِّيْ أَقْتُلُهُ فَأُكَافِءَ بِهٖ حَمْزَةَ، قَالَ: فَخَرَجْتُ مَعَ النَّاسِ، فَكَانَ مِنْ أَمْرِهٖ مَا كَانَ، قَالَ: فَإِذَا رَجُلٌ قَائِمٌ فِيْ ثَلْمَةِ جِدَارٍ، كَأَنَّهُ جَمَلٌ أَوْرَقُ ثَائِرُ الرَّأْسِ، قَالَ: فَرَمَيْتُهُ بِحَرْبَتِيْ، فَأَضَعُهَا بَيْنَ ثَدْيَيْهِ حَتّٰى خَرَجَتْ مِنْ بَيْنِ كَتِفَيْهِ، قَالَ: وَوَثَبَ إِلَيْهِ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَضَرَبَهُ بِالسَّيْفِ عَلٰى هَامَتِهٖ (بخاری، رقم الحدیث ۴۰۷۲)

ترجمہ: پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں) جب مسیلمہ نے نبوت کا دعویٰ کیا تو میں نے سوچا کہ میں مسلمانوں کے ساتھ مسیلمہ کو مارنے جاؤں گا شاید اس کو مار کر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قتل کا کفارہ ہو سکے (جن کو میں نے اپنے کفر کے زمانے میں قتل کیا تھا) میں مسلمانوں کے ساتھ مسیلمہ کے مقابلہ پر نکلا، مسیلمہ کے لوگوں نے جو کچھ کیا وہ میں دیکھ رہا تھا، اس کے بعد میں کیا دیکھتا ہوں کہ مسیلمہ ایک دیوار کی آڑ میں کھڑا ہے، سر پریشان اور اونٹ کا سا رنگ ہے، میں نے وہی حربہ جو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے لئے استعمال کیا تھا، نکالا اور اس کے مار دیا جو (مسیلمہ کی) دونوں چھاتیوں کے درمیان سے ہوتا ہوا دونوں مونڈھوں کے درمیان سے پار نکل گیا۔ اتنے میں ایک انصاری کود کر اس کی طرف گیا، پھر اس نے مسیلمہ کی کھوپڑی پر ایک تلوار ماری (اور مسیلمہ کا کام تمام ہو گیا) (بخاری)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کو پہلے ہی خواب میں دیکھ لیا تھا کہ وہ نبوت کے جھوٹے دعویدار ہیں، پھر اسود عنسی، حضرت فیروز رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کے آخری دور میں اور مسیلمہ کذاب، حضرت وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ

Idara Ghufran

کے ہاتھ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دور میں قتل کر دیا گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا قرآن مجید میں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی رسول اور نبی کے نہ ہونے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جھوٹی نبوت کے دعویدار پیدا ہونے کا کئی احادیث میں بھی ذکر پایا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (سورۃ الاحزاب، آیت ۴۰)

ترجمہ: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم لوگوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، لیکن وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبین ہیں (سورہ احزاب)

اس آیت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین قرار دیا گیا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ پر تمام نبیوں کا خاتمہ ہو گیا ہے، اور آپ پر نبوت کی مہر لگا دی گئی ہے، اس لئے آپ کی بعثت کے بعد قیامت تک کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا، اور کسی کے لئے نبوت کی بعثت کو کھولا نہیں جائے گا۔

کئی احادیث میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین قرار دینے کے بعد یہ وضاحت بھی کی گئی ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں، جس کا ذکر آگے آتا ہے، وہ احادیث اس آیت میں مذکور خاتم النبیین کے الفاظ کی مکمل وضاحت اور کسی بھی غلط تاویل کی تردید کے لئے کافی ہیں۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: إِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ كَذَّابِيْنَ، مِنْهُمْ صَاحِبُ الْيَمَامَةِ، وَمِنْهُمْ صَاحِبُ صَنْعَاءَ الْعَنْسِيُّ، وَمِنْهُمْ صَاحِبُ حِمْيَرَ، وَمِنْهُمُ الدَّجَّالُ، وَهُوَ أَعْظَمُهُمْ فِتْنَةً، قَالَ: وَقَالَ أَصْحَابِيْ: قَالَ: هُمْ قَرِيْبٌ مِنْ ثَلَاثِيْنَ كَذَّابًا (صحیح ابن حبان، رقم الحدیث ۶۶۵۰)

ترجمہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ قیامت سے پہلے کذاب (جھوٹی نبوت کے دعویدار) ہوں گے، اُن میں صاحبِ یمامہ (یعنی مسیلمہ کذاب) اور اُن میں صاحب صنعاء (اسود) عنسی، اور اُن میں صاحبِ حمیر، اور اُن میں دجال ہے، اور وہ

Idara Ghufran

(دجّال) ان سب میں عظیم فتنے والا ہے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے ساتھیوں نے فرمایا کہ کذاب (تعداد میں) تیس کے قریب ہیں (ابنِ حبان)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَلْحَقَ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِىْ بِالْمُشْرِكِيْنَ، وَحَتّٰى يَعْبُدُوا الْأَوْثَانَ، وَإِنَّهُ سَيَكُوْنُ فِىْ أُمَّتِىْ ثَلَاثُوْنَ كَذَّابُوْنَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِىْ (سنن الترمذی، رقم الحدیث ۲۲۱۹)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی، جب تک کہ میری امت کے بعض قبیلے مشرکین سے نہ مل جائیں، اور یہاں تک کہ وہ بتوں کی عبادت نہ کرنے لگ جائیں، اور عنقریب میری امت میں تیس کذاب (جھوٹی نبوت کے دعویدار) ہوں گے، وہ سب کے سب یہ گمان کریں گے کہ وہ نبی ہیں، حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے (ترمذی)

اور حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی ایک لمبی حدیث کے آخر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

وَلَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَلْحَقَ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِىْ بِالْمُشْرِكِيْنَ، وَحَتّٰى تَعْبُدَ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِىَ الْأَوْثَانَ، وَإِنَّهُ سَيَكُوْنُ فِىْ أُمَّتِىْ كَذَّابُوْنَ ثَلَاثُوْنَ، كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ، وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِىْ، وَلَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِىْ عَلَى الْحَقِّ (سنن ابی داوٗد، رقم الحدیث ۴۲۵۲، واللفظ لہٗ، مسند احمد، رقم الحدیث ۲۲۳۹۵)

ترجمہ: اور قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی، جب تک کہ میری امت کے بعض قبیلے مشرکین سے نہ مل جائیں، اور یہاں تک کہ میری امت کے بعض قبیلے بتوں کی عبادت نہ کرنے لگ جائیں، اور بے شک عنقریب میری امت میں تیس کذّاب (جھوٹی نبوت کے دعویدار) ہوں گے، وہ سب کے سب یہ دعویٰ کریں گے کہ وہ نبی ہیں، اور میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے، اور (قیامت تک) میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق

پر قائم رہے گی (ابوداؤد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان مروی ہے کہ:

بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ قَرِيبٌ مِّنْ ثَلَاثِيْنَ دَجَّالِيْنَ كَذَّابِيْنَ، كُلُّهُمْ يَقُوْلُ: أَنَا نَبِيٌّ، أَنَا نَبِيٌّ (مسند احمد، رقم الحديث ۹۵۴۸)

ترجمہ: قیامت کے قریب تیس کے قریب جھوٹے دجال ہوں گے، ہر ایک یہ کہے گا کہ میں نبی ہوں، میں نبی ہوں (مسند احمد)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُبْعَثَ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ قَرِيْبٌ مِّنْ ثَلَاثِيْنَ، كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ (مسلم، رقم الحديث ۱۵۷ ”۸۴“)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی، جب تک کہ تیس کے قریب کذّاب دجّال پیدا نہ ہوجائیں، ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے (مسلم)

اور صحیح مسلم کی ایک حدیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَكُوْنُ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ، يَأْتُوْنَكُمْ مِنَ الْأَحَادِيْثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوْا أَنْتُمْ، وَلَا آبَاؤُكُمْ، فَإِيَّاكُمْ وَإِيَّاهُمْ، لَا يُضِلُّوْنَكُمْ، وَلَا يَفْتِنُوْنَكُمْ (مسلم، رقم الحديث ۷ ”۷“ باب فی الضعفاء والكذابين الخ)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخری زمانہ میں دجال کذاب ہوں گے، جو تمہارے سامنے ایسی باتیں پیش کریں گے، جو نہ تم نے سنیں، اور نہ تمہارے آباء واجداد نے سنیں، تو تم اپنے آپ کو ان سے بچاؤ، اور ان کو اپنے سے دور رکھو، تاکہ وہ تمہیں گمراہ نہ کریں، اور تمہیں فتنہ میں نہ ڈالیں (مسلم)

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جھوٹی نبوت کے دعویداروں کی باتیں سننا، ان کے مضامین پڑھنا، ان

کی صحبت اختیار کرنا، غرضیکہ ان کے ساتھ قربت اختیار کرنا گمراہی وفتنہ کا باعث ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فِيْ أُمَّتِيْ كَذَّابُوْنَ وَدَجَّالُوْنَ سَبْعَةٌ وَّعِشْرُوْنَ: مِنْهُمْ أَرْبَعُ نِسْوَةٍ، وَإِنِّيْ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ (مسند احمد، رقم الحديث ۲۳۳۵۸)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں ستائیس کذّاب اور دجّال ہوں گے، جن میں سے چار عورتیں ہونگیں، اور میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے (مسند احمد)

''کذاب'' بہت زیادہ جھوٹے کو کہا جاتا ہے، اور ''دجال'' بہت زیادہ دجل وفریب کرنے والے کو کہا جاتا ہے۔

اولاً تو نبوت کا دعویٰ کرنا ہی بہت بڑا جھوٹ اور دجل وفریب ہے، اور پھر اوپر سے جھوٹی نبوت کا دعویدار جھوٹ اور دجل وفریب سے کام لے کر لوگوں کو اپنے جھانسے میں پھنسانے کی کوشش کرتا ہے، اس لئے احادیث میں ایسے لوگوں کو کذاب اور دجال قرار دیا گیا ہے۔

جن احادیث میں ستائیس کذابوں کا ذکر ہے، ان میں کسر کی رعایت کی گئی ہے، اور جن میں تیس کا ذکر ہے، ان میں کسر کے بغیر تعداد کو ذکر کیا گیا ہے، لہٰذا دونوں قسم کی احادیث ایک دوسرے کے مخالف نہیں ہیں، اور جن احادیث میں تیس کے قریب دجالوں کا ذکر ہے، وہ بھی ان دونوں قسم کی احادیث کو شامل ہونے کی وجہ سے ان کے موافق ہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدْ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِيْ وَلَا نَبِيَّ (سنن ترمذی، رقم الحديث ۲۲۷۲)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک رسالت اور نبوت کا سلسلہ منقطع وختم ہوگیا، لہٰذا میرے بعد کوئی رسول اور کوئی نبی نہیں (ترمذی؛ مسند احمد؛ حاکم)

حضرت امِ کرز کعبیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ: ذَھَبَتِ النُّبُوَّۃُ، وَبَقِیَتِ الْمُبَشِّرَاتُ (سنن ابنِ ماجه، رقم الحدیث ۳۸۹۶)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کا یہ ارشاد سنا کہ نبوت ختم ہوگئی، اور خوشخبری سنانے والے (خواب) باقی رہ گئے (ابنِ ماجہ)

حضرت ابوطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: لَا نُبُوَّۃَ بَعْدِیْ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتِ، قَالَ: قِیْلَ: وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؟ قَالَ: اَلرُّؤْیَا الْحَسَنَۃُ أَوْ قَالَ: اَلرُّؤْیَا الصَّالِحَۃُ (مسند أحمد، رقم الحدیث ۲۳۷۹۵)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد نبوت نہیں ہے سوائے مبشرات کے، عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! مبشرات کیا ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ اچھے خواب یا نیک خواب (مسند احمد)

مطلب یہ ہے کہ نیک صالح مومن کے اچھے، نیک اور پاکیزہ خواب نبوت کے علم سے تعلق رکھتے ہیں، ان کا سلسلہ باقی ہے، مگر نبوت کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے، اور یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ اگر کوئی خواب میں اپنی نبوت ورسالت کو دیکھنے کا دعویٰ کرے، تو وہ خواب اچھا اور نیک نہیں ہے، کیونکہ علمِ نبوت سے اس کی نفی ہوتی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ مَثَلِیْ وَمَثَلَ الْأَنْبِیَاءِ مِنْ قَبْلِیْ، کَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰی بَیْتًا فَأَحْسَنَہٗ وَأَجْمَلَہٗ، إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَۃٍ مِنْ زَاوِیَۃٍ، فَجَعَلَ النَّاسُ یَطُوْفُوْنَ بِہٖ، وَیَعْجَبُوْنَ لَہٗ، وَیَقُوْلُوْنَ ھَلَّا وُضِعَتْ ھٰذِہِ اللَّبِنَۃُ؟ قَالَ: فَأَنَا اللَّبِنَۃُ وَأَنَا خَاتِمُ النَّبِیِّیْنَ (بخاری، رقم الحدیث ۳۵۳۵)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری مثال اور میرے سے پہلے سب نبیوں کی مثال اس آدمی کی طرح ہے، جس نے ایک گھر بنایا، اور اس کو خوب حسین اور جمیل بنایا سوائے ایک طرف سے ایک اینٹ کے (کہ وہ باقی رہ گئی) پھر لوگ وہاں آنے جانے لگے

اوراس گھر کو دیکھ کرخوش ہونے لگے، اور یہ کہنے لگے کہ یہ اینٹ کیوں نہیں رکھی گئی (تاکہ یہ گھر مکمل ہوجاتا) پس میں وہ اینٹ ہوں، اور میں خاتم النبیین ہوں (بخاری)

اورایک روایت کے آخر میں یہ الفاظ ہیں کہ:

أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ، لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ(المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحدیث ۳۲۷۴)

ترجمہ: میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں (طبرانی)

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتہائی سادہ اور آسان مثال کے ساتھ ختمِ نبوت کے مسئلہ کو واضح فرمادیا، اس کے باوجود بھی کوئی اس مسئلہ کو نہ سمجھے یا نہ مانے تو اس کو سوائے بدبختی کے اور کیا کہا جاسکتا ہے؟

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّيْ عِنْدَ اللّٰهِ لَخَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ، وَإِنَّ آدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِيْ طِيْنَتِهٖ (دلائل النبوۃ لابی نعیم الاصبھانی، رقم الحدیث ۱۰، واللفظ لہٗ، مسند احمد، رقم الحدیث ۱۷۱۶۳)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اللہ کے نزدیک خاتم النبیین تھا، جبکہ آدم اپنی مٹی کے درمیان گوندھے جارہے تھے (اور ان کے مٹی کے پتلے میں روح بھی نہیں ڈالی گئی تھی) (دلائل النبوۃ، مسند احمد)

مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس وقت سے طے شدہ ہے، جب تک حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام کی روح بھی ان کے جسم میں نہیں ڈالی گئی تھی۔

اورغرض یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا مسئلہ انتہائی مستحکم ومضبوط اور ازل سے طے شدہ ہے، جس میں کسی ابہام و لچک کی گنجائش نہیں۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ: أَنْتَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى، إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ(مسلم، رقم الحدیث ۲۴۰۴ "۳۰")

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آپ میرے

Idara Ghufran

نزدیک ایسے ہو، جیسے موسیٰ کے نزدیک ھارون تھے، سوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے (مسلم)

اس حدیث سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مقام ومرتبہ معلوم ہوا، لیکن اس کے باوجود ان کا درجہ نبوت کے بعد ہے، اور یہ حدیث حضرت ابوبکر صدیق وحضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی خلافت کے خلاف نہیں ہے، جیسا کہ بعض روافض واہلِ تشیع نے سمجھا۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ، وَلَا أُمَّةَ بَعْدَكُمْ أَلَا فَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَصَلُّوْا خَمْسَكُمْ، وَصُوْمُوْا شَهْرَكُمْ، وَأَدُّوْا زَكَاةَ أَمْوَالِكُمْ طَيِّبَةً بِهَا أَنْفُسَكُمْ، وَأَطِيْعُوْا وُلَاةَ أَمْرِكُمْ تَدْخُلُوْا جَنَّةَ رَبِّكُمْ (المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ۷۵۳۵)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کا یہ فرمان سنا کہ اے لوگو! میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے، اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں ہے، پس تم اپنے رب کی عبادت کرو، اور پانچوں نمازیں پڑھو، اور اپنے (رمضان کے) مہینے کے روزے رکھو، اور اپنے مالوں کی خوشدلی کے ساتھ زکاۃ ادا کرو، اور اپنے معاملات کے امیروں (وسربراہوں) کی اطاعت کرو، تم اپنے رب کی جنت میں داخل ہوجاؤ گے (طبرانی)

اس قسم کی کئی احادیث کثرت سے مروی ہیں، جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی اور رسول کے نہ ہونے کا ذکر ہے، اور ان احادیث کو کئی محدثین نے معنیٰ کے اعتبار سے متواتر قرار دیا ہے۔

اور یہ احادیث مختلف الفاظ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد ہر طرح کے نبی ورسول کی بعثت وپیدائش کی نفی کرتی ہیں، جن میں کسی تاویل کی گنجائش نہیں (ملاحظہ ہو: تفسیر ابن کثیر سورۃ الأحزاب)

قیامت کے قریب حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا آسمان سے زندہ نازل ہونا ختمِ نبوت کے خلاف نہیں ہے، کیونکہ اولاً تو حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کو ہی نافذ وعمل کرنے کے لئے نازل ہونگے، نہ کہ مستقل نبی کی حیثیت سے، دوسرے ان کا نبی ہونا مقدم ہے نہ کہ مؤخر۔

اورقرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا اپنی قوم کو یہ بشارت سنانے کا ذکر ہے کہ ان کے بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوگی (سورۃ الصف، آیت ۶)

اوراحادیث میں یہ بتلایا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت وبعثت کے بعد کوئی نبی پیدا ومبعوث نہ ہوگا

(شرح النووی، کتاب الفتن وأشراط الساعة،باب ذکر الدجال)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہے،لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص کی طرف سے اپنے متعلق کسی قسم کی نبوت ورسالت کا دعویٰ کرنا صریح جھوٹ اور بہتان ہے، اوراس کی بات ماننا یااس کی پیروی کرنا سراسر ضلالت وگمراہی ہے،اورایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہے۔اوراسی وجہ سے مرزا غلام احمد قادیانی بھی ’’کذاب ودجال‘‘ میں داخل ہونے کی وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

اگرکوئی مسلمان خدانخواستہ نبوت ورسالت کا دعویٰ کربیٹھے،تو وہ مرتد کہلاتا ہے، اورشرعی اصولوں کے مطابق تائب نہ ہونے کی صورت میں اسلامی قانون کی رُو سے اس کو قتل کرنے کا حکم ہے(جاری ہے......)

عبرت کدہ ﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَ بْصَارِ﴾ **ابوجویریہ**

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

حضرت یوسف علیہ السلام (قسط۲۱)

بادشاہِ مصر کا خواب

اللہ تعالیٰ جب کسی کام کا فیصلہ فرماتے ہیں، قضاوقدر کے تحت کسی تکوینی امر کے نفاذ کا وقت آتا ہے، تو اس کے لئے ایسے اسباب پیدا فرمادیتے ہیں، جن کی طرف آدمی کا خیال بھی نہیں جاتا، چنانچہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کو قید خانہ سے نجات دلانا منظور ہوا، تو بادشاہِ مصر [1] نے ایک خواب دیکھا، جو حضرت یوسف علیہ السلام کی رہائی اور ظاہری عروج کا سبب بنا، [2] بادشاہ نے ایسا عجیب خواب دیکھا کہ جس کی تعبیر سے تمام تعبیر دینے والے عاجز آ گئے، اس خواب کی تعبیر کسی کو سمجھ میں نہ آئی، وہ خواب یہ تھا کہ سات

---

[1] بادشاہِ مصر ''فراعنۂ مصر'' کے سلسلہ سے تعلق رکھتا ہے، یہ خاندانِ شاہی نسلی اعتبار سے ''عمالقہ'' میں سے تھا، مصر کی تاریخ میں ان کو ''ہکسوس'' کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے، اور ان کی اصلیت کے متعلق کہا گیا ہے یہ چرواہوں کی ایک قوم تھی، جدید تحقیقات سے پتہ چلتا ہے کہ یہ قوم عرب سے آئی تھی، اور دراصل یہ ''عربِ عاربہ'' ہی کی ایک شاخ تھی، نیز قدیم قبطی اور عربی زبانوں کی باہمی مشابہت ان کے عرب ہونے کی مزید دلیل ہے۔

اور مصر کے مذہبی تخیل کی بناء پر ان کا لقب ''فاراع'' (فرعون) تھا، اس لئے کہ مصری دیوتاؤں میں سب سے بڑا اور مقدس دیوتا ''آمن راع'' (سورج دیوتا) تھا، اور بادشاہِ وقت اس کا اوتار اور ''فاراع'' کہلاتا تھا، یہی فاراع عبرانی میں فارعن اور عربی میں فرعون کہلایا، عرب مؤرخوں نے اس فرعون کا نام ''ریّان'' بتایا ہے، جبکہ مصری حجری وزمینی آثار میں ''آیونی'' کے نام سے موسم ہے (ماخوذ از ''قصص القرآن ج۱'' للسیوہاروی)

[2] بعض مفسرین کے مطابق حضرت جبریل علیہ السلام اس خواب سے پہلے حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس تشریف لائے تھے، اور ان کو رہائی کی خوشخبری سنائی تھی، اور فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو جیل سے رہائی عطافرمائیں گے، اور آپ کو زمین پر بادشاہت عطافرمائیں گے، بادشاہ آپ کی قدرومنزلت اور عزت افزائی کریں گے، جابروسردار لوگ آپ کے مطیع ہونگے، آپ کی بات آپ کے بھائیوں پر بھاری ہوگی، اور اس کی وجہ بادشاہ کا خواب بنے گی، اور وہ خواب اس اس طرح ہوگا، اور اس کی تعبیر اس اس طرح ہوگی۔

قوله تعالى :(وقال الملک إنی أرى سبع بقرات سمان) لما دنا فرج يوسف عليه السلام رأى الملک رؤياه، فنزل جبريل فسلم على يوسف وبشره بالفرج وقال :إن الله مخرجک من سجنک، وممكن لک فی الأرض، يذل لک ملوکها، ويطيعک جبابرتها، ومعطيک الكلمة العليا على إخوتک، وذلک بسبب رؤيا رآها الملک، وهی كيت وكيت، وتأويلها كذا وكذا، فما لبث فی السجن أكثر مما رأى الملک الرؤيا حتى خرج، فجعل الله الرؤيا أولا ليوسف بلاء وشدة، وجعلها آخرا بشرى ورحمة(تفسير القرطبی، تحت آيت ۴۳ من سورة يوسف)

Idara Ghufran

موٹی گائیں ہیں، اور سات دُبلی، اور دبلی گائیں موٹی گائیوں کو نگل گئیں، نیز سات سرسبز وشاداب بالیں ہیں، اور سات خشک، اور خشک بالوں نے سرسبز کو کھالیا، بادشاہ صبح کو اٹھا، اس خواب کی وجہ سے پریشان تھا، اس نے اپنی مملکت کے تعبیر دینے والے اہلِ علم اور کاہنوں کو جمع کرکے خواب کی تعبیر دریافت کی۔

چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:

وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّيْٓ اَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِيْ فِيْ رُءْيَايَ اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْيَا تَعْبُرُوْنَ

(سورۃ یوسف آیت ۴۳)

ترجمہ: اور بادشاہ نے کہا میں خواب دیکھتا ہوں کہ سات موٹی گائیں ہیں انہیں سات دبلی گائیں کھاتی ہیں اور سات سبز خوشے ہیں اور سات خشک۔ اے درباروالو! مجھے میرے خواب کی تعبیر بتلاؤ اگر تم خواب کی تعبیر دینے والے ہو۔

لیکن وہ خواب کسی کی سمجھ میں نہ آیا، بلکہ اس خواب کو ملی جلی چیزیں اور پراگندہ ومنتشر خیالات قرار دے دیا (خیالات واوہام پر مبنی خواب نفسیاتی وطبعی خواب کہلاتے ہیں، قابلِ تعبیر نہیں ہوتے) اور کہا کہ ہم ایسے خوابوں کی تعبیر نہیں جانتے، کوئی صحیح خواب ہوتا، تو تعبیر بیان کردیتے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:

قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ ۚ وَمَا نَحْنُ بِتَاْوِيْلِ الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِيْنَ (سورۃ یوسف آیت ۴۴)

ترجمہ: انہوں نے کہا یہ خیالی خواب ہیں اور ہم ایسے خوابوں کی تعبیر نہیں جانتے۔ [1]

اس واقعہ کو دیکھ کر طویل مدت کے بعد اس رہاشدہ قیدی کو حضرت یوسف علیہ السلام کی بات یاد آئی، جس نے حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ قید خانے میں وقت گزارا تھا، اور خواب کی تعبیر لی تھی، اس نے بادشاہ کے سامنے درخواست کی کہ میں آپ کو اس خواب کی تعبیر بتلاسکوں گا، مجھے قید خانے میں یوسف نامی

---

[1] هذه الرؤيا من مَلك مصر مما قَدّر الله تعالى أنها كانت سببا لخروج يوسفَ، عليه السلام، من السجن مُعزَّزًا مكرما، وذلك أن المَلك رأى هذه الرؤيا، فهالته وتَعجَّب من أمرها، وما يكون تفسيرها، فجمع الكهنة والحُزَاة وكبراء دولته وأمراءه وقَصَّ عليهم ما رأى، وسألهم عن تأويلها، فلم يعرفوا ذلك، واعتذروا إليه بأن هذه (أَضْغَاثُ أَحْلامٍ) أى :أخلاط اقتضت رؤياك هذه (وَمَا نَحْنُ بِتَأْوِيلِ الأحْلامِ بِعَالِمِينَ) أى :ولو كانت رؤيا صحيحة من أخلاط، لما كان لنا معرفة بتأويلها، وهو تعبيرها(تفسير ابنِ كثير، تحت آيت ۴۳، ۴۴ من سورة يوسف)

قیدی کے پاس بھیجا جائے، پھر اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کے کمالات اور خواب کی تعبیر کے فن میں مہارت اور پھر مظلوم ہو کر قید میں گرفتار ہونے کا ماجرا سنایا۔ بادشاہ نے اسے حضرت یوسف علیہ السلام سے ملنے جیل بھجوا دیا، وہ حضرت یوسف علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:

وَقَالَ الَّذِیْ نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ اَنَا اُنَبِّئُكُمْ بِتَاْوِيْلِهٖ فَاَرْسِلُوْنِ (سورۃ یوسف آیت ۴۵)

ترجمہ: اور ان دو (قیدیوں) میں سے جو رہا ہو گیا تھا اور (اب) اس کو ایک عرصے کے بعد (یوسف کی بات) یاد آ گئی تو وہ (بادشاہ اور درباریوں کی گفتگو سن کر) بول اٹھا، میں (ابھی) آپ کو اس کی تعبیر بتاتا ہوں، مجھے ذرا (قید خانے میں یوسف کے پاس) بھیج دیجئے۔

یہاں پر قرآن مجید نے اس تمام واقعہ کو صرف ایک لفظ ''فارسلون'' فرما کر بیان کیا ہے، جس کے معنیٰ ہیں ''مجھے بھیج دو'' حضرت یوسف علیہ السلام کا تذکرہ، پھر سرکاری منظوری اور پھر جیل خانہ تک پہنچنا یہ واقعات خود ضمنی طور پر سمجھ میں آ جاتے ہیں، اس لئے ان کی تصریح کی ضرورت نہیں سمجھی۔ (جاری ہے............)

Idara Ghufran

طب وصحت　　　　　　　　مفتی محمد رضوان

شہد (HONEY) کے فوائد وخواص (تیسری وآخری قسط)

شہد کا مزاج

بہت سے قدیم اطباء نے شہد کے مزاج کو گرم اور خشک قرار دیا ہے۔ [1]

لیکن بعض متأخرین اطباء وماہرین نے شہد کے مزاج کو گرم اور تر قرار دیا ہے، یعنی انہوں نے شہد کے مزاج کے گرم ہونے کے بارے میں تو قدیم اطباء سے اتفاق فرمایا ہے، لیکن اس کے مزاج کے خشک ہونے سے اختلاف کرتے ہوئے اس کے مزاج کو تر قرار دیا ہے۔

ان حضرات کا فرمانا یہ ہے کہ شہد کے جو اوصاف ہیں، اُن سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کا مزاج تر ہے۔ [2]

---

[1] وللعسل أسماء ذكرها ومنافعها المجد الشيرازى مؤلف القاموس فى مؤلف فى استقصائها طول يخرجنا عن الاختصار وأصلحه الربيعى ثم الصيفى وأما الشتائى فردىء وما يؤخذ من الجبال والشجر أجود مما يؤخذ من الخلايا وهو بحسب مرعاه، ومن العجيب أن النحلة تأكل من جميع الأزهار ولا يخرج منها إلا حلوًا مع أن أكثر ما تجتنيه مر. وطبع العسل حار يابس فى الدرجة الثانية جلاء للأوساخ التى فى العروق والمعى وغيرها محلل للرطوبات أكلاً وطلاءً نافع للمشايخ ولأصحاب البلغم ولمن كان مزاجه باردًا رطبًا فالمبرود يستعمله وحده لدفع البرد والمحرور مع غيره لدفع الحرارة وهو جيد للحفظ يقوى البدن ويحفظ صحته ويسمنه ويقوى الإنعاظ ويزيد فى الباء ة للمبرودين والتغرغر به ينقى الخوانيق وينفع من الفالج واللقوة والأوجاع الباردة الحادثة فى جميع البدن من الرطوبات واستعماله على الريق يذيب البلغم ويغسل خمل المعدة ويقويها ويسخنها إسخانًا معتدلاً ويبيض الأسنان استنانًا ويحفظ صحتها والتلطخ به يقتل القمل ويطول الشعر وينفع للبواسير ويحفظ اللحم ثلاثة أشهر وخواصه كثيرة .(و) يكفيه فضلاً (قول الله تعالى (فيه) أى فى العسل (شفاء للناس) من أدواء تعرض لهم، قيل ولو قال فيه الشفاء للناس لكان دواء لكل داء لكنه قال :فيه شفاء للناس أى يصلح لكل أحد من أدواء باردة فإنه حار والشىء يداوى بضده، وقول مجاهد بن جبر فيه أى فى القرآن قول صحيح فى نفسه، لكن ليس هو الظاهر من سياق الآية لأنها إنما ذكر فيها العسل ولم يتابع مجاهد على قوله هذا وقال الحافظ ابن كثير وروينا عن على بن أبى طالب أنه قال :إذا أراد أحدكم الشفاء فليكتب آية من كتاب الله فى صحفة وليغسلها بماء السماء وليأخذ من امرأته درهمًا عن طيب نفس منها فليشتر به عسلاً فليشربه لذلک فإنه شفاء ، رواه ابن أبى حاتم فى تفسيره بسند حسن بلفظ إذا اشتكى أحدكم فليستوهب من امرأته من صداقها فليشتر به عسلاً ثم يأخذ ماء السماء ، يجمع هنيئًا مريئًا شفاءً مباركًا (إرشاد السارى لشرح صحيح البخارى للقسطلانى، باب الدَّوَاءِ بِالْعَسَلِ وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى :(فِيهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ) ذكر بعض أجلة الأطباء أن العسل حار فى الثالثة يابس فى الثانية (روح المعانى سورة النّحل)

[2] چنانچہ حکیم محمد یسین صاحب دنیاپوری مرحوم لکھتے ہیں کہ:

شہد کا مزاج ہر مفردات کی کتاب میں گرم خشک قرار دیا گیا ہے، لیکن اس کے افعال واثرات اس کے مزاج کے برعکس

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

شہد کے طبی اوصاف وخواص

شہد میں حیاتین (وٹامن) الف، ب، ج پائے جاتے ہیں، بعض ماہرین کے مطابق انسانی جسم کی ساخت میں جتنے بھی کیمیاوی مرکبات استعمال ہوتے ہیں، یا انسان کو ان کی ضرورت رہتی ہے، ان میں سے ہر عنصر شہد میں موجود ہے، اور شہد وہ منفرد مرکب ہے، جس میں ہر قسم کے وٹامن موجود ہیں۔

اطباء نے شہد میں قوت پیدا کرنے، دُبلے جسم کے لاغر پَن کو دُور کرنے اور خون میں صالح اور اچھی رطوبات پیدا کرنے اور ورموں کو تحلیل کرنے، سدوں کو کھولنے، اور تعفُّن دُور کرنے اور ثقیل وسخت مواد کو نرم کرنے اور ہضم کرنے اور فاسد وردی رطوبات خاص طور پر غلیظ اور گاڑھے بلغم اور صفراء کو خارج کرنے اور اعصاب میں حرکت پیدا کرنے کی صفات کو شمار کیا ہے۔

شہد غذائیت کے لیے بڑی اہم چیز ہے اور یہ ایک مکمل غذا اور قابلِ اعتماد دوا ہے۔

شہد اگرچہ بظاہر چینی کے قائم مقام سمجھا جاتا ہے، لیکن واقعہ یہ ہے کہ شہد چینی کے مقابلے میں کئی مضِر اجزاء سے پاک اور کہیں زیادہ افادیت کی چیز ہے، اور یہ چینی کے مقابلے میں جلد ہضم ہوتا ہے۔

اگر شہد کو دودھ میں ملا کر پیا جائے، تو اس سے غذائیت میں بھرپور اضافہ ہو جاتا ہے۔

شہد کے ذریعے سے بدن کی پرورش ہوتی اور بدن میں قوت پیدا ہوتی ہے۔

اگر شہد کو کھانا کھانے کے بعد ایک دو چمچ چاٹ لیا جائے، تو اس سے کھانا ہضم ہونے میں مدد حاصل ہوتی ہے۔

شہد کو ناشتے میں روٹی وغیرہ کے ساتھ کھانے سے بھی اس کے فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

شہد کو سردی اور گرمی دونوں موسموں میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔ شہد بچوں، جوانوں اور بوڑھوں سب کے لیے یکساں مفید ہے۔ سردیوں میں چینی کے بدلے دودھ یا چائے میں ملا کر پینے سے بدن میں طاقت

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

ہیں، مثلاً یرقانِ اصفر کے مریض کو اس سے نقصان ہونا چاہئے؛ تقطیرِ بول، پیچش اور سوزاک کے مریضوں کے لئے نقصان رساں ہو؛ استسقاز قی جو خالص صفراوی مرض ہے، کو اس سے آرام نہیں آنا چاہئے، اور نہ ہی مندرجہ بالا کسی علامت میں اس کے استعمال سے اضافہ ہوتا ہے، بلکہ قابل وحاذق حکماء شہد کو ان میں کھانا ضروری سمجھتے ہیں، چونکہ یہ علامات صفراوی ہیں، شہد ان کو دفع کرتا ہے، لہٰذا شہد گرم خشک قرار نہیں دیا جاسکتا۔ چونکہ خون میں اس کے استعمال سے رطوبات صالح بڑھ جاتی ہیں، جن کا مزاج تر گرم ہے، اس لئے شہد کا مزاج بھی ان کے مثل تر گرم ہی ہے......طبی طور پر جب ہم انسانی خون کے مزاج پر غور کرتے ہیں، تو وہ شہد کے مزاج تر گرم سے ملتا ہے (تحقیق خواص المفردات المعروف خواص الاشیاء، حصہ سوم (اعصابی) صفحہ ۱۲۱، ۱۲۲؛ مطبوعہ: یٰسین دواخانہ وطبی کتب خانہ دنیا پور ضلع لودھراں)

Idara Ghufran

وقوت اور حرارت وگرمی پیدا ہوتی ہے۔

گرمیوں میں اس کا شربت بنا کر لیموں کا رس شامل کر کے پینا مفید ہے، جو کہ بدن میں طاقت پیدا کرنے کے علاوہ گرمی کی شدت سے بھی حفاظت کا باعث ہے، اور گرمیوں میں سخت محنت کے بعد کی تھکن کو دور کرنے اور جسم میں نئے سرے سے طاقت پیدا کرنے کے لیے لاجواب اثر رکھتا ہے۔ [1]

شہد غذائیت کے ساتھ ساتھ دوائیت کے اعتبار سے بھی عمدہ ترین اور لاجواب چیز ہے۔

چنانچہ شہد، فالج، لقوہ، حلق سینے کی جلن، پیٹ کی جلن، پیٹ کے درد، پھیپھڑوں میں نمونیے کے درد اور جسم کے اندرونی ورموں کو دُور کرنے اور گردہ ومثانہ کی پتھری خارج کرنے، معدہ اور باہ وبصارت کو قوت بخشنے کے لئے مفید ہے۔ اس کے علاوہ کھانسی، نزلہ، زکام، بدہضمی، قبض، پیچش، پیٹ کے کیڑے، استسقاء و پیاس کی زیادتی کے لئے مفید ہے۔ بطورِ خاص تعفُّن دُور کرنے کے لئے شہد انتہائی نافع ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اطباء بہت سی چیزوں (معجونات ومربہ جات اور مرکبات) میں اُن کو سڑنے اور بگڑنے سے بچانے کے لئے شہد کو شامل کرتے ہیں۔ [2]

فالج ولقوہ میں ابتدائی چار دن تک شہد خالص دو تولے، پانی بارہ تولے میں جوش دے کر صبح وشام پلاتے ہیں، اور اس کے سوا کوئی غذا نہیں دی جاتی، اس کے استعمال سے مریض کی قوت قائم رہتی ہے۔

اگر بکری کا تازہ بہ تازہ دودھ پاؤ سیر میں شہد خالص آدھی چھٹانک ملا کر روزانہ صبح کو پئیں، اور روزانہ تھوڑا تھوڑا دودھ اور شہد بڑھاتے رہیں، یہاں تک کہ ایک ایک سیر تک پہنچ جائیں، تو اس سے قبض دور ہوتا، خون صاف ہوتا ہے، اور بدن میں طاقت آتی اور اس کی پرورش ہوتی ہے۔

سہاگا دورتی، شہد ایک تولے میں ملا کر منہ میں لگانے سے منہ کے زخم اچھے ہو جاتے ہیں، اگر منہ سے بدبو

---

[1] اسہال (دستوں) کے جدید علاج میں آج کل یہ کوشش ہو رہی ہے کہ بار بار کی اجابتوں سے مریض کے جسم سے نمکیات نکل جاتے ہیں، جس کی وجہ سے اس کی موت بھی ہو سکتی ہے یا پانی کی کمی سے گردے بے کار ہو جاتے ہیں، اس کا حل یہ تلاش کیا گیا ہے کہ مریض کو نمک اور گلوکوس کا ایک مرکب پانی میں گھول کر بار بار پلاتے ہیں، پاکستان میں یہ ORS کے نام سے مشہور ہے۔

شہد میں یہ تمام چیزیں موجود ہیں، پانی میں گھول کر شہد دینے کا مطلب یہ ہے کہ مریض کو نمکیات کی مکمل ضروریات کے ساتھ توانائی مہیا کرنے والے عناصر بھی حاصل ہوں، اور اس طرح نہ صرف یہ کہ وہ صحیح طریقہ سے تندرست ہوگا، بلکہ بعد میں کوئی پیچیدگی یا کمزوری بھی نہ ہوگی (طب نبوی ﷺ اور جدید سائنس، ج ۱ ص ۱۷۱، از: ڈاکٹر خالد غزنوی صاحب)

[2] سولہویں صدی کے غرقاب جہاز اب جب برآمد ہوئے، تو ان سے شہد کے جو برتن نکلے، ان کا شہد صدیوں میں بھی خراب نہ ہوا (طب نبوی ﷺ اور جدید سائنس، ج ۱ ص ۱۶۱، از: ڈاکٹر خالد غزنوی صاحب)

آتی ہوتو وہ بھی دور ہو جاتی ہے۔

بچے کے دانت نکلتے وقت تکلیف ہو، مسوڑھے سوجے ہوئے ہوں تو سہاگا شہد میں ملا کر مسوڑھوں پر ملنے سے سوجن دور ہو جاتی ہے اور دانت جلد نکل آتے ہیں۔

اگر شہد دس تولے میں ملٹھی دو تولے، سہاگا بھنا ہوا ایک تولہ باریک پیس کر ملائیں اور چھ چھ ماشے دن میں دو تین بار چاٹیں، تو یہ نسخہ کھانسی کے لیے مفید ہے۔

گلے سڑے زخموں پر شہد لگانے سے زخم میل کچیل سے صاف ہو کر جلد اچھا ہو جاتا ہے۔

نیم کے ہرے پتے دو تولے، سہاگا تین ماشے، شہد دو تولے کو پانی تین چھٹانک میں جوش دے کر چھان لیں، اور اس پانی سے کان کو پچکاری سے دھوئیں، کان پیپ وغیرہ سے صاف ہو جاتے ہیں ۔

خالص شہد سلائی سے آنکھوں میں لگائیں، تو یہ آنکھوں کے صاف کرنے اور بینائی کو بڑھانے کے لئے مفید ہے، شہد اور پیاز کا رس دو دو قطرے باہم ملا کر صبح وشام آنکھ میں ٹپکائیں یا سلائی سے لگائیں، یہ رتوندہ، دھند اور خارش کے لیے مفید ہے (دیہاتی معالج بتغیر واضافہ، حصہ اول، صفحہ ۲۵۹، از حکیم محمد سعید صاحب مرحوم)

بہترین شہد ربیع کی فصل یعنی موسمِ بہار کا شمار کیا گیا ہے، اور اس کے بعد گرمی کے موسم کا، اور پھر سردی کے موسم کا۔

شہد نہار منہ کھانا پینا معدہ کو ہر قسم کی غلاظت سے پاک کر دیتا ہے، جگر، گردوں اور مثانہ سے غیر مطلوبہ عناصر خارج کرتا ہے، اگر پانی کے ساتھ شہد کو استعمال کیا جائے تو یہ تیزی کے ساتھ جذب ہو کر جسم کو مختلف بیماریوں سے محفوظ رکھنے کا سبب بنتا ہے (ملاحظہ ہو طبِ نبوی اور جدید سائنس، جلد ا صفحہ ۱۷۹ و ۱۸۲، از ڈاکٹر خالد غزنوی صاحب)

گلے سے لے کر پھیپھڑوں تک کی ہر سوزش میں گرم پانی میں شہد ملا کر پینا اکسیر کا حکم رکھتا ہے، دمہ کے مریضوں کی نالیوں کی گھٹن کو دور کرنے اور بلغم نکالنے کے لیے گرم پانی میں شہد سے بہتر کوئی دوا نہیں (ایضاً صفحہ ۱۹۹ و صفحہ ۲۰۰)

پٹھوں اور جوڑوں کی اینٹھن پر گرم پانی میں شہد ملا کر لگانا بے انتہا مفید ہے (ایضاً صفحہ ۲۰۲)

ڈاکٹر خالد غزنوی صاحب لکھتے ہیں کہ:

شہد سے بڑھ کر تھکاوٹ پژمردگی اور کمزوری کو دور کرنے والی چیز آج تک تختۂ زمین پر میسر نہیں آسکی، امتحان کے دنوں میں طالب علموں کو شہد پلا کر دیکھا گیا، اس سے وہ زیادہ دیر تک پڑھ سکے، اور ان کی یادداشت اعتدال سے بہتر رہی، دل کے مریضوں کو اسے پینے کے

دوران دورے نہیں پڑے، آپریشن اور علالت کے بعد کی کمزوری کے لیے شہد ایک بہترین انتخاب رہا ہے (طبِ نبوی اور جدید سائنس، جلد۱صفحہ۲۰۱)

بعض ماہرین کے بقول شہد کا کسی بھی بیماری میں استعمال کرنا نقصان کا باعث نہیں بنتا، یہاں تک کہ خالص شہد ذیابیطس اور شوگر کی بیماری میں بھی مضر نہیں ہوتا، کیونکہ اس میں گلوکوس اور چینی نہیں ہوتے اور اگر ہوں بھی تو ان کے ساتھ شہد کی مکھیوں کے منہ سے نکلنے والے جوہر شامل ہوجاتے ہیں، اس لیے وہ جسم میں جاکر کسی خرابی کا باعث نہیں بنتا (ایضاً صفحہ۱۹۴)

شہد کی مکھیاں پالنے والے ادارے اپنی کھیپ کو بڑھانے کے لیے چھتّوں کے قریب کسی سستی قسم کی مٹھاس کا ڈھیر لگادیتے ہیں، مکھیاں چھتّوں سے اڑتی ہیں ان ڈھیروں پر بیٹھ کر وہاں سے مٹھاس لے کر لوٹ آتی ہیں، اس کو مکھیوں کے جوہر Diastase اور Invertase فرکٹوس میں تبدیل کردیتے ہیں، کیونکہ یہ چھتّوں میں چینی کا وجود پسند نہیں کرتیں، اگر کسی چھتّہ میں چینی ملتی ہے تو یہ وہی مقدار ہوتی ہے جو ابھی تبدیلی کے مرحلہ سے نہیں گزری، مٹھاس کے ڈھیروں سے حاصل ہونے والا شہد بالکل خالص ہوتا ہے، مگر اس کا معیار وہ نہیں ہوتا، جو پھولوں سے حاصل ہونے والے شہد کا ہوتا ہے، ان میں لحمیات نہیں ہوتے اور کیمیاوی عناصر کی مقدار بھی برائے نام ہوتی ہے، جبکہ اس کے مقابلہ میں قدرتی طریقہ سے حاصل ہونے والے شہد میں اضافی تاثیریں بھی شامل ہوتی ہیں (ایضاً صفحہ۱۹۰)

خالص شہد کی ایک پہچان یہ ہے کہ جب خالص شہد قطرہ قطرہ پانی کے پیالہ میں ٹپکایا جائے تو یہ قطرے ثابت وسالم پیندے تک چلے جاتے ہیں جبکہ شربت یا شیرہ کا قطرہ پیندے تک جانے سے پہلے ٹوٹ کر حل ہوجاتا ہے (ایضاً صفحہ۱۹۳)

اخبارِ ادارہ مولانا محمد امجد حسین

ادارہ کے شب وروز

☐......جمعہ ۱/ ۸/ ۱۵/ ۲۲/ ربیع الأ خر کو متعلقہ مساجد میں وعظ ومسائل کی نشستیں حسبِ معمول منعقد ہوئیں۔

☐......۳/ ۱۰/ ۱۷/ ربیع الأ خر، اتوار بعد ظہر طلبہ وطالبات قرآنی شعبہ جات کے لئے بزمِ ادب واصلاحی بیان کی مجلس اور بعد عصر ملفوظات اکابر کی مجلس حسبِ معمول منعقد ہوتی رہی۔

☐......۱۰/ ربیع الأ خر، اتوار کو دن دس تا ساڑھے گیارہ بجے خواتین کے لئے درسِ قرآن کی مجلس منعقد ہوئی۔

☐......۹/ ربیع الأ خر، ہفتہ سے عصری جماعتوں کے سالانہ تحریری امتحانات شروع ہوئے، جو جمعرات ۱۴/ ربیع الثانی تک جاری رہے۔

☐......۱۳/ ربیع الأ خر، بدھ کو بندہ امجد، حضرت مدیر صاحب کی نیابت میں جناب نعمانی قریشی بن مظہر قریشی صاحب مرحوم کی دوکان (نرنکاری بازار) میں افتتاحی دعا کے لئے حاضر ہوا۔

☐......۱۴/ ربیع الأ خر، جمعرات دوپہر کو درجہ تخصص فی الفقہ کے طلبہ نے کتب مکمل ہونے کی خوشی میں ارکانِ ادارہ کے لئے ضیافت کا اہتمام کیا۔

☐......۱۶/ ربیع الأ خر، ہفتہ بعد ظہر حضرت مدیر صاحب، جناب کامران احمد صاحب کی دعوت پر بعد ظہر سیٹلائیٹ ٹاؤن تشریف لے گئے، اسی دن سہ پہر کو حضرت مولانا نعمان اللہ صاحب نعمانی (استاذِ حدیث: جامعہ اسلامیہ ،صدر، راولپنڈی، وخطیب: مسجد القریش، ڈھیری حسن آباد) بھی تشریف لائے، حضرت مدیر صاحب سے ملاقات ہوئی، اور بعد مغرب تشریف لے گئے۔

☐......۲۱/ ربیع الأ خر، جمعرات دوپہر بارہ بجے یومیہ معمولات سے فارغ ہوکر ارکانِ ادارہ، حضرت مدیر صاحب کی معیت میں تفریح وہواخوری کے لئے راول جھیل پارک گئے، بعد عصر واپسی ہوئی۔

☐......۲۴/ ربیع الأ خر، اتوار، بندہ امجد مع اہل وعیال اعزہ واقرباء کی ملاقات کے لئے کراچی کے سفر پر گیا۔

☐......۲۵/ ربیع الأ خر، پیر، مولانا مفتی خالد حسین عباسی صاحب (خطیب مرکزی جامع مسجد حنفیہ، مری) دارالافتاء تشریف لائے، حضرت مدیر صاحب سے ملاقات ومجالست ہوئی، دوپہر کو تشریف لے گئے، اسی دن بعد ظہر حضرت مولانا محمد الیاس کوہاٹی صاحب بھی تشریف لائے، حضرت مدیر صاحب سے ملاقات کے بعد قبل عصر تشریف لے گئے۔

Idara Ghufran

اخبارِ عالم

حافظ غلام بلال

دنیامیں وجود پذیر ہونے والے اہم ومفید حالات وواقعات، حادثات وتغیرات

✍ 21 /فروری 2012ء، بمطابق 28 ربیع الاول 1433ھ: پاکستان: 20 ویں ترمیم سینٹ سے بھی منظور، بل کی حمایت میں 74، مخالفت میں 2 ووٹ آئے، صدر کے دستخط کے بعد ترمیم آئین کا حصہ بن جائے گی ✍ 22 /فروری: پاکستان: 69 ریلوے انجنوں کی خریداری میں گھپلوں کی تحقیقات نیب کے سپرد، ایک ماہ میں رپورٹ دی جائے، قائمہ کمیٹی ✍ 23 /فروری: پاکستان: پاکستان کے لئے حج کوٹہ میں 10 ہزار اضافہ، معاہدے پر دستخط ✍ 24 /فروری: پاکستان: پشاور، بس اڈے میں بم دھماکہ، 3 بچوں سمیت 15 افراد جاں بحق، 37 زخمی ✍ 25 /فروری: پاکستان: پشاور، تھانہ پر حملہ 3 بمباروں نے خود کو اڑا دیا، 4 اہلکار جاں بحق 7 زخمی ✍ 26 /فروری: پاکستان: راولپنڈی، مرغی کے گوشت میں پرسرار وائرس کا انکشاف، 6400 افراد متاثر ✍ 27 /فروری: پاکستان: اسامہ کے کمپاؤنڈ کو مسمار کرنے کا آپریشن مکمل، ملبہ ہٹانے کا کام جاری ✍ 28 /فروری: پاکستان: نوشہرہ میں اے این پی کے جلسے کے بعد بم دھماکہ 7 افراد جاں بحق 32 زخمی ✍ 29 /فروری: پاکستان: کوہستان: بس سے اتار کر مسافروں پر فائرنگ، 18 جاں بحق، گلگت میں فوج طلب ✍ یکم/ مارچ: پاکستان: پٹرول 2.75 روپے لیٹر، ایل پی جی 15، سی این جی 1.77 روپے کلو مہنگی، بجلی کی قیمت میں ایک ماہ کے لئے 37 فیصد اضافہ ✍ 02 / مارچ: پاکستان: ایف آئی اے میں ڈیپوٹیشن پر تعینات 350 افسران کو کام کرنے سے روک دیا گیا ✍ 03 / مارچ: پاکستان: 54 سیٹوں پر الیکشن، پیپلز پارٹی سینٹ کی سب سے بڑی جماعت بن گئی ✍ 04 / مارچ: پاکستان: چارسدہ، آفتاب شیر پاؤ کے قافلے پر خودکش حملہ 2 اہلکاروں سمیت 3 جاں بحق ✍ 05 / مارچ: پاکستان: بلوچستان، 10 افراد اغواء، دھماکہ خیز ناکارہ بنادیا گیا ✍ 06 / مارچ: پاکستان: 180 کلومیٹر تک مار کرنے والے بیلسٹک میزائل ابدالی کا کامیاب تجربہ ✍ 07 / مارچ: پاکستان: پنجاب اسمبلی، قرآن مجید کو ترجمے کے ساتھ تعلیمی نصاب میں شامل کرنے کی قرارداد متفقہ منظور ✍ 08 / مارچ: پاکستان: تھپڑ کیس، وحیدہ شاہ 2 سال کے لئے نااہل، الیکشن کمیشن نے ضمنی انتخابات کالعدم قرار دے دیا ✍ 09 / مارچ: پاکستان: شام کے نائب وزیر تیل، صدر بشار الاسد کو چھوڑ گئے ✍ 10 / مارچ: پاکستان: لیفٹننٹ جنرل ظہیر الاسلام آئی ایس آئی کے نئے سربراہ مقرر ✍ 11 / مارچ: پاکستان: اتحادی فوجوں نے نیئر بخاری کو چیئرمین سینٹ، صابر بلوچ کو ڈپٹی چیئرمین نامزد کردیا ✍ 12 / مارچ: پاکستان: پشاور امن لشکر کے رہنما کی اہلیہ کے جنازے میں خودکش حملہ، 15 افراد جاں بحق، 33 زخمی ✍ 13 / مارچ: پاکستان: ٹرینوں کے کرائے 15 سے 20 فیصد تک بڑھا دیئے گئے

﴿بقیہ صفحہ ۵۱ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Iqra Ghufran